صدائے بلبل

مجموعۂ تقاریر

سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم علماء دیوبند کا عشق رسول
عصر حاضر میں مدارس کی ضرورت وافادیت، آزادیٔ ہند میں
علماء مدارس کا حصہ، جہاد اور عصر حاضر

تالیف

حبیب الامت عارف باللہ
حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم
شیخ الحدیث وصدر مفتی، بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ دار العلوم مہذب پور سنجر پور اعظم گڑھ یوپی
خلیفہ ومجاز بیعت
حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی وحضرت مولانا عبد الحلیم صاحب جونپوری

ناشر
مکتبۃ الحبیب جامعہ اسلامیہ دار العلوم
مہذب پور، پوسٹ سنجر پور ضلع اعظم گڑھ، یوپی (انڈیا)

مجموعہ تقاریر

صدائے بلبل

تالیف

حبیب الامت عارف باللہ

حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم

خلیفہ و مجاز بیعت

حضرت مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی و حضرت مولانا عبد الحلیم صاحب جونپوری

ناشر

مکتبۃ الحبیب جامعہ اسلامیہ دار العلوم

مہذب پور، پوسٹ سنجر پور ضلع اعظم گڑھ، یوپی (انڈیا)

نام کتاب : صدائے بلبل

تالیف : حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم

صفحات : ۲۸۰

سن اشاعت : ۲۰۲۳

قیمت : ۳۰۰

ناشر : مکتبۃ الحبیب، جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور
پوسٹ سنجر پور، ضلع اعظم گڈھ، یوپی، انڈیا

ملنے کا پتہ

۱- مکتبۃ الحبیب جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور، سنجر پور، اعظم گڈھ، یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

کتاب صدائے بلبل ان نونہالان امت کی نذر کرتا ہوں جن کے لئے فرشتے پر بچھاتے ہیں، چیونٹیاں بلوں میں اور مچھلیاں سمندروں میں دعائیں کرتی ہیں، جو نیابت رسول کی حصولیابی کی راہ پر چل رہے ہیں اور ''موت الاکابر کبرنا'' کے تحت مستقبل میں ان کو اپنے اکابر کا مسند نشیں ہونا ہے۔

آج کے اصاغر اکابر کے باقی ماندہ کاموں کی تکمیل کا اپنے اندر حوصلہ وہمت پیدا کر کے میدان میں اتریں گے۔

فقط

مفتی حبیب اللہ قاسمی

فہرست مضامین

	ابتدائیہ	۲۳
	سیرت رہبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم	۲۹
۱	قبل بعثت کی آفاقی ظلمت	۲۹
۲	رہبر اعظم کی بعثت	۳۰
۳	سارے انسانوں کا غم خوار	۳۱
۴	سب سے زیادہ مظلوم کون تھا؟	۳۱
۵	احسان فراموشی	۳۱
۶	وہ ذات جس نے عورتوں کو عزت بخشا	۳۲
۷	آج کے روشن خیال اور محسن انسانیت	۳۳
۸	انقلاب دہر کا روح رواں	۳۳
۹	مذہبی اداروں میں خدا پرستی کس نے قائم کی؟	۳۵
۱۰	قابل تعریف ہستی	۳۶

۱۱	حضرت نانوتوی کے اشعار منقبت	۳۷
	سیرت رسول اکرم کی جامعیت	۳۹
۱	محسن انسانیت	۳۹
۲	سرور عالم	۴۰
۳	خلاصۂ کلام	۴۱
۴	رسالت محمدی کی وسعت	۴۱
۵	صفات حمیدہ کا مخزن	۴۳
۶	خلاصۂ کلام	۴۵
	بعثت رسول اور اس کی کشش	۴۷
۱	اب ذکر نبی ہوگا	۴۷
۲	یہ محفل بہت پاکیزہ ہے	۴۸
۳	آج کی محفل میں سنو کس کا تذکرہ ہوگا	۴۹
۴	تذکرہ ولادت باسعادت	۵۰
۵	ذات نبوی کی کشش	۵۲

۶	جتنی توجہ آپ کے ارشادات کو ملی وہ کسی کو نہیں ملی	۵۳
۷	حضرات ائمہ کی کاوشوں کا ثمرہ	۵۳
۸	دنیا کے نامور کس کے قدم بوس تھے؟	۵۴
	اسوۂ حسنہ کا پیکر	۵۷
۱	سب سے پیارا نام	۵۸
۲	جس کی رضا پر خود خدائی نثار ہے	۵۸
۳	ذکر رسول ہی میں قرار دل ہے	۶۰
۴	انسانیت کا بے نظیر پیکر	۶۰
۵	انسانی دنیا پر بعثت نبوی کے پاکیزہ اثرات	۶۲
۶	جامع نمونہ	۶۳
۷	خلاصۂ کلام:	۶۳
	نبی رحمت ﷺ	۶۵
۱	دستور قدرت	۶۵
۲	بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری	۶۶
۳	عفوو درگذر کا بے مثال نمونہ	۶۷

۴	بھڑکتے ہوئے شعلے	۶۸
۵	بھڑکتے شعلوں پر رحمت کی برسات	۷۰
	انقلاب آفریں پیغمبر ﷺ	۷۳
۱	ہر پھول جس سے خنداں ہے باغ حیات کا	۷۳
۲	ذات رسول کی ہمہ جہتی	۷۵
۳	گالیاں سن کر بھی بے مزہ نہ ہوا	۷۶
۴	ذات اقدس کی جلوہ آرائیاں	۷۷
۵	آپ ﷺ کی بعثت نے قوموں کی کایا پلٹ دی	۷۸
	بشریت رسول	۸۱
۱	نبی کے لئے بشر ہونا ہی مناسب ہے	۸۱
۲	زبان نبوت سے بشریت کا اعلان	۸۳
۳	بشریت رسول کا عقیدہ قرآن وحدیث کے موافق ہے	۸۴
۴	نبی کی بشریت کا ایک اہم پہلو	۸۵
۵	نبی کی ہر ہر چیز آپ کی بشریت ثابت کرتی ہے	۸۶
۶	نبی ﷺ کی بشریت کا انکار کرنے والا کون ہے؟	۸۷

۷	رسول ﷺ کی بشریت پر صحابہ کا اجماع کیوں؟	۸۸
۸	علماء دیوبند کا عقیدہ قرآن وحدیث کے مطابق ہے	۸۹
	تکمیل دین اور اتمام نعمت	۹۱
۱	آغاز سخن	۹۱
۲	تخلیق انسان کا مقصد	۹۲
۳	فاران کی چوٹیوں سے آفتاب جہاں کی آمد	۹۳
۴	کفرستان میں توحید کا غلغلہ	۹۴
۵	نجات کا واحد راستہ اسلام ہے	۹۴
۶	اسلام آخری دین ہے	۹۵
۷	خلاصۂ کلام	۹۶
	سنت وبدعت	۹۷
۱	آغاز خطاب	۹۷
۲	شرک وبدعت اور مسلمان	۹۹
۳	سب اللہ کے محتاج ہیں	۱۰۰
۴	آقا کے حاضر وناظر ہونے کا تصور	۱۰۱

۵	بزرگوں کے مزارات پر خرافات	۱۰۲
۶	بدعات وخرافات کا ذخیرہ	۱۰۳
۷	محفل میلاد	۱۰۴
۸	حضرت انس کا ارشاد	۱۰۴
۹	مسلمانوں بولو	۱۰۵
۱۰	دور صحابہ اور ہم	۱۰۶
۱۱	توحید پرستی کے نتائج	۱۰۶
۱۲	نجات کا راستہ صرف نبی کا راستہ ہے	۱۰۷
۱۳	بدعات کو ختم کرنا احیاء سنت ہے	۱۰۸
	حضرات صحابہ	۱۱۱
۱	آغاز سخن	۱۱۱
۲	دربار رسالت کے تربیت یافتہ	۱۱۲
۳	تمام صحابہ انسانیت وشرافت کے نمونہ تھے	۱۱۳
۴	صحابہ کا اسلام سے پہلے حال زار	۱۱۳
۵	اسلام روح پرور پیغام بنکر آیا	۱۱۴
۶	صحبت رسول کا فیض	۱۱۵

۷	بدلے ہوئے احوال اور حضرات صحابہ	۱۱۶
۸	اللہ نے صحابہ کو اپنی رضاء سے نواز دیا	۱۱۶
۹	حضرات صحابہ کے صفات کا خلاصہ	۱۱۷
	علماء دیوبند کا عشق رسولؐ	۱۱۹
۱	عشق رسولؐ کی اہمیت	۱۱۹
۲	حضرات صحابہ کا عشق:	۱۲۰
۳	علماء دیوبند صحابہ کے نقش قدم پر	۱۲۱
۴	حجۃ الاسلام مولانا قاسم نانوتوی	۱۲۱
۵	کس قدر اخلاص ومحبت ہے	۱۲۳
۶	قطب الاقطاب مولانا رشید احمد گنگوہیؒ	۱۲۴
۷	دیگر اکابر دیوبند	۱۲۴
۸	سچا عاشق رسول وہی ہے	۱۲۵
۹	خلاصۂ کلام	۱۲۵
	علماء یوبند کا عشق رسولؐ اور فتنۂ بریلویت	۱۲۷
۱	فتنوں کا محرک	۱۲۷

۲	فتنۂ بریلویت	۱۲۷
۳	مولوی احمد رضا خان کا پہلا فتنہ	۱۲۹
۴	مولوی احمد رضا خان کا دوسرا فتنہ	۱۳۱
۵	مولوی احمد رضا خان کی فتنہ انگیزی بالقصد تھی	۱۳۲
۶	احمد رضا خان جانتا تھا	۱۳۳
۷	انہوں نے انصاف سے کام نہیں لیا	۱۳۴
۸	علماء دیوبند کا عقیدہ اور اختتام کلام	۱۳۵
	دینی مدارس مسلمانوں کی ضرورت	۱۳۷
۱	دورِ جدید میں ترقی کا معیار	۱۳۷
۲	ذہنی غلامی اور اس کے اثرات	۱۳۹
۳	یہ مدارس درسِ انسانیت کے مراکز ہیں	۱۳۹
۴	مدرسوں میں کون آتے ہیں؟	۱۴۰
۵	اہل مدارس ہوا کا رُخ بدل دیتے ہیں	۱۴۱
۶	جن درسگاہوں کا شجرۂ نسب صفۂ نبوی سے نہ ملے	۱۴۱
۷	مسلمانوں کی دینی زندگی مدارس سے وابستہ	۱۴۲

۸	مدارس کا وجود مسلمانوں کی زندگی کی علامت ہے	۱۴۳
۹	مدارس اسلامیہ اسلام کے قلعے ہیں	۱۴۳
	مدارس دینیہ انسانیت کی ضرورت	۱۴۵
۱	یہ مدرسے کیا ہیں؟	۱۴۵
۲	یہ مدارس امت اسلامیہ کے دھڑکتے دل ہیں	۱۴۶
۳	دنیاوی ترقی کے باوجو	۱۴۶
۴	ملک کے بڑھتے فتنے	۱۴۸
۵	ان مدارس سے کیا ملتا ہے؟	۱۴۹
۶	انسداد فتنہ کا علاج ان مدارس کے پاس	۱۵۰
۷	خلاصۂ کلام	۱۵۱
	مدارس اسلامیہ کا ماضی اور حال	۱۵۳
۱	اسلام کے خلاف متحدہ محاذ آرائی	۱۵۳
۲	مزید مدارس کے قیام کی ضرورت ہے	۱۵۴
۳	ان مدارس میں اب اصلاح کی ضرورت ہے	۱۵۶

	عصر حاضر اور دینی مدارس	۱۵۹
۱	قیام مدارس کا پس منظر	۱۵۹
۲	دارالعلوم دیوبند درحقیقت سنت نبوی کی تجدید ہے	۱۶۰
۳	ان مدارس میں کیا ہوتا ہے؟	۱۶۱
۴	یہ مدارس حق کے معیار ہیں	۱۶۳
۵	باطل پرست مدارس کو کیوں مٹانا چاہتے ہیں؟	۱۶۳
٦	دینی مدارس پر خطرات کے بادل اور ہمارے عزائم	۱۶۴
	مدارس دینیہ کی اہمیت و افادیت	۱۶۷
۱	مدارس دینیہ پر باطل کی یلغار	۱۶۷
۲	دینی مدارس کا سلسلہ نسب	۱۶۹
۳	اگر یہ مدارس نہ ہوتے	۱۷۰
۴	علامہ اقبال کا تجربہ اور ارشاد	۱۷۱
۵	مدارس دینیہ کی اہمیت وافادیت	۱۷۲
٦	ان مدارس کو پھر سے منظّم کرنے کی ضرورت	۱۷۳

	مسلمان اور مدارس اسلامیہ	۱۷۵
۱	تمہید	۱۷۵
۲	یہ مدارس آیات قرآنیہ کی عملی تفسیر ہیں	۱۷۶
۳	مدارس کے فضلاء نے ہر دور میں اسلام کا دفاع کیا ہے	۱۷۷
۴	یہ مدارس تاریکیوں میں منارۂ نور ہیں	۱۷۸
۵	دینی مدارس دشمنان اسلام کا ہدف کیوں ہیں	۱۷۹
۶	اس کی حفاظت قوم پر واجب ہے	۱۸۱
	علم دین کی اہمیت و ضرورت	۱۸۳
۱	آغاز کلام	۱۸۳
۲	تحصیل علم کی اہمیت	۱۸۴
۳	اسلام اور علم	۱۸۵
۴	علم دین کی تحصیل ضروری کیوں ہے؟	۱۸۶
۵	علم دین کی فضیلت	۱۸۷
۶	علم دین کا نہ جاننے والا ہمیشہ خطرہ میں رہتا ہے	۱۸۸
۷	ہم اور ہمارے اسلاف	۱۸۸

	آزادیٔ ھند میں علماء مدارس کا حصہ	۱۹۱
۱	تمہیدی کلمات	۱۹۱
۲	آزادی ہند کی دلخراش داستان	۱۹۱
۳	ہندوستان میں انگریز کی آمد	۱۹۲
۴	علماء حق نے قیادت کی باگ ڈور سنبھالی	۱۹۳
۵	سید احمد شہید کا مشن	۱۹۴
۶	شاہ عبدالعزیز دہلوی کا فتوی	۱۹۵
۷	علماء دیوبند کا جہاد کے لئے کھڑا ہونا	۱۹۵
۸	دارالعلوم دیوبند کا قیام اک مستحسن اقدام	۱۹۶
۹	ہمیں الزام نہ دو	۱۹۷
۱۰	خلاصۂ کلام	۱۹۸
	آزادی ھند میں علماء مدارس کی قربانیاں	۱۹۹
۱	تذکرہ شہیدان عشق وفا	۱۹۹
۲	آزادی ہند میں علماء کا اقدام	۲۰۱
۳	اگر یہ علماء نہ ہوتے	۲۰۲

۴	۱۸۵۷ء کی جنگ میں علماء مدارس کی لرزہ انگیز قربانیاں	۲۰۳
۵	علماء کی قربانیاں رنگ لے آئیں	۲۰۸
۶	خلاصۂ کلام	۲۰۹
	آزادی ہند میں علماء کا کردار	۲۱۱
۱	جنت نشاں ہندوستان	۲۱۱
۲	جہنم نما بھارت	۲۱۲
۳	آزادی ہند میں علماء کی ناقابل فراموش قربانیاں	۲۱۲
۴	بھارت کے ٹھیکیداروں سے سوال	۲۱۳
۵	اب ظلم نہ کرو ورنہ؟	۲۱۴
۶	آزادئ ہند کا مقصد کیا تھا......؟	۲۱۷
	عظمت قرآن کریم	۲۱۹
۱	آغاز سخن	۲۱۹
۲	قرآن کی رفعت وعظمت	۲۲۰
۳	قرآن کریم اور عصر حاضر	۲۲۲
۴	یہ قرآن دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے	۲۲۲

۵	قرآنی انعامات	۲۲۳
۶	قرآن نے انسانوں کو عزت سے نوازا	۲۲۴
۷	جب قرآن آیا؟	۲۲۴
۸	قرآن اور آج کا مسلمان	۲۲۶
۹	قرآن اور حضرات صحابہ	۲۲۶
۱۰	مسلمانوں کا ماضی وحال	۲۲۷
۱۱	حضرت خالد نے ساٹھ ہزار کا منھ توڑ جواب دیا	۲۲۸
۱۲	خلاصۂ کلام	۲۲۹
	اتحاد و اتفاق اور ہندوستانی مسلمان	۲۳۱
۱	آغاز سخن	۲۳۱
۲	مسلمانوں کی مشکلات	۲۳۱
۳	آزادی کے بعد مسلمانوں کا حال زار	۲۳۲
۴	مسلمانوں کو پیچھے کرنے کے لئے ذرائع کا استعمال	۲۳۳
۵	مسلمانوں کے کارناموں کو چھپانے کی تدابیر	۲۳۳
۶	مسلمانوں کے خلاف نفرت کا آتش فشاں پھوٹ پڑا	۲۳۴

۷	اہنسا کی بات کرنے والے بھی میدان میں آگئے	۲۳۴
۸	انسانیت رو رہی تھی	۲۳۵
۹	مختلف قسم کے فتنوں نے جنم دیدیا	۲۳۶
۱۰	مسلمان اور مسائل کا انبار	۲۳۷
۱۱	مسلمانوں کے مسائل کے حل کے سلسلہ میں نظریات	۲۳۹
۱۲	مسائل کے انبار میں اپنا قصور	۲۳۹
۱۳	مسلمانوں کے مسائل کا واحد حل اتحاد ہے	۲۴۰
	مسلمانوں کی تباہی اور اس کا حل	۲۴۱
۱	آغاز سخن	۲۴۱
۲	میدان بدر	۲۴۲
۳	ابوجہل اور عبداللہ ابن مسعود	۲۴۳
۴	امیہ بن خلف اور بلال حبشی	۲۴۳
۵	بلال حبشی پر امیہ کے مظالم	۲۴۴
۶	مسلمانوں کے غلبہ کا سبب	۲۴۴
۷	اندلس کا حال زار	۲۴۵

۸	برما کا حال زار	۲۴۶
۹	ہندوستان اور مسلمان	۲۴۶
۱۰	عصر حاضر میں مسلمانوں کا حال بد	۲۴۷
۱۱	مسلمانوں کی تباہی کے اسباب	۲۴۷
۱۲	خلاصۂ کلام	۲۴۸
	شب براء ت کی فضیلت و اھمیت	۱۵۱
۱	آغاز کلام	۱۵۱
۲	اللہ کے رسول کی نظر میں شعبان کا احترام	۲۵۲
۳	شب براءت کی اہمیت وفضیلت	۲۵۳
۴	شب براءت بجٹ کی رات ہے	۲۵۴
۵	شب براءت میں کچھ غیر مغفور ہوتے ہیں	۲۵۴
۶	شب براءت میں قبرستان جانا حضور سے ثابت ہے	۲۵۵
۷	شب براءت کی ناقدری	۲۵۵
۸	شب براءت میں حلوہ بنانے کی بنیاد	۲۵۶
۹	شب براءت اور ہمارا حال	۲۵۷

۱۰	شب براءت میں حضرت حسن بصری کا حال	۲۵۸
۱۱	شب براءت فرشتوں کی عید ہے	۲۵۸
۱۲	حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا ملفوظ	۲۵۹
	روزہ کی رحمتیں و برکتیں	۲۶۱
۱	آغاز گفتگو	۲۶۱
۲	قصر اسلام کی پانچ بنیادی ارکان	۲۶۲
۳	ایمان کے بعد اعمال کی حیثیت	۲۶۳
۴	روزہ کا حاصل	۲۶۴
۵	قرآن کن کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہے؟	۲۶۵
۶	روزہ کی حکمت	۲۶۶
۷	روزہ کے ثمرات و برکات	۲۶۷
۸	روزہ کے آداب	۲۶۷
۹	خلاصۂ کلام	۲۶۸
	اسلام اور شراب نوشی	۲۶۹
۱	آغاز سخن	۲۷۰

۲	ایسے معاشرہ میں اسلام انقلاب بنکر آیا	۲۷۱
۳	اسلام نے کفر کے ریگستان میں توحید کا چمن لگایا	۲۷۱
۴	شراب سے نجات کی حکمت	۲۷۲
۵	شراب نوشی کے نقصانات	۲۷۳
۶	شراب نوشی کے مفاسد	۲۷۴
۷	انسانوں پر اسلام کا احسان	۲۷۵
۸	انسانوں کی مزاج سازی	۲۷۶
۹	جب مزاج بن گیا پھر کیا ہوا؟	۲۷۷
۱۰	آج کے مسلمانوں کا حال زار	۲۷۷
۱۱	صحابہ کی تابعداری	۲۷۸
۱۲	محسن اعظم کی وصیت	۲۷۹
۱۳	خلاصۂ کلام	۲۸۰

ابتدائیہ

۱۴۲۱ھ مطابق ۲۰۰۰ء کی بات ہے جامعہ اسلامیہ دار العلوم مہذب پور پوسٹ سنجر پور ضلع اعظم گڈھ یوپی انڈیا کے منتظمین اساتذہ وطلباء نے جلسۂ دستار بندی کی خواہش کا اظہار کیا، اور یہ خواہش زور پکڑتی چلی گئی یہاں تک کہ جلسہ طے پا گیا ۱۳ رجب مطابق ۱۲/اکتوبر بروز پنجشنبہ کی تاریخ طے پائی، جلسہ کی صدارت کے لئے حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب دامت برکاتہم امیر شریعت بہار واڑیسہ ورکن شوریٰ دار العلوم دیوبند و جنرل سکریٹری مسلم پرسنل لاء بورڈ کا اسم گرامی طے پایا، اور سرپرستی کے لئے حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب دامت برکاتہم مفتی دار العلوم دیوبند کو تجویز کیا گیا، خصوصی مقرر حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن شاہین جمالی شیخ الحدیث مدرسہ امدادیہ میرٹھ طے پائے۔ ان کے علاوہ حضرت مولانا احمد الحسینی دلدار نگر غازیپور کو بھی مدعو کیا گیا۔ حضرت مولانا فیاض احمد صاحب مہتمم جامعہ عربیہ عین العلوم پھولپور الہ آباد، حضرت مولانا لیاقت علی صاحب شیخ الحدیث مصباح العلوم کوپا گنج، حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب نذیری مہتمم جامعہ عربیہ عین الاسلام نوادہ، حضرت مولانا عبد العظیم صاحب ندوی صاحبزادۂ محترم حضرت مولانا عبد الحلیم صاحبؒ، حضرت

مولانا مفتی محمد شعیب صاحب صدر المدرسین مدرسۃ الاصلاح سرائے میر اعظم گڈھ، مفتی محمد طاہر صاحب استاذ مدرسہ اشاعت العلوم کوٹلہ اور علاقہ کے سارے چھوٹے بڑے مدارس کے ذمہ داران واساتذہ رونق اسٹیج بنے۔

منتظمین اور اساتذہ کی خواہش پر جلسہ کے ساتھ مسابقۂ خطابت کا پروگرام بھی طے پایا، چنانچہ جامعہ کے ایک استاذ کو اس کی ذمہ داری سونپی گئی، عناوین کا انتخاب کیا گیا، شرکاء کے لئے ایک فارم مرتب کیا گیا، اور جلسہ سے ایک ماہ قبل بذریعہ ڈاک اعظم گڈھ، جونپور، بنارس، مئو، غازیپور، فیض آباد کے ذمہ دارانِ مدارس کے نام فارم کی ترسیل کردی گئی، سب سے پہلے جس ادارہ نے اس پروگرام کو محبت کی نگاہ سے دیکھا اور پورے جذبۂ خلوص کے ساتھ منتظمین کی حوصلہ وہمت افزائی کی اور منظوری کے ساتھ مسابقہ میں شرکت کرنے والے طلباء کو نامزد کیا وہ جامعۃ الفلاح بلریا گنج، اعظم گڈھ کا ایک معروف ادارہ تھا، لیکن اسی کے ساتھ بعض احباب کی طرف سے ایسی حوصلہ شکنی بھی ہوئی جس کا خادم تصور بھی نہیں کرسکتا تھا، لیکن قربان جائیے وہاں کے طلباء واساتذہ کی محبت ولگاؤ پر کہ انہوں نے ادارہ کا نام تبدیل کر کے مقامی مکتب کے نام سے شمولیت اختیار کی، اور پوری دلچسپی کے ساتھ شریک مسابقہ ہوکر منتظمین کو طمانچہ رسید کیا۔

بہرحال جن مدارس کے طلباء نے مسابقہ میں شرکت کی ان کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) جامعۃ الفلاح بلریا گنج اعظم گڈھ (۲) جامعہ عربیہ احیاء العلوم

مبارکپور اعظم گڈھ (۳) جامعہ عربیہ عین الاسلام نوادہ مبارکپور اعظم گڈھ (۴) جامعہ اسلامیہ مظفر پور تھنولی اعظم گڈھ (۵) جامعہ رشیدیہ بمہور اعظم گڈھ (۶) مدرسہ دینیہ اشاعت العلوم کوٹلہ اعظم گڈھ (۷) مدرسہ قاسم العلوم منگراواں اعظم گڈھ (۸) مدرسہ منبع العلوم نظام آباد اعظم گڈھ (۹) مدرسہ ضیاء العلوم شیرواں اعظم گڈھ (۱۰) مدرسہ عربیہ ضیاء العلوم محمد آباد مئو (۱۱) جامعہ اثریہ دارالحدیث مئو (۱۲) مدرسۃ المساکین بہادر گنج غازیپور۔

کل ۳۳ رمدارس کے طلباء کو مدعو کیا گیا تھا جن میں سے کچھ منظوری کے باوجود شرکت نہیں کر سکے اور بعض حضرات نے کوئی جواب ہی نہیں دیا، تاہم جن مدارس کے طلباء شریک پروگرام ہوئے ان ہی کی تعداد اتنی تھی کہ تنگیٔ وقت کا گلہ ہونے لگا۔

بہرحال مسابقہ کے شرکاء کے لئے چھ عناوین منتخب کئے گئے (۱) سیرت رسول اکرم ﷺ (۲) علماء دیوبند کا عشق رسول ؐ (۳) جہاد اور عصر حاضر (۴) تعمیر ملک وملت میں اکابر علماء کا کردار (۵) عصر حاضر میں مدارس کی ضرورت وافادیت (۶) آزادیٔ ہند میں علماء مدارس کا حصہ۔

شریک مسابقہ طلباء میں سے ۹ رطلباء نے عنوان ۱ پر تیاری کی، اور ۴ رطلباء عنوان ۲ پر تیار ہو کر آئے، اور ۵ رطلباء نے عنوان ۳ کو اپنا موضوع سخن بنایا، اور عنوان ۴ پر تمام شرکاء خاموش رہے، البتہ عنوان ۵ پر ۸ رطلباء نے اپنے جوش خطابت کا مظاہرہ کیا، اور عنوان ۶ پر صرف ۴ رطلباء لب کشا

ہوئے، اس طرح کل تیس (۳۰) طلباء کو اپنا اپنا خطاب پیش کرنے کا موقع ملا۔

شرکاء مسابقہ کو اس بات کی ہدایت کردی گئی تھی کہ جس عنوان پر ان کو خطاب کرنا ہے اس کی ایک مکتوب کاپی دفتر مسابقہ میں آنے کے بعد جمع کرادیں، بہر حال اکثر نے اس ہدایت کی پابندی کی اور کچھ بھول گئے۔

پنجشنبہ کو بعد نماز ظہر حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن صاحب شاہین جمالیؔ مدظلہ کی صدارت میں مسابقہ کا آغاز ہوا، دو حکم مقرر کئے گئے (۱) صدر موصوف (۲) جامعہ کے ایک استاذ۔ یہ سلسلہ عشاء تک مسلسل چلتا رہا، صرف عصر و مغرب کی نماز کا وقفہ ہوا تمام حاضرین نے بڑے شوق و جذبہ کے ساتھ طلباء کے خطابات سنے، اوران کی حوصلہ افزائی کی۔

اس مسابقہ میں اول پوزیشن معراج الدین چمپارنیؔ (متعلم جامعہ عربیہ عین الاسلام نوادہ مبارکپور اعظم گڈھ) نے حاصل کی، اور دوسری پوزیشن مظاہر الحق دھنبادیؔ (متعلم جامعہ اسلامیہ دارالعلوم مہذب پور سنجر پور اعظم گڈھ) نے حاصل کی، اور تیسری پوزیشن احمد نیاز اعظمی نے حاصل کی، ان تینوں طلباء کی کما حقہ نقدی و غیر نقدی انعامات سے حوصلہ افزائی کی گئی۔

بعد نماز عشاء تا سحر جلسۂ دستار بندی کا پروگرام چلتا رہا، جس میں آئے ہوئے خطباء و مقررین نے اپنے اپنے خاص انداز سے خطاب فرمایا، جن میں حضرت مولانا شاہین جمالیؔ کے خطاب کو قبولیت عامہ حاصل ہوئی، اور سارے شرکاء اجلاس نے اس کو سراہا۔

مجمع کا یہ عالم تھا کہ پورا احاطۂ جامعہ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور شرکاء جلسہ مجمع کو دیکھ کر دنگ تھے،اور سب کی زبان پر یہ تھا کہ: اس علاقہ کے کسی مدرسہ کے جلسہ میں اتنا بڑا مجمع آج تک نہیں دیکھا گیا" ذالک فضل الله یو تیه من یشاء"۔

بہر حال اس مسابقہ کے شرکاء کی حوصلہ افزائی کے لئے یہ طے پایا کہ ان کے خطابات کو مبوب و مرتب کر کے اور عنوان سے معنون کر کے زیور طبع سے آراستہ کر دیا جائے تا کہ طلباء کی حوصلہ افزائی کے ساتھ عوام بھی فائدہ اٹھا سکیں۔

چنانچہ یہ کام خادم نے شروع کروایا لیکن اپنی مصروفیت اور کثرت مشاغل کی وجہ سے کئی سال تک التواء میں پڑا رہا۔ اللہ پاک جزائے خیر دے ہمارے جامعہ کے ناظم تعلیمات مولانا انور حسین صاحب قاسمی کو کہ انہوں نے اس کے پروف کی نظر ثانی اور تبویب وتہذیب میں کافی تعاون کیا۔

اب الحمدللہ ان طلباء کی کاوش ''صدائے بلبل'' کے نام سے آپ کے ہاتھوں میں ہے مجھے امید ہے کہ آپ حضرات ان طلباء کی ضرور حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔ اللہ پاک اس کاوش کو قبول فرمائے اور اجر و ذخر بنائے۔

فقط

مفتی حبیب اللہ قاسمی

خادم جامعہ اسلامیہ دار العلوم مہذب پور پوسٹ سنجر پور ضلع اعظم گڈھ (یو، پی) انڈیا

۲۳ ر رمضان ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۷ را اکتوبر ۲۰۰۶ء

شب سہ شنبہ ۲ ر بجے شب

سیرت رہبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدهٗ و نصلی علی رسولهٖ الكريم

أما بعد! أعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم فلعلك باخع نفسك على اٰثارهم ان لم يؤمنوا بهذا الحديث اسفا و قال عليه السلام اخفت فی الله و ما يخاف احد و لقد أذيت فی سبيل الله و ما يؤذی احد۔

گوشہ گوشہ دنیا کا تھا خزاں کا گھوارہ
ساتھ میرے آقا کے دائمی بہار آئی
لفظ ہے حسین کتنا کہہ رہے ہو گل جس کو
خوشبوئے محمد ہے اور خدا کی رعنائی

قبل بعثت کی آفاقی ظلمت

معزز سامعین کرام، صدر محترم!

آپ کو اچھی طرح معلوم ہے کہ چھٹی صدی عیسوی میں انسانیت سسک

رہی تھی، گلشن عالم ماتم کدہ بنا ہوا تھا فضائے کائنات پر تاریک گھٹاؤں کی حکمرانی تھی ہرطرف ظلم و جور اور جبر وتشدد کی تیز وتند ہوائیں چل رہی تھیں، ہرسمت نفرت وعداوت کے شعلے بھڑک رہے تھے، کمزوروں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جارہے تھے، معصوم بچیوں کو زندہ درگور کیا جارہا تھا، مظلوم عورتوں کو جانوروں سے بھی بدتر سمجھا جارہا تھا۔غرضیکہ انسان وحشی ودرندہ بن چکا تھا، اورانسانیت تباہی وبربادی کے آخری نشان تک پہنچ چکی تھی۔

رہبراعظم کی بعثت:

اچانک رحمت خداوندی جوش میں آئی اورعرب کے تپتے ہوئے صحراء میں اس نبی امی کا ظہور ہوا جو............

سارے جہاں کا درد اپنے دل میں سمیٹے ہوئے تھا۔جو......(ع) ''خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر'' کا حقیقی مصداق تھا، جو...... انسانیت کا غم خوار مظلوموں کا مددگار تھا، یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ تھا، چنانچہ اس ذات مقدس نے ان تمام ظلم وستم کے خلاف علَم بغاوت بلند کیا، انسانوں کو صحیح راہ دکھانے کی کوشش کی، انہیں ضلالت کے اندھیروں سے نکال کر ہدایت کی روشنی میں لا کھڑا کیا، زنجیر غلامی میں جکڑے ہوئے انسانوں کو آزادی کی فضاء بخشی، معصوم کلیوں کو مسکرانے کا حق عطاء کیا، مظلوم عورتوں کو باعزت مقام دیا، بگڑے ہوئے

معاشرہ کی اصلاح کی، اور تڑپتی ہوئی انسانیت کی مسیحائی کی۔

سارے انسانوں کا غم خوار:

معزز سامعین کرام!

اگر آج مجھ سے سوال کیا جائے کہ بتاؤ! تاریخ انسانی کا سب سے بڑا ہمدرد اور سب سے بڑا غمخوار کون تھا؟ کس کے سینے میں سارے جہاں کا درد بھرا ہوا تھا کس نے انسانیت کو حیات نو بخشی تھی؟ تو...... میں کہوں گا کہ وہ نبی اکرم شفیع اعظم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اور اگر...... مجھ سے یہ سوال کیا جائے کہ بتاؤ......!

سب سے زیادہ مظلوم کون تھا؟

تاریخ ظلم و جور اور جبر وتشدد کا سب سے زیادہ مظلوم اور سب سے زیادہ مکروب کون تھا......؟ کس کو سب سے زیادہ تکلیفیں دی گئیں، کس کو سب سے زیادہ اذیتیں پہنچائی گئیں؟ تو...... میں کہوں گا کہ وہ حضور اکرم محسن اعظم فخر دو عالمؐ ہیں کیونکہ ہمارے پاس اس کے دلائل و شواہد موجود ہیں۔

احسان فراموشی:

حضرات!

کیا یہ تاریخ انسانی کی عجیب ستم ظریفی نہیں ہے؟ کیا یہ دامن انسانیت

پر بدنما داغ نہیں ہے......؟ کیا یہ شرافت وصداقت کا قتل عام نہیں ہے......؟ کہ:

وہ ذات جو لوگوں کی ہدایت کے لئے تڑپتی رہی، لوگ اسے پتھر مارتے رہے۔

وہ ذات جو لوگوں کی بھلائی کے لئے اپنے وجود کو گھلاتی رہی، لوگ اسے گالیاں دیتے رہے۔

وہ ذات جو لوگوں کو طوقِ غلامی سے نجات دلانے کے لئے کوشاں رہی، لوگ اس کی پشت پر اونٹ کی اوجھ رکھتے رہے۔

وہ ذات گرامی جو لوگوں کو ظلم وجور سے نجات دلانے کے لئے پریشان رہی، لوگ اسے قید وبند کی سزائیں دیتے رہے۔

وہ ذات جو لوگوں کی کامیابی کے لئے دعاءِ نیم شبی کرتی رہی، لوگ اس کو قتل کرنے کے لئے گھات لگاتے رہے۔

وہ ذات جس نے عورتوں کو عزت بخشا:

وہ ذات جس نے عورتوں کو سماج میں باعزت مقام بخشا تھا، انہی عورتوں میں سے ایک بد بخت عورت اسے زہر کھلا کر اپنے بد بختانہ کردار کا مظاہرہ کرتی رہی۔ حد...... ہوگئی انسان کے خساست کی رذالت کی، احسان فراموشی کی، لاکھوں درود وسلام ہو اس محسن اعظم پر جو یہ تمام کچھ سنتا رہا، سہتا رہا، اور پھر

بھی ان کی کامیابی وکامرانی کے لئے تڑپتا رہا، سلگتا رہا، پگھلتا رہا۔

اور جائے افسوس ومقام حیرت وتأسف ہے کہ......

آج کے روشن خیال اور محسن انسانیت:

آج بھی روشن خیالی کا دعویٰ کرنے والی دنیا، نام نہاد وسیع المشربی کا جام پینے والی دنیا، درندگی وسبعیت کو شرمندہ کرنے والی دنیا، خود کو مہذب کہنے والی دنیا اپنے آپ کو ترقی یافتہ سمجھنے والی دنیا۔

مساوات کے نام پر نفرت کا زہر پھیلانے والی دنیا۔ تہذیب نو کے نام پر بے حیائی و بے غیرتی کو فروغ دینے والی دنیا۔ روشن خیالی کے نام پر ظلمت پھیلانے والی دنیا۔ آزادئ نسواں وجنسی آزادی کے نام پر مہلک ایڈس پیدا کرنے والی دنیا۔

وحشت وبربریت کو مات دینے والی دنیا، بایں نجاست وغلاظت اس محسن اعظم ومشفق بنی آدم پر طرح طرح کے الزامات واتہام کی یورش کر رہی ہے اور آپ کی بابرکت ومقدس ذات کو مطعون کرنے والوں کی سرپرستی اور حمایت کر رہی ہے۔

انقلاب دہر کا وہ روح رواں:

حضرات!

ایسے وقت میں ہمارے اوپر واجب ہوتا ہے کہ ہم بھی ان کی آشفتہ سری

کا مداوائے پیہم کریں، اوران کی دریدہ ذہنی کا دنداں شکن جواب دیں، اور مادہ پرست اور کور چشم دنیا کو بتائیں کہ اس محسن اعظم اور رہبر کامل نے دنیاوالوں کو کیا دیا ہے، اور انسانیت پر کیسے کیسے عظیم الشان احسانات وانعامات فرمائے ہیں۔ آج ان خوشہ چینوں اوراحسان فراموشوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ...... بتاؤ!

انقلاب دہر کا روح رواں وہ کون تھا ؟
باعث تخلیق ہستی کن فکاں وہ کون تھا؟
وہ کہ نازاں جس پہ تھا خود خالق عرشِ عظیم
ایسا کامل اس جہاں میں اے زماں وہ کون تھا؟

اس خزاں نصیب اور حرماں زدہ دنیا کو حیات تازہ کس نے بخشی......؟

تڑپتی ہوئی انسانیت کی غم خواری کس نے کی......؟

نفرت کی آندھیوں میں شمع الفت کس نے جلائی......؟

مساوات کا علَم کس نے بلند کیا......؟

بتان رنگ وخون پر تیشہ کس نے چلایا......؟

اخوت کی جہاں گیری کی بناء کس نے ڈالی......؟

معصوم کلیوں کو مسکرانے کا حق کس نے عطا کیا......؟

مظلوم عورتوں کو باعزت مقام کس نے دیا......؟

گالیاں سن کر دعائیں کس نے دی......؟

سنگ باروں کی ہدایت کے لئے کون تڑپا......؟

انسانیت کے غم میں کون پگھلا......؟

اپنے قاتل کی جان بخشی کس نے کی......؟

اور دشمن اعظم کے گھر کو دارالامان کس نے بنایا......؟

بتاؤ اے لوگو......!! بتاؤ......!!

مذہبی اداروں میں خدا پرستی کس نے قائم کی؟

اعتقادیات میں توہمات کے بجائے حق کی بنیاد کس نے ڈالی؟

سائنس میں فطرت پرستی کے بجائے حق کی بنیاد کس نے ڈالی؟

سائنس میں فطرت پرستی کے بجائے تسخیر فطرت کا سبق کس نے دیا؟

علمی دنیا میں خیال آرائی کے بجائے حقیقت نگاری کی طرح کس نے ڈالی؟

سیاست میں شہنشائیت کے بجائے عوامی حکومت کا راستہ کس نے دکھایا؟

سماج کی تنظیم کے لئے ظلم کے بجائے عدل کی بنیاد کس نے ڈالی؟

بتاؤ!!............خاموش کیوں ہو............!!

ہاں میں جانتا ہوں تمہارے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔

قابل تعریف ہستی:

سنو! تاریخ شہادت دیتی ہے کہ یہ تمام چیزیں انسانیت کو پیغمر اسلام سے ملیں آپ ﷺ کے سوا کوئی نہیں جس کی طرف حقیقی طور پر ان کارناموں کو منسوب کیا جاسکے، دوسرے تمام انسان آپ کے انقلابی دھارے کو استعمال کرنے والے ہیں نہ کہ خود اس کو وجود میں لانے والے۔

حضرات! مجھے یقین کامل اور اعتقاد محکم ہے کہ:

جب تعصب کی آندھیوں کا زور ٹوٹے گا۔

جب بغض وعداوت کے شعلے ٹھنڈے ہوں گے۔

جب انسانیت کو اپنے محسن کی تلاش ہوگی۔

جب انسان حقیقت کا متلاشی ہوگا۔

تو......

اسے اسلام کی صداقت وحقانیت تسلیم کرنی ہوگی، اسے محسن اعظم کے آستانہ ناز پر جبین نیاز خم کرنی ہوگی، آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں گلہائے عقیدت پیش کرنے ہوں گے، آپ ﷺ کی ذات بابرکات پر درود وسلام کی ڈالیاں نچھاور کرنی ہوں گی، اور کم از کم اتنا تو کہنا ہی ہوگا ؎

ہوں لاکھوں سلام اس آقا پر دل لاکھوں جس نے جوڑ دیئے
دنیا کو دیا پیغام سکوں انسانوں کے رخ موڑ دیئے

اس محسن اعظم نے الیاس کیا کیا نہ دیا ہے عالم کو
دستور اور منشور دیا کئی راہیں دیں کئی موڑ دیئے

حضرت نانوتوی کے اشعار منقبت

اور ہم شیدائیان نبوت اور فدائیان منبع رحمت کے لئے وہ نعت ہی کافی ہے جسے عاشق صادق ولی کامل قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے بارگاہ رسالت مآبؐ میں پیش کر کے تمام عاشقین صادقین کے جذبۂ صادق کی نمائندگی کی ہے اور رُخ حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہوئے والہانہ انداز میں فرمایا ہے کہ ؎

سب سے پہلے مشیت کے انوار سے نقش روئے محمد بنایا گیا
پھر اسی نقش سے مانگ کر روشنی بزم کون ومکاں کو سجایا گیا
وہ محمد بھی احمد بھی محمود بھی ذات مطلق کا شاہد بھی مشہود بھی
علم حکمت میں وہ غیر محدود بھی ظاہراً امیوں میں اٹھایا گیا
اس کی رحمت ہے بیحد و بے انتہاء اس کی شفقت تخیل سے بھی ماوراء
جو بھی عالم جہاں میں بنایا گیا اس کی رحمت سے اس کو سجایا گیا
حشر کا غم ہو قاسمؔ مجھے کس لئے میرا آقا ہے وہ میرا مولیٰ ہے وہ
جس کے دامن میں جنت بسائی گئی جس کے ہاتھوں سے کوثر لٹایا گیا

اور

طارق ابن ثابت نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود بے مثال کو اپنی نعت مبارک کے ایک شعر میں یوں پیش کیا ہے......!!!

خونِ تشبیہ نچوڑوں بھی تو کیا حاصل ہے
تجھ سا کوئی نہ تھا کوئی نہیں آنے والا

و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جامعیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله و كفى و سلام على عباده الذين اصطفى أما بعد!

أعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم.

يـأيهـا النبى إنا أرسلناك شاهداً و مبشراً و نذيراً و داعيا إلـى الـلـه بـإذنـه و سـراجاً منيراً (پ۲۲ سورہ احزاب ع۳ آیت۴۶)

صدق الله العظيم۔

محسن انسانیت:

صدر محترم، معزز علماء کرام و مہمانان عظام اور امت محمدیہ کے درخشندہ ستارو، گلشن نبوی کے پاسبانو!

اللہ تبارک وتعالیٰ کا احسان وکرم بنو آدم پر بے انتہا ہے، اس کے بعد مختلف انسانی طبقوں نے بھی ہم پر احسان کیا وہ سب کے سب شکریہ کے مستحق ہیں لیکن ہم پر سب سے زیادہ جن پر بزرگوں کا احسان ہے وہ مقدس گروہ انبیاء علیہم السلام ہیں، ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے زمانہ میں اس زمانہ کے

مناسب حال اخلاق عالیہ وصفات کمالیہ کا ایک نہ ایک بلند ترین معجزانہ نمونہ پیش کیا ہے، کسی نے صبر، کسی نے ایثار، کسی نے قربانی، کسی نے جوش توحید، کسی نے ولولہ حق، کسی نے تعلیم، کسی نے عفت، کسی نے زہد، غرض ہر ایک نے دنیا میں انسان کی پُر پیچ زندگی کے راستہ میں ایک نہ ایک منارہ قائم کر دیا ہے جس سے صراطِ مستقیم کا پتہ لگ سکے......مگر ضرورت تھی ایک ایسے رہنما اور رہبر کی جو اُس سرے سے لے کر اس سرے تک پوری راہ اپنی ہدایات اور عملی مثالوں سے روشن کر دے، گویا ہمارے ہاتھ میں اپنی عملی زندگی کا پورا نمونہ دیدے، جس کو لے کر ہر مسافر اس کی تعلیم و ہدایت کے مطابق بے خطر منزل مقصود کا راستہ پالے، یہ راہنما سلسلۂ انبیاء علیہم السلام کے آخری فرد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، فرمان باری تعالیٰ ہے۔

سرورعالم:

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنَاکَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا وَ دَاعِیًا اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا (پ۲۲ سورہ احزاب ع۳ آیت ۴۶) اے نبیؐ ہم نے تجھ کو گواہی دینے والا، اور خوشخبری سنانے والا، اور ہوشیار کرنے والا، اور اللہ کے حکم سے اللہ کی جانب بلانے والا، اور روشنی دینے والا چراغ بنا کر بھیجا ہے، یعنی آپؐ عالم میں خدا کی تعلیم و ہدایت کے شاہد ہیں، نیکو کاروں کو فلاح

وسعادت کی بشارت سنانے والے، مبشر ہیں، ان کو جو ابھی تک بے خبر ہیں، ہوشیار و بیدار کرنے والے نذیر ہیں، بھٹکنے والے مسافروں کو اللہ کی طرف بلانے والے داعی ہیں، اور خود ہمہ تن نور و چراغ ہیں......

خلاصۂ کلام:

سارے انبیاء کرام میں سے اگر یہ ساری خصوصیت شاہد و مبشر، نذیر و داعی سراج منیر سب کچھ بیک وقت ملی، اور جس کے مرقع حیات میں یہ سارے نقش و نگار نمایاں ہوئے، وہ ذاتِ گرامی صرف محمد ﷺ کی ہے، اس لئے طبقۂ انسانی کے ہر طالب اور نور ایمانی کے ہر متلاشی کے لئے صرف محمد ﷺ کی سیرت ہدایت کا نمونہ اور نجات کا ذریعہ ہے جس کی نگاہ کے سامنے محمد ﷺ کی سیرت ہے، اس کی نگاہ کے سامنے نوح و ابراہیمؑ، ایوبؑ و یونسؑ، موسیٰؑ و عیسیٰؑ علیہم السلام سب کی سیرتیں موجود ہیں، گویا تمام انبیاء علیہم السلام کی سیرتیں صرف ایک ہی جنس کی اشیاء کی دکانیں، اور محمدؐ کی سیرت اخلاق و عمل کی دنیا کا سب سے بڑا بازار اور مارکیٹ ہے، یہاں پر ہر جنس کے خریدار، اور ہر شئ کے طلبگار کے لئے بہترین سامان موجود ہے۔

رسالت محمدیؐ کی وسعت:

عزیز دوستو!

آیئے نبیٔ اکرم کی سیرت کو قرآن مقدس میں تلاش کریں جس کو خداوند

قدوس نے اپنے کلام کے اندر مختلف انداز سے بیان فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی رسالت اور رسالت کی وسعت کو بیان کرنا چاہا تو یوں فرمایا...... قُلْ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا الَّذِیْ لَهٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (پ ۹ سورہ اعراف ع ۱۰ آیت ۱۵) یہیں تک نہیں بلکہ اس سے زیادہ یہ کہ جہاں اس پیغام کی آواز پہنچ سکے سب کچھ اس کے دائرہ میں: ''وَاُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَکُمْ بِهٖ وَ مَنْ بَلَغَ'' (پ۷ سورہ انعام ع ۸ آیت ۱۹) آپ کی بعثت کے مقصد کو بیان کرنا ہو تو یوں فرمایا: ''وَمَا اَرْسَلْنَا اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا'' (پ۲۲ سورہ سبا ع ۹ آیت ۲۸) آپ کے رحم وکرم کی وسعت کو بیان کرنا ہوا تو یوں ارشاد فرمایا: ''وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ'' (پ۱۷ سورہ انبیاء ع ۷ آیت ۱۰۷) دنیا کی ساری زندگی گزارنے کے اسلوب ناکام اور سارے طریقے کے نقص اور اپنے نبیؐ کے طریقے کے اندر سرخروئی اپنے نبیؐ کے اسلوب پر زندگی کو گزارنے میں دونوں جہاں کی سعادت کو آشکارا کرنا ہوا تو یوں فرمایا: ''لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ'' (پ۲۱ سورہ احزاب ع ۱۸ آیت ۲۱) آپ کو خدا پر بھروسہ وتوکل واعتماد کا سبق سکھلانا ہوا تو یوں فرمایا: ''وَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُوْلُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ'' (پ۲۶ سورہ محمد ع ۴ آیت ۳۵) آپؐ کے اخلاق عالیہ کو بیان فرمانا ہوا تو یوں فرمایا: ''وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ'' (پ۲۹ سورہ قلم ع

۳ آیت ۴) آپ کے دل کے رقیق القلبی ورحم دلی کو بیان کرنا ہوا تو فرمایا: ”فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ“ (پ۴ سورہ آل عمران ع۸ آیت ۱۵۹)

صفات حمیدہ کا مخزن:

محترم حضرات!

اگر کوئی اسلامی تاریخ پر اڑتی ہوئی نظر ڈالے تو آپ ﷺ کی زندگی میں بیک وقت اس قدر متضاد اور متنوع اوصاف دیکھے گا جو کسی انسان کے اندر ابتداء دنیا سے لے کر اب تک تاریخ نے کبھی یکجا کر کے پیش نہیں کیا، اور نہ ہی رہتی دنیا تک پیش کر سکتی ہے، دیکھئے کہ بادشاہ ایسا کہ ایک پورا ملک اس کی مٹھی میں، اور بے بس ایسا کہ اپنے آپ کو اپنے قبضہ میں نہ جانتا ہو بلکہ خدا تعالیٰ کے قبضہ میں، دولت مند ایسا کہ خزانے کے خزانے اونٹوں پر لدے اس کے دار الحکومت میں آ رہے ہوں، اور محتاج ایسا کہ مہینوں اس کے گھر چولہا نہ جلتا ہو، اور کئی کئی وقت اس پر فاقہ سے گزر جاتے ہوں، سپہ سالار ایسا کہ مٹھی بھر نہتھے آدمیوں کو لے کر ہزاروں غرق آہن فوجوں سے کامیاب لڑائی لڑا ہو، اور صلح پسند ایسا کہ ہزاروں پُر جوش جان نثاروں کی ہمرکابی کے باوجود صلح کے کاغذ پر بے چوں وچرا دستخط کر دیتا ہو، شجاع اور بہادر ایسا کہ ہزاروں کے مقابلہ میں تنِ تنہا کھڑا ہو، اور نرم دل ایسا کہ کبھی اس نے کسی انسانی خون کا ایک قطرہ بھی اپنے ہاتھ سے نہ بہایا ہو، فکر مند ایسا کہ عرب

کے ذرہ ذرہ کی اس کو فکر، بیوی بچوں کی اس کو فکر، غریب و مفلس مسلمانوں کی اس کو فکر، خدا کی بھولی ہوئی دنیا کو سدھارنے کی اس کو فکر، غرض سارے جہاں کی اس کو فکر، کمالات کا مخزن، بے تعلق ایسا کہ اپنے خدا کے سوا کسی اور کی یاد اس کو نہ ہو، اس کے سوا ہر چیز اسے فراموش ہو، اور اس نے کبھی اپنی ذات کے لئے اپنے برا کہنے والوں سے بدلہ نہیں لیا، اور اپنے ذاتی دشمنوں کے حق میں بھی دعاء خیر کی، اور ان کا بھلا چاہا، لیکن خدا تعالیٰ کے دشمنوں کو اس نے کبھی معاف نہیں کیا، اور حق کا راستہ روکنے والوں کو ہمیشہ جہنم کی دھمکی دیتا، عذاب الٰہی سے ڈراتا رہا، عین اس وقت جب اس پر ایک سپاہی کا دھوکا ہوتا ہے وہ ایک شب زندہ دار زاہد کی صورت میں جلوہ نما ہو جاتا ہے، عین اس وقت جب اس پر کشور کشا فاتح کا شبہ ہوتا ہے وہ پیغمبرانہ معصومیت کے ساتھ ہمارے سامنے آ جاتا ہے، عین اس وقت جب ہم اس کو شاہ عرب کہہ کر پکارنا چاہتے ہیں، وہ کھجور کی چھال کا تکیہ لگائے کھردری چٹائی پر بیٹھا درویش نظر آتا ہے، عین اس وقت جب عرب کے اطراف سے آ آ کر اس کے صحن مسجد میں مال واسباب کا انبار لگا ہوتا ہے، اس کے گھر میں فاقہ کی تیاری ہو رہی ہے، عین اس عہد میں جب لڑائیوں کے قیدی مسلمانوں کے گھروں میں لونڈی اور غلام کی صورت میں بھیجے جا رہے ہیں، فاطمہؓ بنت رسولؐ اللہ جا کر اپنے ہاتھوں کے چھالے اور سینے کے داغ باپ کو دکھاتی ہیں جو چکی پیستے پیستے اور مشکیزہ بھرتے بھرتے ہاتھ اور سینے پر پڑ گئے تھے،

عین اس وقت جب آدھا عرب آپ کے زیرِ نگیں ہوتا ہے حضرت عمرؓ حاضر دربار ہوتے ہیں اور ادھر اُدھر نظر اٹھا کر کاشانۂ نبوت کے سامان کا جائزہ لیتے ہیں، آپ ایک انکھری چارپائی پر آرام فرما رہے ہیں، جسم مبارک پر بالوں کے نشان پڑ گئے ہیں، ایک طرف مٹھی بھر جو رکھے ہیں، ایک کھونٹی میں خشک مشکیزہ لٹک رہا ہے، سرور کائنات کے گھر کی یہ کل کائنات دیکھ کر حضرت عمرؓ رو پڑتے ہیں، سبب دریافت ہوتا ہے عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ اس سے بڑھ کر رونے کا اور کیا موقع ہوگا، قیصر و کسریٰ باغ و بہار کے مزے لوٹ رہے ہیں، اور آپ پیغمبر ہو کر اس حالت میں ارشاد ہوتا ہے، عمرؓ کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ قیصر و کسریٰ دنیا کے مزے لوٹیں اور ہم آخر کی سعادت۔

دوستو!

خلاصۂ کلام:

میں نے آپ حضرات کے سامنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو مختلف پہلوؤں سے پیش کیا، اگر آپ مطالعۂ فطرت کے بعد یقین رکھتے ہیں کہ یہ دنیا انسانی مزاجوں، انسانی صلاحیتوں واستعدادوں کے اختلاف کا نام ہے تو یقین کرو کہ محمدؐ کی جامع شخصیت کے سوا اس کا کوئی آخری ودائمی وعالم گیر رہنما نہیں ہوسکتا۔

وما علینا الا البلاغ

بعثت رسولؐ اور اس کی کشش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین و الصلاۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین و علی اٰلہ و اصحابہ اجمعین اما بعد !

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم،

و رفعنا لک ذکرک (پ۳۰ سورۂ الم نشرح) صدق اللہ العظیم.

اب ذکر نبی ہوگا:

رات دن اس ذات پُر انوار کی باتیں کریں
مصطفیٰ کی سیرت و کردار کی باتیں کریں
اس حبیب کبریا کے پیار کی باتیں کریں
آؤ لوگو احمد مختار کی باتیں کریں
موج آب کوثر و تسنیم سے کرکے وضو
میکشو! اس ساقیٔ دلدار کی باتیں کریں

لیکن............

ما ان مدحت محمدا بمقالتی
ولکن مدحت مقالتی بمحمد

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے میری زبان کے لئے

ذی وقار صدرِ محترم حضرات علماء کرام، اور معزز ساتھیو!

انگلی کٹا کر شہیدوں میں داخل ہوتا ہوں، یا بقول شخصے مصر کی بڑھیا کی طرح سوت کی گولی لے کر بازار حسن میں یوسف کے خریداروں میں شامل ہوتا ہوں، اور اس پر ناز کرتا ہوں کہ ان کے دیوانوں میں اب میرا بھی نام آنے لگا۔

یہ محفل بہت پاکیزہ ہے:

دوستو!

یہ محفل بہت ہی پاکیزہ محفل ہے، یہ ساعتیں بڑی ہی مبارک ساعتیں ہیں، یہ گھڑیاں انتہائی پُر کیف گھڑیاں ہیں، یہ ایسی محفل ہے جس پر دوسری محفلیں ناز کرتیں ہیں، یہ ایسی ساعتیں ہیں جن پر دوسری ساعتیں رشک کرتیں ہیں، یہ ایسی گھڑیاں ہیں جس پر دوسری گھڑیاں فخر کرتی ہیں .... ۔

نازکرتا ہے فلک ایسی زمیں پر اسعدؔ
جس پر دو چار گھڑی ذکر خدا ہوتا ہے

لہٰذا آیئے اس بزم نور و نکہت میں خونریز داستانوں کا ذکر نہیں ہوگا، دشمنِ انسانیت کی کہانیوں کا تذکرہ نہیں ہوگا، یہاں لیلیٰ مجنوں کے عشق کا بیان نہیں ہوگا، نہ ہی شیریں اور فرہاد کی ننگی داستانوں کو چھیڑا جائے گا، یہاں نہ تو امتوں کے عروج زوال کو زیر بیاں لایا جائے گا، اور نہ ہی قوم ثمود و عاد کی بستی کی تباہی و بربادی بیان کی جائے گی۔

آج کی محفل میں سنو کس کا تذکرہ ہوگا؟

بلکہ اس پر کیف محفل کو اس ذات والا صفات کے ذکر سے سجایا جائے گا، جو مقصود تخلیق کائنات بھی ہے اور مقصود تخلیق آدم وحوا بھی اور اس پیکر باصفا کا تذکرہ ہوگا، جس کے اندر آدمؑ کا خلق بھی ہے، اور شیثؑ کی معرفت بھی، نوحؑ کی شجاعت بھی ہے، اور ابراہیمؑ کا ولولہ توحید بھی، اسماعیلؑ کا شیوۂ رضا بھی ہے، اور اسحاقؑ کی خوئے تسلیم بھی، صالحؑ کی فصاحت بھی ہے، اور لوطؑ کی حکمت بھی، اور موسیٰؑ کا دبدبہ بھی ہے، اور ایوبؑ کا صبر بھی، یونسؑ کی اطاعت بھی ہے، اور یوشعؑ کا جہاد بھی ہے، داوٗدؑ کی آواز بھی ہے، اور دانیالؑ کی محبت بھی، الیاس کا وقار بھی ہے، اور یحییٰؑ کی پاکدامنی بھی، عیسیٰؑ کا زہد بھی ہے، اور یوسفؑ کا حسن بھی...... ؎

حسن یوسفؑ دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اوراس محفل میں جس کوفرشتوں نے گھیر رکھا ہے، جسے خدا کی رحمتوں نے گرہ گیر بنا رکھا ہے، اس ذات گرامی نبی امی کا ذکر خیر کیا جائے گا، جواحمد مرسل بھی ہے اور فخر دو عالم بھی، مظہر اول بھی ہے مرسل خاتم بھی، جسم مزکی بھی ہے اور قلب مجلیٰ بھی، روح مصفیٰ بھی ہے اور نور معطر بھی، اسوۂ اجمل بھی ہے اور دینِ ممثل بھی، نطق مدلل بھی ہے اور وحی منزل بھی، عالم ناسوتی کا مجاہد بھی ہے اور عالم لاہوتی کا شاہد بھی ہے، علم لدنی بھی ہے اور شان کریمی بھی، خلق خلیلی بھی ہے اور نطق کلیمی بھی، زہد مسیحا بھی ہے، اور عفت مریم بھی، مقصد امکاں بھی ہے اور مہبط قرآن بھی، منبع احسان بھی ہے اور مرجع دوراں بھی، صدر اُمم بھی ہے اور سلطان مدینہ بھی، اور سب سے بڑھ کر اس خالق ارض وسماء کا محبوب و پیارا ہے۔ ع

یاراں خبر دہند کہ ایں جلوہ گاہ کیست......؟

تذکرہ ولادت باسعادت:

فرزندانِ اسلام!

لہٰذا آیئے اس ذات بابرکت کی ولادت باسعادت کا تذکرہ، شمس العلماء علامہ شبلیؒ کے الفاظ میں سنتے ہیں۔

چمنستانِ دہر میں بارہا روح پرور بہاریں آچکی ہیں، چرخ نادرۂ کار نے کبھی کبھی بزم عالم کو اس سروسامانی سے سجائی کہ نگاہیں خیرہ ہوکر رہ گئی ہیں، لیکن ۹ ربیع الاول روز دوشنبہ ۲۰/اپریل ۵۷۱ء کی تاریخ وہ تاریخ ہے، جس کے

انتظار میں پیر کُہن سالِ دہر نے کروڑوں برس صرف کردیئے، سیارگانِ فلک اسی دن کے شوق میں ازل سے چشم براہ تھے، چرخ کُہن مدت ہائے دراز سے اسی صبح جان نواز کے لئے لیل ونہار کی کروٹیں بدل رہا تھا، کارکنانِ قضاء وقدر کی بزم آرائیاں عناصر کی جدت طرازیاں ماہ وخورشید کی فروغ انگیزیاں عالم قدس کے انفاس پاک توحید ابراہیم جمال یوسف، معجزہ طرازی موسیٰ، جان نوازی مسیح سب اسی لئے تھے کہ یہ متاعہائے گراں شہنشاہ کونین کے دربار میں کام آئیں گے۔

۹ ربیع الاول کی صبح وہی صبح جاں نواز اور وہی ساعت ہمایوں، اور وہی دور فرخ فال ہے، ارباب سیر اپنے محدود پیرائیہ بیان میں لکھتے ہیں کہ آج کی رات ایوانِ کسریٰ کے چودہ کنگرے گر گئے، آتش کدہ فارس بجھ گیا، دریائے سادہ خشک ہوگیا، لیکن سچ تو یہ ہے کہ ایونِ کسریٰ نہیں بلکہ شانِ عجم، شوکت روم، اوجِ چین کے قصرہائے فلک بوس گر پڑے۔ آتش کدۂ فارس بلکہ جحیم شر، آتش کدۂ کفر، آذر کدۂ گمرہی سرد ہوکر رہ گئے، صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی۔

بت کدہ خاک میں مل گئے، شیرازۂ مجوسیت بکھر گیا۔

نصرانیت کے اوراق خزاں دیدہ ایک ایک کر کے جھڑ گئے۔

توحید کا غلغلہ اٹھا، چمنستان سعادت میں بہار آ گئی۔

آفتاب ہدایت کی شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں۔

اخلاق انسانی کا آئینہ پرتوِ قدس سے چمک اٹھا۔

یعنی یتیم عبد اللہ، جگر گوشۂ آمنہ، شاہ حرم، حکمرانِ عرب، فرمانروائے عالم، شہنشاہ کونین عالم قدس سے عالم امکان میں قدم رنجاں ہوئے............ ؎

یا رب صل و سلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلهم

وہ موج بے قرار اٹھی ہے عمان تجلی سے
زمانہ جگمگا اٹھا ہے فیضان تجلی سے
شبستانِ جہاں روشن ہوئی شانِ تجلی سے
ہوئی ظلمت گریزاں جوش طوفانِ تجلی سے
رسالت کے اُفق پُر نور حق کا آفتاب آیا

ذات نبویؐ کی کشش:

فرزندانِ توحید! کروڑوں بندے اللہ کے یقیناً ایسے ملیں گے جو اپنی نجات اور اپنی عقبٰی شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی ذات سے وابستہ سمجھ رہے ہیں، اور آج ہی نہیں سینکڑوں برس سے سمجھتے چلے آرہے ہیں، عقیدہ کی صحت و غلطی سے یہاں بحث نہیں مقصود، نفس واقعہ کا اظہار ہے۔

ان کی زبانوں پر نام ہے تو غوثِ اعظم کا، دلوں میں اعتقاد ہے تو محبوب سبحانی کا لیکن ذرا سوچ کر بتائیے کہ شیخ اور ان کے سارے پیش رو اور پس رو حسن بصریؒ، جنید بغدادیؒ، خواجہ اجمیریؒ اور سید احمد سرہندیؒ، نظام الدین اولیاء اور علاء الدین

صابر کلیریؒ نازاں کس شئے پر ہیں......؟ اپنی سروری اور سرداری پر یا عرب کے امی کی غلامی اور مکہ کے یتیم کی چاکری پر......؟

اللہ اللہ جو خود لاکھوں کے سردار اور کروڑوں کے پیشوا، انہیں اگر فخر ہے تو صرف اس کا کہ کسی آستان پاک کے جاروب کش ہیں اور بس......

فرزندانِ اسلام!

جتنی توجہ آپ کے ارشادات کو ملی وہ کسی کو نہیں ملی:

اس پردۂ عالم پر ایک سے بڑھ کر ایک عالم و فاضل، حکیم فلسفی، ادیب ومہندس پیدا ہو چکے ہیں، دنیا نے اب تک ان میں سے کسی کے ساتھ اس کا نصف بھی اعتناء کیا ہے؟

کسی افلاطون، کسی سقراط، کسی ارسطو، کسی نیوٹن، کسی کینٹ، کسی ڈارون کے اقوال وملفوظات اس کاوش کے ساتھ جمع کئے گئے ہیں......؟؟

کسی کا ایک ایک فقرہ ایک ایک قول ایک ایک لفظ اتنی سخت جرح اور ایسی ایسی موشگافیوں کے بعد پاکوں کے واسطہ سے اور شیخوں کی شہادت سے یوں سلسلہ بسلسلہ منقول ہو کر پہنچا ہے؟

حضرات ائمہ کی کاوشوں کا ثمرہ:

امام ابو حنیفہؒ کے نام سے کون ناواقف ہے؟ کون دل ہے جو آپ کی

عظمت سے خالی ہے؟ آپ خود الگ رہے ان کے شاگرد، بلکہ ان کے شاگردوں کے شاگرد اس پایہ کے تھے کہ معاصرین نے انہیں امام وقت تسلیم کیا، لیکن خود یہ امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اور امام احمدؒ اور ان کے احباب و رفقاء وتلامذہ سفیان ثوریؒ اور اوزاعیؒ، ابو یوسفؒ اور محمدؒ، زفرؒ اور حسنؒ، حمادؒ اور مزنیؒ، طحاویؒ اور سرخسیؒ اور صدہا ہزار ہا فقہاء جواب تک ہو چکے ہیں، یہ آخر گروہ در گروہ، انبوہ در انبوہ کرتے کیا رہے ہیں......؟

دنیا کے نامور کس کے قدم بوس تھے؟

اسی ان پڑھ کے لائے ہوئے قانون کی شرح وتفسیر اور اسی حرف ناشناس کی بتائی ہوئی شریعت کے فروع کا حل اور جزئیات احکام کا استنباط، دنیا میں آخر اور بڑے بڑے امیر و وزیر، قانون ساز، قانون گو، مدبرینِ سلطنت گزرے ہیں کیا ان میں سے کسی کو ایسے اور اتنے شارحین نصیب ہوئے ہیں......؟ یونان، ہندوستان، مصر وغیرہ کو چھوڑیئے، روم کو لیجئے کہ اس کا ''رومن لا'' آج ...... خدا معلوم کتنے دماغوں کو مرعوب کئے ہوئے ہے، لیکن جو وسعت اسلامی فقہ کو حاصل ہے ''رومن لا'' غریب کو اس کا عشر عشیر بھی تو نصیب نہیں ہے، عمر فاروقؓ اور علی مرتضیٰؓ کے نام سے کیسے کیسے سور ماؤں کے کلیجے دہل رہے ہیں، خالد سیف اللہ کی شمشیر، اور ابن عاص کی تدبیر نے پتھروں کو پانی کر کے بہا دیا، لیکن یہ سب خود کس شمع کے پروانے تھے، کس کے آستانہ پر جبیں سائی سے رفعتیں اور بلندیاں

حاصل کرتے رہے، ہارون اور مامون، سلجوق اور ویلم، غزنوی اور غوری، تیمور وبایزید، عثمان وسلیم، طارق وقاسم، لودھی وخلجی، تیمور وبابر، ہمایوں وجہانگیر، شاہ جہاں اوراورنگ زیب، کس کے خاک بوسی کو سدا اپنے لئے معراج کمال اور وسیلۂ نجات سمجھتے رہے......؟؟

بے سروسامان ریفوجیوں نے کس کے دین کی غیرت میں اسپین اور فرانس دودو سلطنتوں کا چیلنج قبول کرلیا؟ انور نے کس کی امت کی خاطر جان تک نذر کردی؟ محمود الحسن کو کس کے نام کی عزت وناموس نے دردر پھرایا؟ گھر سے بے گھر کیا نظر بند کرایا؟ محمد علی کس کی امت کے غم میں دیوانہ وار جلاوطن ہوا، نظر بند ہوا، جیل میں کئی کئی سال کاٹے؟ ....سب کے جواب میں ایک بار پھر اسی عبداللہ کے لختِ جگر اور آمنہ کے نور نظر کا نام لیا جائے گا۔

یا رب صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلھم

وما علینا الا البلاغ

ملفوظات
حبیب الامت

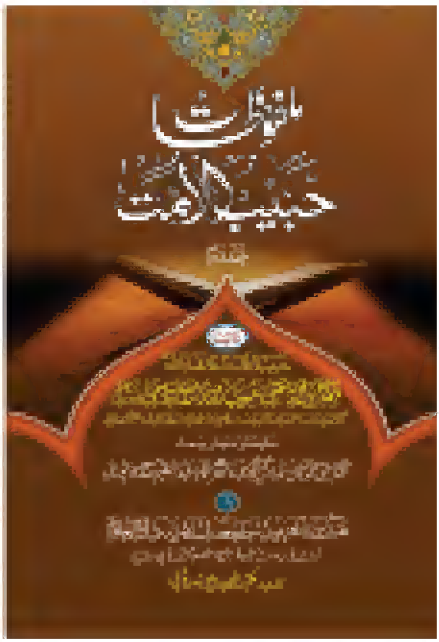
ملفوظات
حبیب الامت

اسوۂ حسنہ کا پیکر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ القادر الجبار والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ المختار و علی اٰلہ الاطھار واصحابہ الاخیار الی یوم القرار اما بعد!

أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم
یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرۡسَلۡنَاکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیۡرًا وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذۡنِہٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیۡرًا (پ۲۲ سورہ احزاب ع۳ آیت۴۶)

زباں پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے میری زباں کے لئے

صدر محترم، اساتذۂ کرام، حاضرین جلسہ!

میری تقریر کا عنوان ہے ''اسوۂ حسنہ کا پیکر'' میں حیران ہوں بات کہاں سے شروع کروں، کیا بیان کروں، کیسے بیان کروں، کس طرح بیان کروں، وہ زبان وطاقت وصلاحیت وہ استعداد کہاں سے لاؤں، جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کاملہ، اخلاق فاضلہ، اور خصائل حمیدہ کے بیان کرنے کا حق ادا ہو سکے۔

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبیست

سب سے پیارا نام:

عزیزانِ گرامی! محمد واحمد کا پیارا نام اس عالم فانی کا سب سے پیارا نام ہے، کروڑوں دلوں کی دھڑکن ہے، یہ مبارک نام وجہ کامرانی یہ پیارا نام باعث سعادت ہے، یہ پیارا نام، یہی وہ نام ہے جس نے انسانیت کو حیات نو بخشی، یہی وہ نام ہے کہ جس زبان پر آجائے تو لمحوں میں انسان کامیابی کے اعلیٰ مدارج طے کر لیتا ہے۔

ابدال کا ہم پایہ دم بھر میں ہوا فاسق
وہ نام محمد تھا یا ...... حق کی تجلی تھی

ماں نے تو صرف محمد کہا تھا، دادا نے تو صرف احمد کہا تھا، مکہ والوں نے تو صرف صادق وامین کہا تھا، لیکن عالم انسانیت نے کہا یہی بچہ تو انسان کامل ہے، یہ امام الرسل ہیں، ہادی سبل ہیں، دانائے کل ہیں، شفیع المذنبین ہیں حبیب کبریا ہیں، خاتم الانبیاء ہیں، شاہ کون ومکاں ہیں، سرور دوجہاں ہیں، رسولوں کے امام ہیں، خیر الانام ہیں، شہنشاہ عرب وعجم ہیں، فخر امم ہیں۔

جس کی رضا پر خود خدائی نثار ہے:

برادرانِ ملت!

لیکن قدرت اپنے حبیب کے ان پیارے پیارے القاب خطاب پر

مطمئن نہ تھی، تو رب العالمین نے فرمایا:

میرا محبوب رحمۃ للعلمین ہے۔

شاہد و مبشر ہے۔

بشیر و نذیر ہے۔

داعیاً الی اللہ ہے۔

سراجاً منیراً ہے۔

میں تو اپنے رسول کو پیار سے یا ایھا المزمل کہوں گا۔

دلار سے یا ایھا المدثر کہوں گا۔

یا ایھا الرسول بلغ سے خطاب کروں گا۔

انا اعطینک الکوثر کی بشارت سے نوازوں گا۔

اداس ہوں گے تو...... الم نشرح کی خوشخبری دوں گا۔

مایوسی میں...... و رفعنا لک ذکرک سے سکون بخشوں گا۔

سبحان الذی اسریٰ بعبدہ فرما کر عرش بریں پر بلاؤں گا۔

یٰسین وطٰہٰ کا پیارا خطاب دوں گا۔

اُسوۂ حسنہ کا پیکر بناؤں گا۔

مقام محمود سے سرفراز کروں گا۔

محمد رسول اللہ کی سند دوں گا۔

ذکر رسول ہی میں قرار دل ہے:

معزز سامعین!

دل تو کہتا ہے کہ ذکر رسول کرتا رہوں کہ............

اسی میں قرارِ دل ہے......اسی میں سکونِ جان ہے۔

مگر تعبیرات وتشبیہات کے وہ خزانے کہاں سے لاؤں جو میرے آقا و مولیٰ کے اوصاف کا احاطہ کرسکیں، الفاظ وعبارت کے وہ نایاب موتی کہاں سے لاؤں جو رسولِ عربی ﷺ کے شمائل وخصائل کے شایان شان ہو، جہاں پہ انسان کے فکر وخیال، تصور واحساس کی انتہا ہوتی ہے وہیں سے جمال رسول ؐ کی ابتداء ہوتی ہے، تو بھلا ایک حقیر و ناتواں امتی رسول سے ذکر رسول ؐ کا حق کیوں کر ادا ہوسکتا ہے، اسی لئے تو ایک شاعر کہتا ہے......

بیاں انساں سے وصف نبی ؐ ہو، غیر ممکن ہے
امیر اللہ جب مداح ہو اوصافِ سرور کا

انسانیت کا بے نظیر پیکر:

برادران ملت!

جب ایک انسان ولادت رسول ؐ کا تذکرہ کرتا ہے تو اس دور کی منظر کشی بھی کرتا ہے، جس دور میں آنحضور ﷺ پیدا ہوئے تھے، عربوں کے کفر وشرک اور

ضلالت وگمراہی کے واقعات سے لبریز زندگی کا ذکر کرتا ہے،تو عربی معاشرہ میں رائج برائیوں،خرابیوں، بداعمالیوں، بے حیائیوں اور بے ایمانیوں کو تفصیل سے بیان کرتا ہے،اور کرنا چاہئے،تا کہ معلوم ہو کہ رسول خدا ﷺ نے کیسے حالات میں منصب رسالت سنبھالا، کتنے بگڑے ماحول میں مبعوث ہوئے تھے،لیکن میں عربوں کے حالات کو بیان نہیں کروں گا،اس لئے کہ ہر فرد مسلم اس سے آگاہ و باخبر ہے، میں تو کہتا ہوں کہ اس دور کے ماحول کی تفصیل اللہ نے بیان کردی ہے، اور مختصر سی آیت میں جو منظر کشی کی گئی ہے کسی بڑے سے بڑے مؤرخ کے بس کی بات نہیں کہ ایسا منظر کھینچ سکے،ارشاد ربانی ہے:ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيَ النَّاس (پ۲۱،سورہ روم،ع ۸/آیت ۴۱)لوگوں کے بداعمالیوں کی وجہ سے بحر و بر میں فساد برپا تھا۔

سچ بتائیے کہ اس آیت کے بعد بھی کسی منظر کشی کی ضرورت ہے،کسی تفصیل کی حاجت ہے،تو ایسے شورش زدہ سے پُر معاشرہ میں آپؐ کی بعثت ہوئی تھی،آپؐ کی وہ زندگی نبوت ورسالت سے قبل کی زندگی ہے،صداقت وامانت، راست بازی و پاکبازی، عفت و پاکدامنی، طہارت پسندی، رواداری وپاسداری،حق گوئی وحق پرستی کے واقعات سے لبریز ایک کھلی کتاب ہے، ولادت سے رضاعت تک،عہد طفولیت سے عہد جوانی تک،دورِ شباب سے دورِ رسالت تک کا چالیس سالہ عرصہ ایک انسانِ کامل ہونے کا ثبوت ہے۔

آپ کی سیرت طیبہ اور حیات مبارکہ کا ایک ایک لمحہ دنیا کے سامنے ہے، کوئی شخص جب چاہے، جہاں سے چاہے پڑھ لے۔

اور اگر ہمت وصلاحیت، قدرت واستطاعت ہو تو کسی بھی پہلو میں ہلکا سا بھی نقص نکال دے تو ہم سمجھیں......

انسانی دنیا پر بعثت نبویؐ کے پاکیزہ اثرات:

دوستو!

دنیا زیروزبر ہو جائے گی مگر سیرت رسول میں نقص ممکن نہیں یہی اسلام کا کھلا چیلنج ہے، خدا نے اپنے حبیب ومحبوب کو اسوۂ حسنہ بنایا ہے۔

جس طرح قرآن کریم ہر تحریف سے پاک ہے اسی طرح حامل قرآن رسول اللہ کی ذات ہر نقص سے پاک ہے، یہ رسول عربی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا کمال تھا کہ آپؐ نے انسانیت کے مردہ جسم میں ایک نئی روح پھونک دی، ایک ایسا انقلاب عظیم برپا کر دیا جس نے زندگی کا دھارا بدل دیا، افکار وخیال بدل گئے، لیل ونہار بدل گئے، زمانے کی رفتار بدل گئی، انسان بدل گیا، زمین وآسمان بدل گئے، نبی آخر الزماں کے برپا کردہ انقلاب سے رہزن رہبر بن گئے، شقی انسان سعید بن گئے، بدبخت نیک بخت ہو گئے، شرک وکفر اور ضلالت وجہالت کے صحرا میں بھٹکنے والے لوگ منارۂ نور اور نجوم ہدایت بن گئے، پیکر طاعت وعبادت بن گئے۔

الغرض............ ؎

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

جامع نمونہ:

برادرانِ اسلام!

شفیع محشر حبیب خدا ﷺ کی حیات طیبہ کا ایک ایک لمحہ متلاشیانِ حق، شیدائیانِ ہدایت، مشتاقان رحمت، طالبان مغفرت کے لئے اسوۂ حسنہ ہے، مشعل راہ ہے، منارہ نور ہے، سیاست داں ہو کہ سپہ سالار، تاجر ہو کہ مزدور، خلوت نشیں ہو کہ مجلس ساز، میزبان ہو کہ مہمان، حکمراں ہو کہ ماہر اقتصادیات، شوہر ہو کہ باپ، خسر ہو کہ داماد، قاضی ہو کہ داعی ہر فرد کے لئے آپؐ کی زندگی نمونہ ہے، قیامت تک کے لئے آپؐ کی ذات سرچشمۂ ہدایت ہے، اسی لئے فرمایا......لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (پ۲۱، سورہ احزاب، آیت۲۱)

خلاصۂ کلام:

حضرات گرامی!

آپؐ کے اخلاق کریمانہ قرآنی تعلیمات کا مظہر اتم اور نمونۂ کامل تھے،

قرآن میں جو کچھ ہے وہ آپ ؐ کی زندگی میں موجود تھا، گویا قرآن آپ ؐ کی حیات مبارکہ کی شکل میں مجسم ہو چکا تھا، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: کان خلقہ القرآن آپ ؐ کے اخلاق قرآن تھے، خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاق" میں اس لئے مبعوث کیا گیا ہوں تاکہ حسن اخلاق کی تکمیل کروں۔

بزرگان محترم!

کیا بیان کروں کیسے بیان کروں کہاں تک بیان کروں وقت کی تنگ دامانی تو ہے، اپنی بے مائیگی کم علمی بے بضاعتی اس سے بڑھ کر ہے۔

وما علینا الا البلاغ

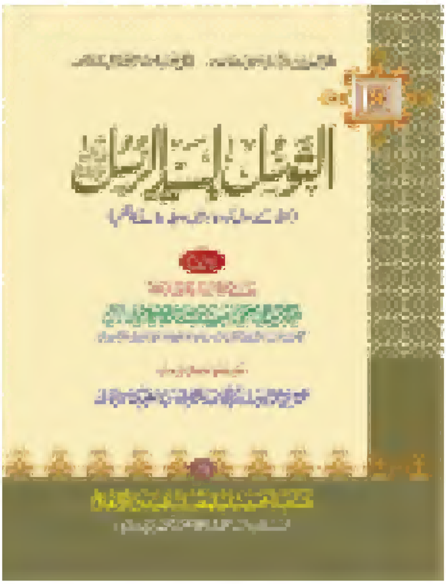

نبی رحمتؐ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله وَحُدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنُ لَّا نَبِیَّ بَعُدَهٗ،

أما بعد! فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

وَ مَا اَرُسَلُنٰکَ اِلَّا رَحُمَةً لِلُعَالَمِیُنَ (سورہ انبیاء پ۱۷ع آیت ۱۰۷)

راہ میں جس نے کانٹے بچھائے گالی دی پتھر برسائے
ان پر چھڑکی پیار کی شبنم صلی اللہ علیہ وسلم

دستورِ قدرت:

گرامی قدر حضرات علماء کرام، برادرانِ ملت اور شیدائیان رسالت!

ازل سے قدرت کا یہی دستور رہا ہے کہ جب صداقت و امانت کا درخت مرجھانے لگتا ہے، اُخوت و محبت کے رنگین ورق بکھرنے لگتے ہیں، عدالت کا باغ ویران ہونے لگتا ہے، اور خدا کے کلمہ حق و صداقت کا شجرۂ طوبیٰ بے برگ و بار ہو جاتا ہے، تو اس وقت روح انسانیت چیختی ہے کہ اے خدا رحم فرما ......کرم فرما......اس آہ و بکا اور چیخ و پکار سے رحمتِ خداوندی جوش میں آتی ہے،

اور ارحم الراحمین کائنات انسانیت پر رحم وکرم کا ایک انقلاب بپا کر دیتا ہے، عالم انسانیت کی فضائے روحانی کا ایک ایسا ہی عظیم انقلاب عرب کی وادی میں رونما ہوا جس نے سارے جہاں کے ریگستانوں کو سرسبزی وشادابی کی بشارت سنائی، یہی وہ خدا کا حبیب اور حجاز کا ماہ تاباں ہے، جس نے توحید الٰہی کے چمتکار سے کفرستان کو جگمگادیا، اور سارے جہاں پر اس کی رحمت چھا گئی۔

اور کیوں نہیں چھاتی جب کہ رب العالمین نے اسے رحمت للعالمین بنا کر بھیجا تھا: وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِیْنَ (سورہ انبیاء پ ۱۷ ع ۷ آیت ۱۰۷)

بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری!

حضرات گرامی!

اس کارگہہ عالم میں جتنے بھی انبیاء کرام تشریف لائے، سب کے سب اخلاق حسنہ اور صفات عالیہ کے پیکر تھے، دنیا کے سارے مذاہب کی بنیاد ہی اخلاق پر ہے۔

جتنے بھی پیغمبر و مصلح آئے سب نے یہی تعلیم دی کہ سچ بولنا اچھا ہے، جھوٹ بولنا برا ہے، لیکن دیگر انبیاء و مصلحین کے بالمقابل اس باب میں بھی پیغمبر آخر الزماں محمد ﷺ کی حیثیت ارفع اور بلند تر ہے، خود قرآن نے اس کی شہادت دی ہے، اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (پ ۲۹ سورہ قلم آیت ۴)

اسی پر بس نہیں بلکہ رسالت مآب ﷺ کی حیات اقدس کا ایک اور عظیم باب ہے جہاں آ کر آپؐ کی زندگی تمام انبیاء و مصلحین سے بالکل ممتاز ہو جاتی ہے، وہ ہے اغیار پر رحم و کرم کیونکہ تاریخ کے اوراق میں اپنوں پر رحم و کرم کی بہت مثالیں ملتی ہیں مگر انسانیت کے ذخیرۂ اخلاق میں سب سے کمیاب اور نادر الوجود جو چیز ہے وہ دشمنوں پر رحم و کرم ہے، اس کی نظیر برائے نام کہیں ملتی ہے۔

لیکن شہنشاہ دو عالم تاجدار عرب امام الانبیاء سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں یہ وصف بدرجۂ اتم اور اکمل طریقہ پر موجود تھا۔ ؎

آئے دنیا میں بہت پاک مکرم بن کر
کوئی آیا نہ مگر ...... رحمت عالم بن کر

عفو و درگزر کا بے مثال نمونہ:

رسول عربیؐ کے دیوانو!

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں انفرادی طور پر دشمنوں سے انتقام لینے کے لئے بہت سے مواقع آئے مگر انتقام کا سب سے اہم موقع فتح مکہ کی تاریخ تھی، یہی وہ مکہ تھا جس کے باشندوں کی شقاوت قلبی نے فرزندانِ اسلام اور پیغمبر اسلام پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا تھا، جن کی چیرہ دستیوں کے تسلسل نے رسول اللہ ﷺ کو ہجرت مدینہ پر مجبور کیا تھا۔

آج اسی وادی مکہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتح اور تاجدار

مدینہ بن کر آئے تھے، صحن حرم میں تمام گستاخانِ رسالت اور دشمنانِ اسلام کا مجمع تھا، ہر ظالم مظلوم کے دستِ قدرت میں تھا، ہر قاتل مقتول کے ورثا کے قبضہ وتصرف میں تھا، حضرت سعد عسکری ترنگ اور فوجی دھن میں الیوم یوم الملحمہ کے ترانے گا رہے تھے، کہ آج انتقام کا دن ہے، آج ابو جہل کے آدم خور رضا کاروں اور دنیائے کفر کے کرگسوں سے بدلہ کا دن ہے، صحابۂ کرام جوش انتقام میں پکار پکار کر کہہ رہے تھے: اے قریش کے جیالو......! ماضی تمہارا تھا، حال ہمارا ہے......، کل تمہاری تلوار اور ہماری گردن تھی ......، آج ہماری تلوار اور تمہاری گردن ہوگی، آج تمہارے مظالم کا بدلہ لیا جائے گا۔

مگر قربان جائیے، اس رحمت عالم ﷺ کے رحم وکرم پر کہ جس نے ”اَلْیَوْمُ یَوْمُ الْمَلْحَمَة“ کے جواب میں فرمایا: ”نہیں نہیں“ آج تو عفو ودرگزر کا دن ہے، ”اَلْیَوْم یومُ الْمَرْحَمَة“ آج تو رحم وکرم کا دن ہے، ہم تو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجے گئے ہیں، ہم انسانیت کو آباد کرنے آئے ہیں، یہ جواب سن کر رسول اللہ ﷺ کے جاں نثاروں اور لشکر اسلام کے جیالوں نے شہنشاہِ دو عالم تاجدار مدینہ کو ان اعداء اسلام کے ہولناک مظالم اور کالے کرتوتوں کو یاد دلایا کہ......

بھڑکتے ہوئے شعلے:

یارسول اللہ انہی درندوں نے بلال حبشیؓ کے سینہ پر پتھر رکھ کر تڑپایا تھا۔

یارسول اللہ انہی بدبختوں نے حضرت سمیہ کو شرمناک طریقہ سے شہید

کیا تھا۔

یارسول اللہؐ یہ وہی بندہ ہے جس نے آپ کے چچا کا کلیجہ چبایا تھا، اور ناک کاٹ کر گلے کا ہار بنایا تھا۔

یارسول اللہؐ یہ وہی گستاخوں کی جماعت ہے جس نے بحالتِ نماز آپ کی گردن پر غلاظت ڈالی تھی۔

یارسول اللہؐ یہ وہی ہیں جنہوں نے مکہ کی گلیوں اور آپ کی گزر گاہوں میں کانٹے بچھائے تھے۔

یارسول اللہؐ یہ وہی ہیں جنہوں نے آپ کو پاگل، دیوانہ، مجنون اور ساحر کہا تھا۔

یارسول اللہؐ یہ وہی ہیں جنہوں نے آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا تھا اور آپ کے خون کے پیاسے تھے۔

دوستو!

ایسے پُر جوش سپاہیوں کے سپہ سالار آقاء نامدار مدینہ کے تاجدار کو تو اور زیادہ بھڑکنا چاہئے، اور کوہ آتش فشاں بن کر پھٹ جانا چاہئے، خرمن اعداء کو جلا کر بھسم کر دینا چاہئے۔

مگر لاکھوں جانیں قربان ہوں آپ کی رحمۃ للعالمینی پر کہ کسی سے انتقام نہیں لیا۔ پچھلے مظالم کے بارے میں پوچھا بھی نہیں کہ...... اے فلاں؛ تم نے ایسا کیا تھا......؟ اے فلاں تم نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا تھا......؟ اے

فلاں تم نے مجھ پر قاتلانہ حملہ کیوں کیا تھا......؟

بھڑکتے شعلوں پر......رحمت کی برسات:

شیدائیانِ اسلام!

سپہ سالار اعظم رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں داخل ہوتے ہیں تو ہلاکت و بربادی نہیں بلکہ شفقت و محبت اور عفو و درگزر کا گلدستہ پیش کرتے ہیں، آپؐ نے فرمایا کہ:

اے قوم قریش گھبراؤ نہیں! میں تمہارے ساتھ وہی معاملہ کروں گا جو حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا تھا، جو حضرت یوسفؑ نے کہا تھا میں بھی تم سے وہی کہوں گا۔

زبانِ رسالت سے رحمت کی بوندیں جھڑنے لگی، اعلان ہوگیا: ''لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمِ اِذْهَبُوا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَآءَ'' تم پر آج کوئی سرزنش نہیں۔

جاؤ......!! تم سب کے سب آزاد ہو۔

آپؐ کا دشمنوں پر لطف و کرم اور اغیار پر رحم و کرم کا یہ واقعہ ایسا چیلنج ہے جس کا جواب ماضی و حال کے کسی شہنشاہ اور فاتح کے واقعات میں نہیں مل سکا۔

سکندر دنیائے قدیم کا سب سے بڑا فاتح تھا، جس نے پوری دنیا سے اپنے تخت کی پوجا کرانی چاہی، اور پوری دنیا پر حکومت کا پرچم لہرایا، اگر اس کے کارناموں اور فتح کی داستانوں کو معلوم کریں تو اس کے سوا کچھ نہیں ملے گا کہ وہ

جتنا بڑا بادشاہ تھا اتنے ہی لوگوں کا قاتل اور غلام بنانے والا تھا۔

مگر اس پیکر رحمت قائد اسلام اور فاتح اعظم کو دیکھئے میدان جنگ جیت کر بھی رحم وکرم اور حسن سلوک کا بحرِ بے کراں نظر آتا ہے، آپ ﷺ کا ابر رحمت دشت وچمن پر یکساں برستا تھا، دوست ودشمن اخیار واغیار میں کوئی امتیاز نہیں تھا۔

سامعین کرام!

سیرت کے صفحات پر یہ چند نہیں بے شمار واقعات نقش ہیں، اور اغیار پر رحم وکرم کا ہر ہر واقعہ تاریخ کے اوراق میں آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے، اس لئے ہم فخر سے کہتے ہیں...... ؎

آئے دنیا میں بہت پاک مکرم بن کر
مگر آیا نہ کوئی رحمت عالم بن کر

اللہ تبارک تعالیٰ ہم سبھوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

و ما علینا الا البلاغ

رسائل
حبیب

رسائل
حبیب

انقلاب آفریں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین و علی آلہ و اصحابہ اجمعین. أما بعد!

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم

یَاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرۡسَلۡنَاکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیۡرًا وَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذۡنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیۡرًا (پ۲۲ سورہ احزاب ع ۳ آیت ۴۶)

محمدؐ کی نبوت دائرہ ہے نور وحدت کا
اسی کو ابتداء کہیئے اسی کو انتہا کہیئے

ہر پھول جس سے خنداں ہے باغ حیات کا:

محترم حضرات!

یہ میری بڑی سعادت اور خوش قسمتی کی بات ہے کہ میں اس بزم حبیب کے مسابقۂ خطابت میں سیرت رسولؐ کے عنوان پر روشنی ڈالوں گا۔

حضرات گرامی!

آسمانی رسالت ونبوت کا وہ سلسلہ جو سیدنا آدم علیہ السلام سے جاری تھا

اور دعوتِ توحید کا وہ روحانی تسلسل جو انبیاء ورسل کی معرفت مختلف اقطار وادوار میں قائم تھا شدہ شدہ اس ذات اقدس کی بعثت پر تمام ہو گیا۔

جو تخلیق کے اعتبار سے سب سے اول اور بعثت میں سب سے آخر جو دعائے خلیل اور نوید مسیحا کا ثمرہ تھا۔

جس کی بشارت سے تورات وانجیل کے مبارک اوراق مزین تھے۔

جو ختم الرسل آقائے کل ہادی سبل بن کر آیا۔

جو شفیع المذنبین ورحمۃ للعالمین بن کر مبعوث ہوا۔

جو خاتم النبیین اور سید المرسلین بن کر نازل ہوا۔

جس کو سراجاً منیراً کے خطاب سے نوازا گیا۔

بشیر ونذیر کے لقب سے یاد کیا گیا۔

جس کی شان میں یٰسین وطٰہٰ نازل ہوئیں۔

درختوں نے جس کی اطاعت کی۔

شجر وحجر نے سلام کیا۔

اور جس کی آمد سے آفتاب وماہتاب کہہ رہے تھے مبارک ہو سراجِ منیر آیا ہے، ماہ وانجم کہہ رہے تھے بشارت ہو کہ رحمۃ للعالمین آیا ہے، طیور عنادل کہہ رہے تھے خوش آمدید کہ خاتم النبیین آیا ہے، فضائے بسیط کہہ رہی تھی مرحبا مرحبا شفیع المذنبین آیا ہے، چرخ کہن کہہ رہا تھا اہلاً وسہلاً کہ بشیر ونذیر آیا ہے اور جس کے فراق میں ستون حنانہ رو پڑا، آخر وہ کون ہے؟ جو محبوب کبریا ہے تو سنئے وہ محمدؐ

بن عبداللہ رسول امی فداہ ابی وامی کی ذات گرامی ہے۔

ذات اقدس کی ہمہ جہتی:

چمنستانِ رسالت کے مہ پارو!

رسولِ عربی کی بعثت ورسالت ایسا انقلاب عظیم تھا جس کو چہار دانگ عالم میں پھیلنا تھا روئے زمین کے ہر خطے کو نعرۂ توحید سے گونجنا تھا اسلام ختم ہونے کے لئے نہیں بلکہ پھیلنے کے لئے آیا تھا، چمن توحید مرجھانے کے لئے نہیں بلکہ فضائے کائنات کو مشک بار کرنے کے لئے آیا تھا، آفتاب رسالت غروب ہونے کے لئے نہیں بلکہ قیامت تک کے لئے اس دنیا کو روشن کرنے کے لئے طلوع ہوا تھا اور دنیا نے مشاہدہ کیا کہ رسول اکرمؐ کی دعوت وتبلیغ اور تعلیم وتربیت کے نتیجہ میں وہی کفرستان مرکز اسلام بن گیا، اسی ریگستان عرب سے ایمان وتوحید کی ایسی ہوائیں چلیں جن کے اثرات صحرائے افریقہ اور اسپین تک پہونچے، انہیں پہاڑیوں سے ہدایت وسعادت کے ایسے چشمے پھوٹے جن کے فیض سے انسانیت کی بنجر زمین سرسبز وشاداب ہوگئی، اور یہ وہ ذات ہے جو بندوں کو خدا کے دربار میں لے جاتی ہے اور اسے ”اُدْعُوْنِی اَسْتَجِبْ لَکُمْ“ کی آواز سے آشنا کرتی ہے، جس کے دربار میں عثمانؓ وطلحہؓ بھی موجود ہیں، اس کے دربار میں عبداللہؓ بن سلام بھی موجود ہیں، اسی دربار میں سلمانؓ بھی موجود ہیں، اس کے دربار میں خالد بن ولیدؓ بھی موجود ہیں، جو کافروں کو بھی بہ آواز بلند

سناتا ہے ”لَکُمْ دِینُکُمْ وَلِیَ دِیْنَ“ جو دین اور مذہب کے متعلق کل دنیا کو یہ اصول سکھاتا ہے ”لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ“ (سورہ بقرہ پ۳ آیت ۲۵۶) پھر اسی سلسلہ میں اپنی حیثیت کو کھلے لفظوں میں ظاہر کرتا ہے ”ما علی الرسول الا البلاغ“ جس نے شوہر اور بیوی کے رشتہ کو اتنا پاک ٹھہرایا کہ بہشت میں جاتے وقت بھی اس جوڑے کو الگ نہیں کیا، بلکہ یوں خبر دی ”اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَ اَزْوَاجُکُمْ تُحْبُرُوْنَ“ (سورہ زخرف پ۲۵ آیت ۷۰ ع ۱۳) جو شوہر اور بیوی کے حقوق کی بابت یہ فیصلہ سناتا ہے ”وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ“ جو خونخوار لڑائیوں کو بند کرتا ہے وہ جنگ کو صرف مظلوم کی امداد کا آخری ذریعہ عاجزوں، درماندوں، ادیان متعددہ میں عدل وتوازن قائم کرنے کا آخری حیلہ بتاتا ہے اور معمولی سمجھ کا انسان بھی ایسی لڑائی کو سراپا رحمت کہنے میں ذرا تامل نہیں کرسکتا جو انسانوں کو اخلاق فاضلہ، فضائل محمودہ، محاسن جمیلہ اور صفات کاملہ کی تعلیم دیتا ہے، جس وجود پاک نے سب سے پہلے دنیا کو ہدایت کی وہ رحمۃ للعالمین ہے۔

گالیاں سن کر بھی بے مزہ نہ ہوا:

محترم سامعین!

رسول اکرم محسن انسانیت ﷺ نے دعوت وتبلیغ کی راہ میں اپنوں بے گانوں سے جن جن مصائب کا سامنا کیا اس کی تفاصیل بیان کر کے دل لرز جاتا ہے کہ......

اس معصوم انسان پر نا عاقبت اندیشوں نے کیسے کیسے مظالم ڈھائے۔

ان کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے۔

جسم اطہر پر کوڑا ڈالا گیا۔

طائف کے بازاروں میں لہولہان کیا گیا...... کہ فرشتے بھی تڑپ اٹھے۔

شعبِ ابی طالب میں محصور و مقید کیا گیا۔

قتل کی سازش رچی گئی۔

ہجرت کرنے پر مجبور کیا گیا۔

جنگ وجدال کا بازار گرم کیا گیا۔

معاندین ومخالفین نے کیا کچھ نہ کیا؟ ان کی آواز کو خاموش کرنے کے لئے۔

مگر قربان جائیے اس سراپا رحمت پر کہ وہ ہر جگہ امن کا پیامبر رہا، گالیاں سن کر دعائیں دیتا رہا اور صبر استقامت کا پیکر بنا رہا، مصائب ومشکلات سے گزرتا ہوا دعوت وتبلیغ کا حق ادا کرتا رہا۔

ذات رسول کی جلوہ آرائیاں:

عزیزانِ گرامی!

رسول اللہ کی ذات انسانی کمالات اور صفات حسنہ کا ایک کامل مجموعہ تھی اور یہ سب انہیں کی جامعیت کی نیرنگیاں اور جلوہ آرائیاں تھیں۔

جو کبھی صدیقؓ وفاروقؓ ہو کر چمکتی تھیں۔

کبھی ذوالنورینؓ اور مرتضیٰؓ ہو کر نمایاں ہوتی تھیں۔

کبھی خالدؓ اور ابوعبیدہؓ اور سعدؓ و جعفرؓ طیار ہو کر سامنے آتی تھیں۔

کبھی ابن عمرؓ اور ابوذر اور سلمانؓ اور ابوالدرداؓ ہو کر مسجد و محراب میں نظر آتی تھیں۔

کبھی ابن عباسؓ ابی بن کعبؓ زید بن ثابتؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ کی صورت میں علم وفن کی درسگاہ اور عقل وحکمت کی دبستان بن جاتی تھیں۔

اور کبھی بلالؓ و صہیبؓ اور عمارؓ و خبیبؓ کی امتحان گاہوں میں تسلی کا سامان اور تسکین کا پیام بن جاتی تھیں۔

گویا محمد رسولؐ کا وجود مبارک آفتاب عالمتاب تھا جس سے اونچے پہاڑ ریتیلے میدان بہتی نہریں سرسبز کھیت اپنی اپنی صلاحیت اور استعداد کے مطابق نور اور سرور حاصل کرتے تھے، یا ابر باراں تھا جو پہاڑ اور جنگل میدان اور کھیت ریگستان اور چمنستان ہر جگہ برستا تھا، اور ہر ٹکڑا اپنی اپنی استعداد کے مطابق سیراب ہوتا تھا۔

آپ کی بعثت نے قوموں کی کایا پلٹ دی:

محترم دوستو!

دنیا زیروزبر ہو جائے مگر سیرت رسولؐ میں نقص ممکن نہیں یہ اسلام کا کھلا چیلنج ہے، خدا نے اپنے حبیب لبیب کو اسوۂ حسنہ کا پیکر بنایا ہے، صادق وامین بنایا

ہے، رؤف رحیم بنایا ہے، مدثر و مزمل بنایا ہے، جس طرح قرآن ہر تحریف اور تبدیلی سے پاک ہے اسی طرح رسول ﷺ کی ذات ہر نقص سے پاک ہے، یہ رسول عربی کا کمال تھا کہ آپ نے انسانیت کے مردہ جسم میں ایک نئی روح پھونک دی، ایک ایسا انقلاب عظیم برپا کردیا جس نے زندگی کا دھارا بدل دیا، افکار وخیالات بدل گئے، لیل ونہار بدل گئے، زمانے کی رفتار بدل گئی، اس لئے کہ رسول ﷺ نے ان کی زندگی میں انقلاب پیدا کردیا تھا، ہمہ گیر انقلاب پائیدار انقلاب تھا، ایسا انقلاب جس نے ہر فرد کو انقلاب آفریں بنادیا، آپ کے دربار کے فیض یافتہ ایک ایک صحابی رسول نے پورے پورے علاقے کی اصلاح کردی، اور بگڑی ہوئی قوموں کی تاریخ بدل دی۔

آپ سیرت رسولؐ اور سیرت صحابہؓ کا مطالعہ کریں تو حقیقت منکشف ہوجائے گی، الغرض......

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے
یہ سب پود انہیں کی لگائی ہوئی ہے

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم کو بھی وہی زندگی عطا فرمائے جو اللہ اور اس کے رسول کو پسند ہو (آمین)

وما علینا الا البلاغ

تحقیقاتِ فقہیہ

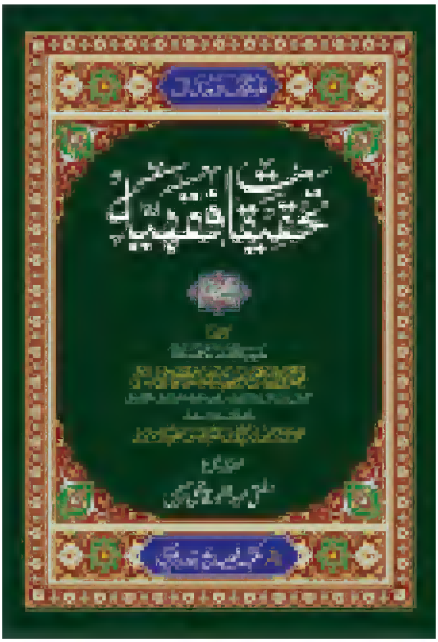
تحقیقاتِ فقہیہ

بشریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله و كفى و سلام على عباده الذين اصطفى اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم ...... قال الله تعالىٰ فى كتابه قل انما انا بشر مثلكم يوحى الى" (كهف آيت ١١٠) و قال تعالىٰ قل سبحان ربى هل كنت الا بشرا رسولا (بنى اسرائيل ٩٣) و قال النبى صلى الله عليه وسلم انما انا بشر مثلكم.

کمال اخلاق ذات اس کی
جمال ہستی حیات اس کی
بشر نہیں عظمت بشر ہے
میرا پیغمبر عظیم تر ہے

نبی کے لئے بشر ہونا ہی مناسب ہے:

قابل قدر عزیز دوستو! ملت کے غیور نوجوانو اور اسلام کے پاسبانو!

آپ حضرات کا یہاں آنا قابل مبارک باد اور قابل تحسین ہے، دعاء

کریں کہ اللہ تعالیٰ قرآن وحدیث کی روشنی میں اپنی رضا کی باتیں مجھ سے کہلادے، آپ حضرات جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو انسان بنا کر فرشتوں پر فضیلت دی اور فرشتے بشریت کی فضیلت سمجھتے ہوئے آدمؑ کی فضیلت کو تسلیم کرتے ہوئے حکم خداوندی پر سجدہ ریز ہوگئے، پھر حضرت آدم علیہ السلام سے نبوت کا سلسلہ چلا اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا۔

معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام انسانوں میں سے ہی آئے کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے انبیاء بنے، اور یہی تقاضہ تھا انسانوں کی رشد وہدایت کے لئے انسانوں ہی میں سے بھیجا جائے، اور اسی کے سر پہ نبوت کا تاج رکھا جائے، تاکہ دوسرے انسانوں سے ممتاز ہوجائے، کیونکہ نبوت ملنا ہی دوسروں پر فضیلت اور برتری کی دلیل ہے۔

لہٰذا علماء اہل سنت علماء دیوبند کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء افضل البشر ہوتے ہیں، اور ہم سب کے آقا ومولیٰ امام الانبیاء خاتم النبیین تاجدار دوعالم رحمۃ للعلمین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے بشر ہی بنا کر اس دنیا میں بھیجا، اور صاف صاف اعلان کردیا...... قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ (کہف آیت ۱۱۰) آپ بتلائیے لوگوں کو کہ میں تم ہی میں سے ایک بشر ہوں لیکن فرق یہ ہے کہ مجھ پر اللہ کی وحی آتی ہے۔

زبان نبوت سے بشریت کا اعلان:

عزیز دوستو!

ذرا غور سے سمجھئے اللہ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کو مبعوث فرمایا اور حکم دیا ''قل ہواللہ احد'' اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری وحدانیت کا اعلان کیجئے، معلوم ہوا کہ جس طرح اللہ کی وحدانیت کا اعلان کرنا نبی کے لئے ضروری تھا اسی طرح نبی کی زبان سے بشریت کا اعلان کروانا بھی ضروری تھا، یہ اعلان اس لئے ہوا کہ جب کفار ومشرکین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزات دیکھے، شق قمر کو دیکھا، کنکریوں کو کلمہ پڑھتے دیکھا، ابوجہل کو گھرے کنویں سے نکالتے دیکھا، انگلیوں سے چشمہ جاری ہوتے ہوئے دیکھا، بادلوں کو سایہ کرتے دیکھا، درختوں کو سلام کرتے دیکھا، راتوں رات زمین وآسمان کی سیر کرتے دیکھا، مختصر سا کھانا سینکڑوں لوگوں کو کھلاتے دیکھا، اخلاق وکردار کا سمندر دیکھا، تو پھر کفار ومشرکین بول اٹھے، یہ بشر نہیں، بشر نبی نہیں ہوسکتا، یہ ہماری مخلوق میں سے نہیں، یہ کوئی دوسری مخلوق کا ایک بڑا جادوگر ہے، ان چیزوں کا بشر سے ظاہر ہونا محال ہے......تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اے نبی اپنی نبوت کی زبان سے اعلان کرو ''قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ'' (کہف آیت ١١٠) ''قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَسُوْلًا'' (بنی اسرائیل آیت ٩٣) یوحیٰ الی کے ذریعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اوروں سے ممتاز ہو گئے، کیونکہ وحی کا آنا یہ دلیل ہے کہ یہ ہم

جیسا بشر نہیں، یہ افضل البشر ہے، یہ امام الانبیاء ہے، یہ شفیع الامم ہے، یہ رحمۃ للعلمین ہے۔

بشریت رسول ﷺ کا عقیدہ قرآن وحدیث کے موافق ہے:

دوستو!

آج ہم پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ علماء دیوبند نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا بڑا بھائی سمجھتے ہیں، اپنے جیسا بشر سمجھتے ہیں، حالانکہ علماء دیوبند کا یہ عقیدہ ہے اور آج بھی ہے اور کل بھی تھا اور قیامت تک یہی عقیدہ رہے گا کہ جو نبی کی بشریت کا منکر وہ بھی کافر، اور جو ہم جیسے ہم رتبہ بشر سمجھے وہ بھی کافر، ہمارا یہ عقیدہ قرآن کے موافق عقیدہ ہے حدیث کے موافق عقیدہ ہے، حضرت صدیق اکبرؓ کے عقیدہ کے موافق، حضرت عمر فاروقؓ کے عقیدہ کے مطابق، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے عقیدے کے موافق، حضرت ابن عباسؓ اور حضرت عائشہؓ صدیقہ کے عقیدہ کے مطابق۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: "ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد مات و انہ بشر" حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں "کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر من البشر" کل کے کفار ومشرکین نے نبی ﷺ کے معجزات کو دیکھ کر اگر بشریت کا انکار کیا تھا تو آج کے کچھ لوگ بھی نبیؐ کے معجزات کو بتا کر بشریت کا انکار کرتے ہیں، بڑی چیخ و پکار کے ساتھ یہ کہتے

ہیں کہ وہ نبی کیسے بشر ہوسکتا ہے، جس نے چاند کو دوٹکڑے کیا، جس کی انگلیوں سے چشمہ جاری ہوا، جس نے راتو رات زمین وآسمان جنت وجہنم کی سیر کی، جس کو درختوں نے سلامی دی، جن کے ہاتھوں پر کنکریوں نے کلمہ پڑھا، وہ نبی کیسے بشر ہوسکتا ہے، ہاں ہاں ہم بھی یہ کہتے ہیں کہ انگلیوں کے اشارہ سے چاند دو ٹکڑے ہوا، انگلی سے چشمہ جاری ہوا، درختوں نے سلامی دی، راتو رات معراج ہوئی، کنکریوں نے کلمہ پڑھا، یہ ساری چیزیں معجزات نبی میں سے ہیں، رسالت کے کمالات میں سے ہیں، ان سے نبی کی رسالت ثابت ہوتی ہے۔

نبی کی بشریت کا ایک اہم پہلو

لیکن نبی کی زندگی کا ایک دوسرا پہلو بھی ہے، جس سے نبی ﷺ کی بشریت ثابت ہوتی ہے، جس نبی نے انگلی کے اشارہ سے چاند کے دوٹکڑے کئے، وہی نبیؐ بدر کے میدان میں ہاتھ میں تلوار لے کر کفار کے قتل اور مقابلہ کے لئے کھڑا ہوا، یہاں ضرورت تھی کہ نبی اشارہ کرتا اور کفار کا کام تمام ہوتا، لیکن بدر کا میدان یہ بتا رہا ہے کہ نبی بشر ہے خدا نہیں، بدر کا میدان بشریت کو ثابت کر رہا ہے، اور شق القمر رسالت کو ثابت کر رہا ہے، اگر ایک وقت میں لمحوں میں نبی زمین وآسمان، جنت وجہنم کی سیر کرتا ہے تو وہی نبی ﷺ ایک موقع پر مکہ سے مدینہ ہجرت کرتا ہے، ہجرت کی رات نبی ﷺ کی بشریت کو ثابت کر رہی ہے، اور معراج کی رات رسالت کو ثابت کر رہی ہے، اسی معراج کے موقع پر اللہ تعالیٰ

نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبدیت کو ظاہر کرتے ہوئے فرمایا"سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی" (اسراء) اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ واقعہ معراج کی اہمیت کو دیکھ کر کل کوئی آدمی نبی ﷺ کی بشریت کا انکار کرسکتا ہے، قرآن کا اندازِ بیان دیکھئے اللہ نے فرمایا "سبحان الذی اسری بعبدہ" یہ نہیں فرمایا"بنبیہ یا بمحمد یا برسولہ" آج اگر کچھ لوگوں کا بس چلتا تو لفظ عبد کو نکال ڈالتے، لیکن کسی کو یہ ہمت نہیں کہ قرآن سے لفظ عبد کو ہٹا ڈالے، کلمہ طیبہ سے لفظ عبد کو بدل ڈالے، ہم چیلنج سے کہتے ہیں کہ ہمارے عقیدہ کا اعلان اذان میں ہوتا ہے، کلمہ میں ہوتا ہے، نماز میں ہوتا ہے، التحیات میں ہوتا ہے، قرآن میں ہوتا ہے، حدیث میں ہوتا ہے، حضرت عائشہؓ کے ارشاد میں ہوتا ہے، حضرت ابن عباس کے فرمان میں ہوتا ہے، لہٰذا ہم حق پر ہیں، اور ہمارا عقیدہ حق ہے۔

نبی کے پروانو، نبی کے متوالو!

نبی کی ہر ہر چیز آپ کی بشریت ثابت کرتی ہے:

اگر آپ غور کریں تو بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے لے کر وفات تک ہر ہر چیز نبی ﷺ کی بشریت ثابت کرتی ہے، نبی پیدا ہوئے عبداللہ کا لاڈلا بیٹا بن کر، آمنہ کا لخت جگر بن کر، عبدالمطلب کا پوتا بن کر، نبی ﷺ جوان ہوئے تو حضرت خدیجہؓ اور حضرت عائشہؓ کے شوہر بنے، حسنینؓ کے نانا بنے، حضرت علیؓ اور

حضرت عثمانؓ کے خسر بنے، حضرت صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کے داماد بنے، اگر کوئی بشریت کا انکار کرتا ہے تو عبد اللہ کا لاڈلا بیٹا، آمنہ کا لخت جگر، عبد المطلب کا پوتا ہونے کا انکار کرے، حضرت خدیجہؓ اور حضرت عائشہؓ کے مقدس شوہر ہونے کا انکار کرے، عبد اللہؓ، ابراہیمؓ، قاسمؓ و فاطمہؓ کے والد ماجد ہونے کا انکار کرے، حسنینؓ کے نانا ہونے کا انکار کرے، حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کے خسر ہونے کا انکار کرے، حضرت صدیقؓ اکبر اور حضرت عمرؓ کے داماد ہونے کا انکار کرے، اور ہمیں بتائے کہ یہ بشریت کے تقاضے ہیں یا نہیں، اگر ہیں تو تم بشریت کے منکر کیوں؟ ان لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ مجھے بتاؤ کوئی غیر بشر نوری مخلوق کسی کا باپ بنا، کسی کا بیٹا بنا، کسی کا شوہر بنا، کسی کا داماد بنا، نہیں، کیوں نہیں اس لئے کہ یہ نوری مخلوق کے تقاضے کے خلاف ہے، اور اگر بنا ہے تو ثبوت پیش کرو، قیامت تک مہلت ہے۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

ہم حق پر ہیں علماء دیوبند حق پر ہیں، ہمارے پاس قرآن کے دلائل موجود ہیں، صاف صاف قرآن یہ اعلان کر رہا ہے "قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَى" (کہف آیت ۱۱۰)

نبی کی بشریت کا انکار کرنے والا کون ہے؟

آپ جانتے ہیں کہ بشریت کا انکار سب سے پہلے شیطان نے کیا،

عظمت انسان کا انکار سب سے پہلے شیطان نے کیا، قرآن کہتا ہے "و اذ قال ربک للملائکة انی خالق بشرا من طین" ترجمہ: جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں مٹی سے انسان بنانے والا ہوں سو جب میں اس کو بنالوں اور اس میں اپنی طرف سے جان ڈال دوں تو تم اس کے سجدے میں گر پڑنا، پس سارے کے سارے فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا اور شیطان نے نہ کیا اس نے تکبر کیا اور کافروں میں سے ہوگیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابلیس جس چیز کو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا اس کو سجدہ کرنے سے تجھے کون سی چیز مانع ہوئی، کیا تو غرور میں آگیا یا بلند مرتبہ والوں میں سے ہے کہنے لگا میں آدم سے بہتر ہوں، آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا اور اس کو مٹی سے پیدا کیا، ارشاد ہوا تو آسمان سے نکل جا بیشک تو مردود ہوگیا اور بیشک تجھ پر میری لعنت رہے گی، شیطان نے بشریت کا انکار کیا، مردود وملعون ہوا۔

آج بھی جو بشریت کا انکار کرے گا وہ بھی مردود ہوگا، اس کا بھی تعلق شیطان سے ہوگا، اس کا تعلق کتاب اللہ سے نہیں، سنت رسول ﷺ اللہ سے نہیں، ابوبکرؓ سے نہیں، عمرؓ سے نہیں عثمانؓ سے نہیں، علیؓ سے نہیں، بلالؓ سے نہیں، حضرت عائشہؓ کے ارشاد سے نہیں۔

رسول ﷺ کی بشریت پر صحابہؓ کا اجماع کیوں......؟

اس لئے کہ نبی ﷺ کو بشر سب سے پہلے رب العالمین نے کہا اور

رحمۃ للعالمین ﷺ نے اعلان کیا، حضرت ابو بکرؓ نے تصدیقؓ کی، حضرت عمرؓ نے تصدیق کی، حضرت عثمان غنیؓ نے تصدیق کی، حضرت علیؓ نے تصدیق کی، حضرت عائشہؓ نے تصدیق کی، ہمارا دعویٰ ہے کہ نبی ﷺ کی ذات کے متعلق جتنا حضرت عائشہؓ جانتی ہے اور علم رکھتی ہے دنیا کے کسی فرد بشر کو اتنا علم نہیں، خواہ وہ وقت کا امام ہو، محدث ہو، قطب ہو، ولی ہو، مجتہد ہو، حضرت عائشہ سے زیادہ کوئی نبی ﷺ کے متعلق علم نہیں رکھتا ہے، اگر بشر کہنے میں نبی کی توہین ہوتی تو یاد رکھئے حضرت عائشہؓ کبھی نہ چاہتی کہ اپنی زبان سے بشر کہہ کر نبیؐ کی توہین کریں، اپنے شوہر کے مقدس مقام پر دھبہ لگائیں۔

علماء دیوبند کا عقیدہ قرآن وحدیث کے عین مطابق ہے:

ہمیں کہنے دیجئے کہ

آج اگر علماء دیوبند کا عقیدہ ہے کہ

نبیؐ افضل البشر ہیں

خیر البشر ہیں

تو کوئی توہین نہیں، کوئی جرم نہیں۔

کیونکہ علماء دیوبند کا عقیدہ قرآن وسنت کے موافق۔

ابو بکرؓ کے موافق۔

عمرؓ کے موافق۔

عثمانؓ کے موافق۔

علی کے موافق۔

ابن عباسؓ کے موافق۔

عائشہ صدیقہؓ کے موافق۔

ہمارے پاس دلائل ہیں، ہمارے پاس شواہد ہیں، قرآن اٹھاؤ تو "قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی" (کہف آیت ۱۱۰) ملے گا "قل سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولا" (بنی اسرائیل آیت ۹۳) ملے گا، حدیث اٹھاؤ تو "کان رسول الله صلی الله علیه وسلم بشرا من البشر" ملے گا "انما انا بشر اذا امرتکم بشئ من دینکم فخذوه و اذا امرتکم بشئ من رای فانما انا بشر، ملے گا ہمارے پاس سینکڑوں دلائل وشواہد ہیں، ہم اپنا عقیدہ قرآن وحدیث سے ثابت کرتے ہیں، نہ کہ قرآن میں معنوی تحریف کریں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انسان بنا کر نبوت کا تاج رکھا، اور اسی میں نبیؐ کی شان اور عظمت ہے، خدا اپنی خدائی میں وحدہٗ لاشریک ہے، اور مصطفیٰ اپنی مصطفائی میں وحدہ لاشریک ہے۔

تکمیل دین اور اتمام نعمت

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين۔

اما بعد! قال الله تعالىٰ: اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الاسلام دينا۔

آغاز سخن:

حضرات محترم!

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو تخلیق فرمایا۔ سرسبز پہاڑیوں، بل کھاتی ندیوں، ابلتے چشموں، لالہ وگل سے مزین کیا۔ وادیوں، قسمہا قسم کے جانوروں، پرندوں اور ٹھاٹھے مارتے سمندروں، اونچے اونچے درختوں، گلوں، بوٹوں سے اس زمین کو آراستہ و پیراستہ کیا، پھر اس میں اپنی سب سے پیاری محترم ومکرم مخلوق کو اپنا خلیفہ بنا کر آباد کیا جیسا کہ ارشاد باری ہے: **واذ قال ربک للملائکة إني جاعل في الارض خليفه** ۔ اور یاد کرو اس وقت کو جبکہ آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں، بمشیت الٰہی سیدنا آدم علیہ السلام

کی تخلیق ہوئی اور بحکم الٰہی اس دنیا میں انسانوں کو آباد کر دیا گیا۔ اسلئے کہ اس زمین کی تخلیق انسانوں کے لئے ہوئی تھی۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے، **ان الدینا خلقت لکم وإنکم خلقتم للأخرة** ۔ بیشک یہ دنیا تمہارے لئے پیدا کی گئی اور تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو، یعنی تم کو دنیا میں کچھ مدت تک زندگی گزارنی ہے، طاعت و بندگی، تابعداری و فرماں برداری سے بھر پور زندگی۔ کیونکہ تم کو اس حسین و جمیل دنیا میں بلاوجہ پیدا نہیں کیا گیا۔ بے سبب تم کو خلیفہ نہیں بنایا گیا۔ بلکہ تمہاری تخلیق کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ تم ذکر خدا سے دنیا کو آباد کرو۔ طاعت و بندگی کا عملی اظہار کرو۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: **وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون** اور ہم نے انسان و جنات کو محض اپنی بندگی کے لئے پیدا کیا۔

تخلیق انسان کا مقصد:

حضرات گرامی قدر!

جب عبادت و بندگی، طاعت و فرماں برداری انسان کی تخلیق کا مقصد قرار پایا تو پھر اب ضروری ہوا کہ اس کو ایسے اصول و ضوابط بتائے جائیں جن کی روشنی میں وہ اپنا فرض ادا کرے۔ اسلئے کہ خیر و شر کو سمجھے بغیر عبادت و بندگی کے طریقوں کو جانے بغیر وہ حق عبدیت نہیں ادا کر سکتا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے انبیاء و مرسلین کو مبعوث فرمایا۔ اور ان پر آسمانی شریعت نازل فرما کر بندوں کو ایک راہ دکھادی۔ یہ سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ

علیہ وسلم تک جاری رہا۔ جتنے بھی انبیاء و مرسلین آئے سب نے دین اسلام کی طرف بلایا۔ گرچہ ان کی شریعتوں کے نام مختلف تھے لیکن ہر ایک کی حقیقت اسلام تھی۔ کیونکہ اسلام کے معنی ہیں خدا کے آگے جھکنے اور اپنے آپ کو رب العالمین کے احکام کے حوالے کر دینا۔ اللہ کے خلیل سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اسلم ۔تو انھوں نے فورا سر اطاعت خم کر دیا۔ اور فرمایا: اسلمت لرب العالمین ۔اور سیدنا یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو وصیت فرمائی: فلا تموتن إلا وأنتم مسلمون۔یعنی تم ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان ہو کر۔

فاران کی چوٹیوں سے آفتاب جہاں کی آمد:

معزز سامعین!

آسمانی شریعت کا سلسلہ جاری تھا۔ انبیاء و رسل علیہم الصلاۃ والسلام آتے رہے، دین کی اشاعت ہوتی رہی، اعلان حق ہوتا رہا، ضلالت و جہالت، شرک و کفر کی راہوں سے لوگوں کو بچاتے اور خدائے واحد کے سامنے بندوں کو جھکانے کا کام ہوتا رہا۔ حق و باطل کی معرکہ آرائیاں جاری تھیں۔حق پرستوں اور باطل پرستوں میں کشمکش کا سلسلہ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ دور بھی آیا جب کہ فاران کی چوٹیوں سے اسلام کا آفتاب جہاں تاب طلوع ہوا، اور کوہ صفا سے نعرہ توحید بلند ہوا، مکہ کی گلیوں میں سوز و گداز بھری ایک آواز سنائی دینے لگی ۔یاایھا الناس قولوا لا الہ الااللہ تفلحون۔اے لوگو! لا الہ الا اللہ کہو فلاح پا جاؤ گے۔

کفرستان میں توحید کا غلغلہ:

برادران اسلام!

یہ کون تھا جو توحید وایمان کا پیغام کفرستان عرب میں نشر کر رہا تھا۔ شرکستان عرب میں توحید کا نعرہ بلند کر رہا تھا۔ وہ خدا کا آخری رسول تھا۔ جو انسانیت کی سسکتی، تڑپتی روح کو حیاتِ نو بخشنے کے لئے آیا تھا۔ شرک وضلالت کے تاریک ماحول میں سراج منیر بنکر آیا تھا۔ اور دنیا والوں کو خدا کا آخری پیغام سنا رہا تھا۔ دین اسلام کی کاملیت و اکملیت، جامعیت و ابدیت کا اعلان کر رہا تھا کہ اے باطل خداؤں کو پوجنے والو! حجر و شجر کا سجدہ کرنے والو! ظلمت وضلالت میں سجدہ کرنے والو! میں تمہارے لئے پیغام زندگی لایا ہوں، نوید رحمت لایا ہوں۔ جنت و مغفرت کی بشارت سنا رہا ہوں۔ خدائے واحد کے سامنے جھک جاؤ، اس میں تمہاری نجات ہے۔

نجات کا واحد راستہ اسلام ہے:

اسلام کے سایہ میں آجاؤ اسی میں فلاح وصلاح ہے۔ اب آخرتک کے لئے کوئی راہ نہیں ہے۔ اسلام ہی ایک راستہ ہے، اسی کے ذریعہ عزت وعظمت حاصل کر سکتے ہو۔ اس کے سایہ میں فلاح و بہبود سے ہمکنار ہو سکتے ہو۔ اسی کے سہارے نجات حاصل کر سکتے ہو، اب نہ دینِ مسیح کارآمد ہے۔ اور نہ ہی یہودیت میں نجات ہے۔ اسلئے کہ خداوند قدوس نے تمہاری زندگی کے لئے دینِ اسلام کو دستور بندگی

بنادیا ہے۔اوراپنی رضا وخوشنودی سے اسلام کودین ابدی بنادیا ہے۔نبوت ورسالت کا سلسلہ بند ہو گیا ہے۔خدا کا آخری رسول خدا کا آخری پیغام سنا رہا ہے۔اگراس کو قبول نہ کروگےتو عذاب نارتمہارا مقدر ہوگا۔غضب الٰہی کے مستحق قرار پاؤ گے،رب العالمین صاف اعلان کرتا ہے:**ومن يبتغ غير الاسلام دينا فلن يقبل منه وهو في الآخرة من الخاسرين** ۔اورجس نے بھی اسلام کےعلاوہ کسی دوسرے دین ومذہب کواختیار کیا،عبادت وبندگی کے لئے کسی دوسری راہ پر چلا،اوراسلامی نظام زندگی کوچھوڑ دیا تو وہ آخرت میں نقصان اُٹھائے گا۔ذلت ورسوائی سے دوچار ہوگا۔اسلئے کہ اس نے اپنی زندگی کے شب وروز ضلالت وجہالت میں بسر کئے ہیں۔کفر کی راہ پر چلا ہے شرک کا راستہ اختیار کیا ہے۔اوراللہ تعالیٰ بغاوت کرنے والوں کومعاف نہیں کرتا۔مشرکین وکفار کی مغفرت نہیں کرتا۔**ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر مادون ذالك لمن يشاء** ۔بیشک اللہ تعالےنہیں بخشتا اسکوجواسکے ساتھ شرک کرےاوربخش دیتا ہےاس سے کمتر گناہ کوجسے چاہتا ہے۔

اسلام آخری دین ہے:

برادران اسلام!

وہ اسلام جوحضرت آدم علیہ السلام سے چلا آرہا ہے۔حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ونبوت پر درجۂ کمال کو پہونچ گیا تھا۔اورجب دین اسلام کامل ومکمل ہوگیا تو پھر نبوت کے سلسلے کی ضرورت نہ تھی۔کسی مذہب کی ضرورت نہیں

تھی۔اب بندگان خدا کواسلام کے احکام کے مطابق طاعت و بندگی کا قانون دیا گیا۔انسان اپنی فطرت پراسی وقت قائم رہ سکتا ہے جبکہ وہ اسلامی نظام کے تحت زندگی گزارے۔**وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون** ۔کا حق اس وقت ادا کرسکتا ہے جبکہ اسلام میں پوری طرح داخل ہوجائے۔لہذااعلان کردیا گیا۔

ان الدین عند الله الاسلام ۔دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے،لہٰذا جب اسلام اللہ کا پسندیدہ دین ہے تو پھر ضروری ہے کہ اسلام میں پوری طرح داخل ہوکر انسان اپنی فطرت کا ثبوت دے۔اپنی تخلیق کے مقصد کو پورا کرے،اسی فطرت کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے:**فطرة الله التی فطر الناس علیها لا تبدیل لخلق الله ذلک الدین القیم** ۔اور حکم دیا گیا کہ اسلام میں سو فیصد داخل ہوجاؤ۔اس سے کسی قسم کا انحراف گوارہ نہیں ہے۔

یایها الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافة ولا تتبعوا خطوات الشیطان ، انه لکم عدو مبین ۔

خلاصۂ کلام:

معلوم ہوا کہ اسلام کے علاوہ جتنی بھی راہیں ہیں۔سب شیطان کی راہیں ہیں۔شیاطین کا طریقہ ہے۔اسلام کے بعد دنیا کے تمام ادیان و مذاہب منسوخ ہوگئے ہیں،ان پر عمل کرنا ضلالت ہے۔جہالت ہے۔

و اٰخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمین

سنت و بدعت

الحمد لله وكفى وسلام على عِباده الذين اصطفى اما بعد. فقد قال الله عز وجل فى القرآن المجيد والفرقان الحميد اعوذ بالله مِنَ الشَّيْطَانِ الرجيم بسم الله الرّحمنِ الرَّحِيمِ. إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَالِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَن يُشْرِك بِاللهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلالًا بَعِيدًا. وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّم مَنْ أَحَدَثَ فِي أمرنا هذا مَا لَيسَ مِنْهُ فَهُوَرد وايضا قَالَ النَّبِيُّ صَلى الله عَلَيْهِ وَسَلَّم مَنْ تمسك بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِي فَلَهُ أَجْرُ مِأَة شهيد صَدَقَ اللهُ وَرَسُولُهُ النَّبِيُّ الكريم ۔

خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

آغاز خطاب:

محترم بزرگو اور دوستو!

آج کی اس محفل میں میرا موضوع سخن وہ بدعات وخرافات ہیں جن

میں دور حاضر کے مسلمان مبتلا ہیں، رب ذوالجلال نے قرآن مقدس میں ارشاد فرمایا ہے، بلاشبہ اللہ پاک نہیں بخشے گا اس بات کو کہ اس کی خدائی میں کسی دوسرے کو شریک قرار دیا جائے اور شرک کے ماسوا گناہ کو بخش دیگا جس کے لئے چاہے گا اور جو شخص خدا کی خدائی میں دوسرے کو شریک کرتا ہے تو وہ دور کی گمراہی میں جا پڑا اور محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری زبان سے ارشاد فرمایا کہ جس نے ہمارے اس دین و مذہب میں دین سے ہٹ کر کوئی بات پیدا کی تو وہ مردود اور نا قابل قبول ہے نیز سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو یہ پیغام سنایا کہ امت میں فساد کے وقت جس نے میری سنت کو مضبوطی سے تھام لیا تو اس کے لئے بشارت ہے، خوشخبری ہے کہ وہ سو شہیدوں کا اجر حاصل کریگا۔

معزز سامعین کرام!

میں حیران و پریشان ہوں کہ کس کس بدعت کو بیان کروں۔ سماج میں پھیلی ہوئی بدعات وخرافات کا تذکرہ کروں یا اعمالِ شرکیہ پر روشنی ڈالوں۔ ؏

سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ چھیڑوں داستاں کیسے۔

ایک طرف نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب اور مختار کل تصور کیا جاتا ہے تو دوسری طرف ہم سب کی ماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی ہو رہی ہے کہیں غیر اللہ کو حاجت روا اور مشکل کشا بتایا جاتا ہے تو کہیں بدعتوں کو فروغ دے کر مسلمانوں کے عقائد پر ناپاک حملہ ہو رہا ہے۔

شرکت و بدعت اور مسلمان:

پیارے دوستو!

آج کا انسان شرک و بدعت کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے وہ پیشانی جو صرف اور صرف خدا کے سامنے جھکنی تھی غیر اللہ کے سامنے سجدہ ریز ہے، شرک لوگوں میں پھیل رہا ہے اور خالص توحید سے دوری ہے، دعوی ایمان کا ہے اور شرک میں گرفتار ہیں، مشکل کے وقت پیروں اور پیغمبروں کو اماموں اور شہیدوں کو فرشتوں اور پریوں کو پکارا جاتا ہے ان سے مرادیں مانگی جاتی ہیں، اولاد کا سوال ہوتا ہے، ان کے لئے نذرانہ پیش کیا جاتا ہے، بلا اور مصیبت کو ٹالنے کے لئے اپنے بیٹوں کو ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

کوئی عبد النبی نام رکھتا ہے

کوئی علی بخش نام رکھتا ہے

کوئی حسین بخش نام رکھتا ہے

کوئی پیر بخش نام رکھتا ہے

کوئی مدار بخش نام رکھتا

کوئی سالار بخش نام رکھتا ہے

کہا جاتا ہے ان کا پکارنا اللہ کا پکارنا ہے۔ ان کے پکارنے سے خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے، ان سے مدد مانگنا اللہ سے مدد مانگنا ہے ان کے ملنے سے

خدا ملتا ہے۔ کہا جاتا ہے وہ اللہ کے پیارے ہیں۔ اللہ کے دربار میں ہمارے سفارشی اور وکیل ہیں۔

سب اللہ کے محتاج ہیں:

افسوس صد افسوس اس حماقت پر جبکہ قرآن پاک میں ڈنکے کی چوٹ باری تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَاللّٰهُ الغَنِيُّ وَأَنتُم الفقراء کہ اللہ بے نیاز اور تم سب کے سب محتاج ہو۔

پیر و پیمبر خدا کے محتاج۔

نبی اور رسول خدا کے محتاج۔

ملائکہ اور فرشتے خدا کے محتاج۔

چاند سورج ستارے خدا کے محتاج۔

زمین و آسمان خدا کے محتاج۔

صحراء و بیاباں خدا کے محتاج۔

غرضیکہ ہر چیز خدا کی محتاج۔

کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

خدا فرما چکا قرآن کے اندر
میرے محتاج ہیں پیر و پیمبر
نہیں طاقت سوا میرے کسی میں

کہ کام آوے تمہارے بے بسی میں

اگر قرآن کو سچ جانتے ہو

تو پھر منتیں کیوں مانتے ہوں

تمہیں یہ طور بد کس نے سکھایا

محمد نے کہاں سے یہ بتایا

آقا کے حاضر وناظر ہونے کا تصور:

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ تصور کیا جاتا ہے کہ وہ ہر جگہ حاضر وناظر ہیں، ہمہ وقت ہر چیز کی آپ کو خبر ہے عجیب بات ہے، کیا عقیدہ ہے جو قرآن وحدیث کے بالکل مخالف ہے، یاد رکھو ہر جگہ حاضر وناظر رہنا ہمہ وقت ہر چیز کی خبر رکھنا دور ہو یا قریب، اندھیرے میں ہو یا اجالے میں، آسمانوں میں ہو یا زمینوں میں، پہاڑوں کی چوٹی پر ہو یا سمندروں کی تہہ میں، دوستو یہ سب اللہ کی شان ہے مارنا اور جلانا روزی میں تنگی اور وسعت پیدا کرنا، تندرست اور بیمار کرنا، مرادیں پوری کرنا، بلائیں ٹالنا یہ سب اللہ کی شان ہے۔ رکوع سجدہ کرنا ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا اس کے نام پر مال خرچ کرنا اس کے نام کا روزہ رکھنا اس کے گھر کا طواف کرنا اس پر غلاف ڈالنا اس کی چوکھٹ کے سامنے کھڑے ہو کر دعا مانگنا یہ سب اللہ کی شان ہے۔

بزرگوں کے مزارات پر خرافات:

بزرگان دین کے مزاروں پر ہر سال متعین تاریخ میں عرس ہوتا ہے، جشن منایا جاتا ہے، قوالیاں ہوتی ہیں، گانا باجا ہوتا ہے بس نہ پوچھئے طرح طرح کی خرافات ہوتی ہیں، ڈھونگ رچایا جاتا ہے، دین و مذہب اور شریعت کے ساتھ کھلواڑ ہوتا ہے، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا تجعلوا قبری عِیدا کہ میری قبر کو جشن مت بناؤ اللہ کے لاڈلے اور پیغمبر کی قبر سے زیادہ متبرک کس کی قبر ہوسکتی ہے جب آپ نے اپنی قبر کو جشن بنانے سے منع فرمایا تو فیصلہ کیجئے کہ دوسروں کی قبر کو جشن کیونکر منایا جا سکتا ہے اللہ اور اس کے رسول نے تو قبروں کو عید اور جشن منانے سے منع فرمایا مگر ہمارا حال یہ ہے کہ شریعت کی مخالفت کرتے ہیں مزاروں پر اس طرح جمع ہوتے ہیں جیسا کہ عید کیلئے جمع ہوتے ہیں، مرد وعورت سبھی ہوتے ہیں، بے حیائی کا سماں ہوتا ہے، شرم وحیا ان پر روتی ہے، اولیاء اور شہیدوں کی قبروں کے ساتھ عجیب معاملہ ہوتا ہے، قبروں کو سجدہ گاہ بنایا جاتا ہے، ان کا طواف کیا جاتا ہے ان کے ارد گرد گھوما جاتا ہے، ان پر چراغ جلایا جاتا ہے، موم بتیاں جلائی جاتی ہیں، ان پر چڑھاوا چڑھایا جاتا ہے ان کے نام پر مرغے بکرے ذبح کئے جاتے ہیں، سید احمد کبیر کی گائے اور شیخ عبدالقادر جیلانی کا بکرا نام رکھا جاتا ہے، مبارک اور عظیم پیشانی کو ان پر ٹیک دیا جاتا ہے گناہوں کا بازار گرم ہوتا ہے، حالانکہ ہم سب کے مولیٰ و آقا صلی اللہ علیہ

وسلم نے ارشاد فرمایا مشکوۃ شریف کی روایت ہے اَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا القبور مساجد انی انھَاکُمْ عَنْ ذالک فرمایا خبردار قبروں کو سجدہ گاہ مت بناؤ میں تم کو اس سے روکتا ہوں مزاروں کو پختہ بنایا جاتا ہے ان پر گنبد وغیرہ تعمیر کی جاتی ہے جبکہ رسول پاک علیہ الصلوۃ والسلام نے قبروں کو پختہ بنانے اور ان پر تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔

بدعات وخرافات کا ذخیرہ:

محترم دوستو!

ایک نہیں سینکڑوں ہزاروں بدعات وخرافات میں ہم مبتلا ہیں، تیجہ دسواں، چالیسواں، اور برسی منائی جاتی ہے، ہر سال ماہِ ربیع الثانی کی گیارہویں تاریخ کو محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی کی گیارہویں کے نام سے یوم وفات منایا جاتا ہے گھروں اور مسجدوں میں روشنی کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ یاد رکھو یوم وفات کو خوشیاں منانا محبت کی علامت نہیں عداوت کی دلیل ہے۔

ایصال ثواب کی خاطر جو کھانا تیار کیا جاتا ہے اس پر فاتحہ خوانی ہوتی ہے جبکہ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام، تابعین، تبع تابعین اور سلف صالحین میں کہیں اس کا وجود نہیں ملتا۔

میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان دی جاتی ہے اذان واقامت میں جب مؤذن یا مکبر اَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللهِ کہتا ہے تو انگوٹھوں کو چوم کر

آنکھوں پر رکھا جاتا ہے۔

نماز فجر، عصر، جمعہ اور عیدین کے بعد مصافحہ کیا جاتا ہے اور اس کو سنت سمجھا جاتا ہے، بعض مقامات پر دیکھا جاتا ہے کہ سنن ونوافل سے فارغ ہوکر دعائے ثانی کا انتظار ہوتا ہے، امام دعاء کرتا ہے اور لوگ اس پر آمین کہتے ہیں۔

محفل میلاد:

محفل میلاد قائم ہوتی ہے آپ ﷺ کی مبارک ولادت کے من گھڑت اور جھوٹے قصے بیان کیئے جاتے ہیں، بے ریش اور خوش الحان لڑکے غزل خوانی کرتے ہیں عورتیں بن سنور کر شریک محفل ہوتی ہیں، ضرورت سے زیادہ محفل کو سجایا جاتا ہے، محفل کے ختم پر شیرینی تقسیم ہوتی ہے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں غلو سے کام لیا جاتا ہے، محفل میلاد کو فرائض وواجبات سے زیادہ اہم اور باعث ثواب سمجھا جاتا ہے، شریک نہ ہونیوالوں کو برا بھلا کہا جاتا ہے۔ نماز جیسی اہم عبادت کے فوت ہونے کی پرواہ نہیں ہوتی۔ ولادت کے تذکرہ کے وقت کھڑے ہوتے ہیں اور یہ خیال کیا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود محفل میں تشریف لاتے ہیں، ہائے افسوس۔

حضرت انس کا ارشاد:

خادم رسول حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام کے

نزدیک آپکی ذات سے زیادہ محبوب دنیا کی کوئی شئ نہ تھی اس کے باوجود آپ کو دیکھ کر کھڑے نہ ہوتے تھے اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ کھڑے ہونے سے آپ کو ناگواری ہوتی ہے۔ بتاؤ وہ سچے جانثار آپ کو دیکھ کر بھی کھڑے نہ ہوتے تھے تو ہمارے لئے کھڑا ہونا صرف اس خیال سے کہ آپ تشریف لائے ہیں کیوں کر روا ہوسکتا ہے۔

مسلمانوں بولو:

مسلمانو!

میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں

کیا صحابۂ کرام نے آپ کو عالم الغیب جانا۔

کیا صحابۂ کرام نے آپ کو ہر جگہ حاضر وناظر سمجھا۔

کیا صحابۂ کرام نے آپ کو مختارِ کل مانا۔

کیا صحابۂ کرام نے غیر اللہ کو حاجت روا اور مشکل کشا تصور کیا۔

کیا صحابۂ کرام نے غیر اللہ سے مرادیں مانگیں۔

کیا صحابۂ کرام نے غیر اللہ کو بلا مصیبت کو ٹالنے والا تصور کیا۔

کیا صحابۂ کرام نے قبروں کو سجایا اور ان پر چراغاں کیا۔

کیا صحابۂ کرام نے گانا باجا کیا اور ڈھونگ رچایا۔

کیا صحابۂ کرام نے یہ تمام خرافات ادا کیں۔

دور صحابہ اور ہم:

جب دور صحابہ میں ان چیزوں کا وجود نہیں ملتا، تابعین، تبع تابعین کا زمانہ ان سے خالی ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہم ان اعمال شرکیہ اور بدعات وخرافات میں مبتلا ہیں، مسلمانو! سمجھو اور ہوشیار ہو جاؤ۔ غفلت کا پردہ چاک کرو، آج ساری دنیا کے اندر مسلمان ذلیل وخوار ہیں، غلامانہ زندگی بسر کر رہے ہیں۔ چاروں طرف سے ظلم وزیادتی کی آماجگاہ بنے ہوئے ہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم نے قرآنی تعلیمات کو بھلا دیا ہے نیک اعمال ہمارے پاس نہیں مختلف قسم کی بدعات وخرافات میں ہم مبتلا ہیں اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا کھویا ہوا وقار ہمیں واپس ملے تو یہ تمام بدعات وخرافات اور اعمال شرکیہ کو ختم کر کے خالص توحید پر گامزن ہونا ہوگا جس توحید کی خاطر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تکلیفیں اٹھائیں مشقتیں جھیلیں ظلم وستم برداشت کیا۔

سامعین حضرات!

توحید پرستی کے نتائج:

یہی خالص توحید کا پیغام تھا جس کی وجہ سے آپ ؐ پر پتھر برسائے گئے۔

آپ ؐ کے راستہ میں کانٹے بچھائے گئے۔

آپ ؐ کو گالیاں دی گئیں۔

آپ ؐ پر غلاظت ونجاست ڈالی گئی۔

یہی توحید کا پیغام تھا جس کی بنا پر

صحابۂ کرام کو ستایا گیا

صحابۂ کرام کا ناحق خون کیا گیا

صحابۂ کرام کو عرب کی تپتی ہوئی ریت پر لٹایا گیا

صحابۂ کرام کو آگ کے انگاروں پر سلایا گیا

صحابۂ کرام کی بیویوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کردیا گیا

الغرض وہ سب کچھ ہوا جسے تاریخ کبھی فراموش نہیں کرسکتی

نجات کا راستہ صرف نبی کا راستہ ہے:

پیارے دوستو!

اگر ہم چاہتے ہیں کہ دنیا کے ساتھ ہماری آخرت بھی سنور جائے اللہ کا رسول ہم سے راضی ہوجائے تو پیغمبر کے طریقوں پر چلنا ہوگا، آپ ؐ کی بات کو دل وجان سے ماننا ہوگا، اسلئے کہ پیغمبر کے خلاف جو راستہ ہے وہ ضلالت وگمراہی کا راستہ ہے وہ جنت کا نہیں بلکہ جہنم کا راستہ ہے کسی نے کیا ہی خوب کہا ہے:

خلاف پیمبر کسے رہ گزید　　　　کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

جس نے پیغمبر کے خلاف راستہ اختیار کیا وہ ہرگز منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا، ہماری ذمہ داری ہے کہ اس نازک اور پرفتن دور میں توحید خالص کو اپنا

شیوہ بنائیں، اعمال شرکیہ سے اجتناب کلی اختیار کریں۔ بدعات وخرافات کو جنم نہ لینے دیں، سنت والا راستہ اختیار کریں، قوم وملت کو بدعت سے جو کہ ضلالت ہے گمراہی ہے بچنے کی تلقین کریں، اپنی اور اپنے گھر خاندان والوں کی بدعت کے اڈوں سے حفاظت کریں۔

بدعات کو ختم کرنا احیاء سنت ہے:

دوستو!

اگر ہم نے ایسا کیا اور بدعت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا، امت کو عقائد حقہ کی تعلیم دی باطل عقائد کی دلدل میں پھنسی ہوئی انسانیت کو رشد وہدایت کا پیغام سنایا تو یقیناً کامیابی ہمارا آگے بڑھ کر استقبال کریگی۔ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا نصیب ہوگی، دنیاوی زندگی کیساتھ ہماری آخرت کا سدھار ہوگا، چنانچہ رحمۃ للعالمین محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مشکوۃ شریف کی روایت ہے: **مَنْ تَمَسَّکَ بِسُنَّتی عِند فَسَادِ امتی فله أجر مأة شهيد** ۔حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ جب امت کے لوگ طرح طرح کی بدعتیں ایجاد کریں گے اور ہر ایک اپنی بدعت کو اچھا سمجھ کر ذوق وشوق کے ساتھ عمل کرے گا اور ہزاروں بدعتیں ہوں گی کسی بدعت کو فرض جانا جائے گا کسی کو واجب اور سنت سمجھا جائے گا، کوئی اپنے بزرگوں کی رسم جان کر کوئی عوام کے طعن سے ڈر کر عمل کرے گا اور ہر ایک اپنی بات پر اٹل ہوگا تو ایسے وقت میں جو

شخص میری سنت پر عمل کریگا اور بدعت سے اجتناب کرے گا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو مضبوطی سے تھام کر کسی حال میں نہ چھوڑے گا تو اس کو سو شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا۔ افسوس ہے اس مسلمان پر جس نے قرآن پاک کی تعلیمات کو بھلا دیا سنت رسول کا جنازہ نکالا واہی تباہی قصوں کہانیوں پر اعتقاد جمایا۔ اسی پر میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں دعاء کیجئے کہ خدائے وحدہ لاشریک تمام مسلمانوں کو عقیدے کی سلامتی عطا فرمائے اور بدعات وخرافات سے پوری امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے اور اللہ تعالیٰ پورے عالم کے مسلمانوں کو سنت کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

وَمَا عَلَینا الا البلاغ

حیات
حبیب الامت

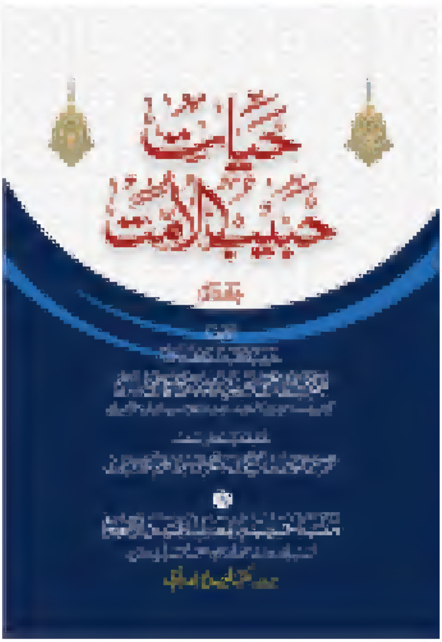
حیات
حبیب الامت

حضرات صحابہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء محمد والہ واصحابہ اجمعین.

اما بعد! فقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی کالنجوم با یھم اقتدیتم اھتدیتم۔

ترجمہ: میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں۔ان میں سے جن کسی کی بھی اقتداء کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

آغاز سخن:

معزز سامعین! میں آپ حضرات کے سامنے مختصر تقریر کروں گا۔لیکن میں حیران ہوں کہ گلشن محمدی کے کس پھول پر روشنی ڈالوں۔ ہر پھول، ہر کلی کی ایک نرالی شان ہے، ایک انوکھی خوشبو ہے، ہر ایک کی امتیازی شان ہے، کیا ابو بکر صدیقؓ کی ہستی کو موضوع بحث بناؤں جن کو ثانی الاثنین کے خطاب سے نوازا گیا۔اور جن کی صفت رحم پر رسول خداؐ کی یہ حدیث دلالت کرتی ہے: **ارحم امتی بامتی ابو بکر۔** یا عمر بن الخطاب کی شان میں لب کشائی کروں جنکو رسول نے **واشدھم**

فی أمر الله عمر سے یاد کیا۔اور فرمایا:لانبی بعدی ولو کان بعدی نبیًا لکان عمر ۔کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے۔یا عثمان بن عفان کی شخصیت پر روشنی ڈالوں جو کہ ذوالنورین تھے،جن کو واحیاھم عثمان کہ میری امت میں سب سے زیادہ باحیا عثمان بن عفان ہیں۔اور یہی نہیں بلکہ صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ نے اپنے ایک دست مبارک کو عثمان کا ہاتھ کہہ کر صحابہ سے بیعت لی تھی۔اور جن کی سخاوت وایثار کو دیکھ کر آپ نے فرمایا اگر عثمان اس کے بعد کچھ بھی عمل نہ کریں تو سخاوت ہی کافی ہے۔یا آپ حضرات کے سامنے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے مناقب بیان کروں جن کی شان میں حبیب کبریا نے و اتقاھم علی کہ میری امت میں سب سے زیادہ متقی علی ہیں فرمایا۔اور ایک روایت تو بہت مشہور ہے انا مدینۃ العلم و علی بابھا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔اور بھی بے شمار احادیث صحیحہ خلفاء راشدین کی شان میں وارد ہوئی ہیں۔تو جب میں اصحاب رسول کی پاکیزہ جماعت پر نظر ڈالتا ہوں اور ان میں سے کسی ایک کی سیرت بیان کرنے کا عزم کرتا ہوں تو میری زبان گنگ رہ جاتی ہے،سر نیاز خم ہو جاتا ہے،سرمایۂ حیات میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

دربار رسالت کے تربیت یافتہ:

حضرات گرامی!

آیئے دانشکدۂ رسول اور دربارِ رسالت کے تربیت یافتہ صحابۂ کرام کی

سیرت پر اجتماعی نظر ڈالتے ہیں۔ اور کسی ایک کے بجائے تمام صحابہؓ کرام کی ایمان افروز زندگی پر گفتگو کرتے ہیں۔

اگر آپ اصحاب النبی رضی اللہ عنہم کی سیرتِ طیبہ اور حیاتِ مبارکہ کا مطالعہ کرنے کے آرزومند ہیں۔ تو آپ کے لئے یہی کافی ہوگا کہ سیرت نبیؐ کا مطالعہ کیجئے کیونکہ صحابہؓ کرامؓ حیاتِ رسول کے عکس جمیل تھے۔ انھوں نے اپنے قلوب و دماغ میں رسولِ عربیؐ کے اقوال و کردار، رفتار و گفتار کو جذب کر لیا تھا۔ ان کی زندگی کے لمحات مستعار تھے۔ رحمتہ للعالمین کے لمحات زندگی سے!

تمام صحابہ انسانیت و شرافت کے نمونہ تھے:

حضرات محترم!

آپ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی قبل از اسلام کی زندگی کا بعد از اسلام کی زندگی سے موازنہ کیجئے آپ قلب ماہیت اور تبدیلیٔ فطرت کی ایک انقلابی تاثیر پائیں گے جس کی مثال نہیں مل سکتی۔ رسول خدا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ ساز انقلاب آفریں شخصیت نے ایک ایسی مثالی جماعت تیار کر دی جسکا ہر فرد طاعت و بندگی کا پیکر اور انسانیت و شرافت کا نمونہ تھا۔

صحابہ کا اسلام سے پہلے حال زار:

یہی وہ لوگ تھے جو آفتاب و رسالت کی نورانی کرنوں، اور ماہتاب

رسالت کی پاکیزہ شعاعوں سے مستفیض ہونے سے پہلے ایسے افراد تھے جن کے وجود پر انسانیت بھی ماتم کرتی ہے اور جن کے نام سے درندے بھی شرم کرتے تھے۔ اصنام پرستی، شراب نوشی، فرقہ بندی، غارت گری، خون ریزی، عصمت دری، زنا کاری، بد اعمالی، قمار بازی، مطلب براری، نفس پرستی، سود خوری کے ماحول میں رہنے والے یہ انسان انسانیت کی حدیں پار کر چکے تھے۔ اور ظلم وبربریت، قبائلی نخوت اور خاندانی انانیت کی لعنت میں گرفتار تھے۔ مردار خوری کے عادی تھے۔ توحید وایمان کی لذت سے ناآشنا شرک وکفر کی دلدل میں پھنسے جارہے تھے۔

اسلام روح پرور پیغام بنکر آیا:

لیکن اسلام ایک روح پرور حیات آفریں پیغام بن کر آیا اور محمد بن عبداللہ محسنِ انسانیت بن کر مبعوث ہوئے تو انسانیت کی سوکھی کھیتی میں جان پڑی، اور دیکھتے ہی دیکھتے عربوں کی زندگی میں ایک انقلاب آ گیا، تاریکی سے روشنی کی طرف، شرک سے توحید کی طرف، کفر سے ایمان کی طرف، بہیمیت سے انسانیت کی طرف، ظلم سے انصاف کی طرف، شقاوت سے سعادت کی طرف، ضلالت سے ہدایت کی طرف ایک تاریخی انقلابی سفر کا آغاز ہوا، یہ ایک حیرت انگیز سفر تھا۔ یہ عربوں کی فطرت وسیرت کی تبدیلی کا سفر تھا۔

صحبت رسول کا فیض:

معزز سامعین!

یہی عرب اسلام کی بدولت بھائی بھائی بن گئے، اور وحدت ومحبت کے سیسہ پلائی دیوار بن گئے۔ اپنی ذات کے لئے لڑنے مرنے والے ایمان کی سعادت سے بہرور ہوکر اللہ اور اس کے رسول کے لئے لڑنے لگے۔ جو ڈاکو تھے وہ راہ بر ہو گئے۔ جو یتیموں، بیواؤں کا مال کھا جاتے تھے۔ تربیت گاہِ رسول سے نکل کر یتیموں کے سرپرست بن گئے۔ جو جہالت کی تاریکی میں تھے۔ وہ قرآن کی بدولت علم وفن کے طالب ہو گئے۔ جو شراب کے عادی تھے۔ وہ شراب کے دشمن بن گئے۔ جو سودخور تھے وہ سود کے مخالف ہو گئے۔ جو بت تراشتے تھے وہی بتوں کو توڑنے لگے۔ جو مسجدیں ویران کرنے والے تھے وہی مسجدوں کو آباد کرنے لگے۔ جو رسولِ خدا کے دشمن تھے۔ وہی عاشق رسول ہو گئے۔ جو محسن انسانیت کو قتل کرنے چلے تھے۔ وہی رحمت عالم کے لئے سر کٹانے لگے۔ جو نہیں جانتے تھے کہ عبادت و بندگی کیا ہے؟ توحید و ایمان کیا ہے؟ اخلاق و مروت کیا ہے؟ وفاداری و جاں نثاری کیا ہے؟ وہی افراد مشعل ہدایت بن گئے۔ منبع سعادت بن گئے۔ مرکز فلاح بن گئے۔ محورِ شرافت بن گئے۔ اور وہی عرب جو کل تک نفرت و عداوت کے خوگر تھے۔ اسلام لاکر درس مساوات دینے لگے۔ جو اختلافات کے شکار تھے۔ وہ اتحاد و اتفاق کے علمبردار بن گئے۔

بدلے ہوئے احوال اور حضرات صحابہ:

یہاں تک کہ قرآن نے انہیں عربوں کو ایمان لانے کے بعد انما المومنون اخوہ بیشک تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں، کے تحفہ سے نوازا۔ قرآن نے انہیں صحابہ کو اشداء علی الکفار رحماء بینھم کی صفات والا بتایا۔ کہ اپنوں کے لئے پھول صفت اور باطل کے لئے تیغ فشاں۔ یہی جاہل عرب اب اصحابِ رسولؐ بن کر نجوم ہدایت بن گئے۔ اور آج تک ایسی پاکیزہ باکمال جماعت انبیاء کو چھوڑ کر کسی قوم میں تیار نہیں ہوئی۔ خداوند کریم نے صحابہ کے ایمان کو معیار قرار دیا ہے۔ فان اٰمنوا بمثل ما اٰمنتم۔ اگر اللہ پر وہ لوگ ایمان لائیں تمہاری طرح۔ یہی صحابہ شریعتِ اسلامیہ کے امین بنے۔ قصر اسلام کے پاسبان بنے۔ آسمان ہدایت کے ستارے بنے۔ ان کی پیروی کے بغیر ایمان ناقص، ان کو معیار بنائے بغیر اسلام ناقص، ان کے طریقے سے ہٹنا گمراہی، ان پر تنقید کرنا بربادی، ان کا دامن چھوڑنا بدبختی، ان کو حقیر سمجھنا بدعقیدگی کا ذریعہ ہے۔

اللہ نے صحابہ کو اپنی رضاء سے نواز دیا:

کیونکہ خدائے دو جہاں نے ان کو اپنی رضا سے نوازا ہے۔ اور رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کا سرٹیفکٹ عطا کر دیا ہے۔ جنت کی بشارت دی، جہنم سے نجات کی خوشخبری سنائی ہے۔ اور اللہ کے حبیب و محبوب شفیع المذنبین نے اپنے صحابہ کی

شان میں گستاخی کرنے کو جرم عظیم کہا ہے۔**اللّٰہ اللّٰہ فی اصحابی لاتتخذوھم غرضاً من بعدی**۔اللہ سے ڈرواللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے بارے میں۔ان کو میر بعد ہدف ملامت مت بنانا،طعن و تشنیع کے تیر مت چلانا، استہزاء مت کرنا تبراء بازی میں مبتلا نہ ہونا۔ورنہ برباد ہو جاؤ گے۔ان کا راستہ میرا راستہ ہے۔میرا راستہ ان کا راستہ ہے۔ان کا طریقہ میرا طریقہ ہے، انکا دامن تھامنے والے صراط مستقیم پر گامزن ہونگے۔ان کے راستہ سے ہٹنے والے گمراہ ہوں گے۔

حضرات صحابہ کے صفات کا خلاصہ:

حضرات سامعین!

اگر آپ طاعت و بندگی، ہمدردی و غمگساری، وفاداری و جاں نثاری، للّٰہیت وفدا کاری، محبت الٰہی، محبت رسول، اخوت و مساوات، محبت و مؤدت، بھائی چارگی وصلہ رحمی، شب بیداری، تہجد گزاری، جہاد فی سبیل اللہ، فنا فی اللہ، الحب للہ البغض للہ، الاعطاء للہ، صلاح وتقوی، رشد و فلاح، استغفار و اذکار، نوافل واوراد، سخاوت وایثار، دیانت وامانت، نیک بختی، خوش قسمتی کو جمع کریں، ان کا خمیر تیار کریں اور ان سب کو ملا کر صورتیں تشکیل دیں تو وہ صحابہ کرامؓ کی صورتیں ہوں گی۔ایسے تھے وہ صحابہ کرامؓ جن پر ہم ناز کرتے ہیں۔

اور جو خیر الخلق بعد الانبیاء بالتحقیق ہیں۔ یہ تھی اصحاب رسول کی سیرت، یہ تھا اصحاب رسول کا کردار، یہ تھا اصحاب رسول کا مقام و مرتبہ۔ یہ تھا اصحاب النبی کا منصب، یہ تھا اصحاب النبی کا مرتبہ، یہ تھے رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ صحابہ کی زندگی عملی نمونہ تھی۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

علماء دیوبند اور عشق رسول ﷺ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ بجمیع محامدہ والصلاۃ والسلام علی محمد نبیہ و رسولہ أما بعد!

عشق سے پیدا نوائے زندگی میں زیر و بم
عشق سے مٹی کی تصویروں میں سوز دمبدم
آدمی کے ریشے ریشے میں سما جاتا ہے عشق
شاخ گل میں جس طرح باد سحرگاہی کا نم

عشق رسول کی اہمیت:

صدر محترم حاضرین گرامی!

دولت ایمان اور عشق رسول دونوں لازم ملزوم ہیں، دعویٔ ایمان اور عشق رسول ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوسکتے، جس طرح ایمان زندگی کے ساتھ ہے عشق رسول بھی زندگی کے ساتھ ہے، جس طرح روح سے جسم کی زندگی ہے اسی طرح عشق رسول سے ایمان کی زندگی، ایمان کی برقراری اور ایمان کی

تروتازگی ہے، عشق رسول کے بغیر دعویٰ ایمان معتبر نہیں، بلکہ ایمان کامل کے لئے یہی شرط اولین ہے، جس نے یہ چیز پالی ایمان کا مزہ پا گیا ایمان کی حلاوت پا گیا ”لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین“ (بخاری باب الایمان) تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والدین، اس کی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

قابل مبارک باد ہیں وہ خوش نصیب جو عشق رسول کی آگ میں جلنا اپنی کامیابی اور اپنی معراج سمجھتے ہیں، محبت رسولؐ میں فنا ہو جانا زندگی کا ماحصل سمجھتے ہیں۔

جب عشق سکھاتا ہے آداب خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرار شہنشاہی
عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحرگاہی

حضرات صحابہ کا عشق:

صحابۂ کرامؓ کا عشق!

اس آگ میں سب سے پہلے صحابہ جلے اور ایسا جلے کہ بے نظیر بن گئے، اپنی مثال آپ بن گئے، محبت کے طور طریق کوئی ان سے سیکھے، عشق رسول کا

اندازہ کوئی صحابہ سے لے، نہ شور وشغف نہ دعوی نہ ایمان، نہ جلسہ نہ جلوس مگر عشق رسول کا حق ادا کر کے دکھا دیا زبانی جمع خرچ نہیں کیا عمل کر کے بتا دیا کہ عشق رسول اسے کہتے ہیں محبت ایسی ہوتی ہے۔

کیا لوگ تھے جو راہ وفا سے گزر گئے
جی چاہتا ہے نقش قدم چومتے چلیں

علماء دیوبند صحابہ کے نقش قدم پر:

پھر صحابہ کے نقش قدم چومتے ہوئے صحابۂ کرام کے نقش قدم کی پیروی کرتے ہوئے امت کا قافلہ آگے بڑھتا گیا اور وہ دور بھی آ گیا جسے علماء دیوبند کا دور کہتے ہیں وہ عہد زریں وہ مبارک دور جس نے اسلاف کی یاد تازہ کر دی قرون اولیٰ کے چلتے پھرتے جیتے جاگتے نمونے آنکھوں کے سامنے آگئے، نبی آخر الزماں ﷺ کی عشق و محبت کے جو واقعات اتباع سنت کی جو حکایات اوراق تاریخ کی زینت تھیں ان کے عملی مظاہرے دکھائی دینے لگے۔

حجۃ الاسلام مولانا قاسم نانوتویؒ:

یہ دیکھئے! سرخیل علماء دیوبند حجۃ الاسلام حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ سفر حج میں ہیں اور اب مدینہ منورہ کی زیارت کے لئے چل پڑے ہیں، وہ شہر جو اہل عشق کی منزل اور اہل محبت کا مرکز و ماویٰ ہے آنکھوں کا نور ہے دل کا سرور

ہے، قلب ونگاہ کے لئے وجہ سکون وطمانینت ہے۔

مدینہ منورہ آنے سے کئی میل پہلے ہی جہاں سے گنبد خضراء نظر آتا تھا پاؤں سے جوتے اتار دیئے، اور ننگے پاؤں چل پڑے راہ کے سخت پتھر اور نوکیلے سنگریزے چبھ رہے ہیں مگر یہ عاشق زار برہنہ پا چلا جارہا ہے، دیار محبوب میں جوتا پہن کر کیسے چلے، توہین محبت ہے، ایک عاشق صادق کو کیسے گوارہ ہوسکتا ہے، یہاں تو سر کے بل چلنا چاہئے، یہ تو جان ودل کا نذرانہ پیش کرنے کی جگہ ہے پاؤں چھل گئے تو کیا ہوا، عشق ومحبت کی روایت تو باقی رہی۔

گنبد خضراء جیسا کہ نام سے ظاہر ہے، سبز رنگ کا ہے اور ہندوستان میں بہت سے لوگ سبز رنگ کا ایک مخصوص جوتا ...... شوق سے پہنتے تھے، مگر حضرت نانوتویؒ نے کبھی نہ پہنا، کسی نے ہدیہ کیا تو بھی دوسرے کو دیدیا، کیونکہ گنبد خضراء سبز ہے، سبز جوتا کیسے پہنوں، یہ عشق رسول نہیں تھا تو اور کیا تھا۔

ذرا حضرت نانوتویؒ کے قصائد قاسمی کے پہلے قصیدہ کے یہ اشعار ملاحظہ کیجئے جس کے لفظ لفظ سے عقیدت ومحبت آشکارا ہے......

امیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ
کہ ہو سگان مدینہ میں میرا نام شمار
جیوں تو ساتھ سگان حرم کے تیرے پھروں
مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مور و مار

اڑا کے باد میری مشت خاک کو پسِ مرگ
کرے حضورؐ کے روضہ کے آس پاس نثار
ولے یہ رتبہ کہاں مشتِ خاک قاسمؔ کا
کہ جائے کوچۂ اطہر میں تیرے بن کے غبار

کس قدر اخلاص ومحبت ہے:

سبحانہ اللہ! کس قدر اخلاص و محبت ہے ایسا لگتا ہے کہ عشق رسولؐ میں غرق ہوکر دنیا اور مافیہا سے بے خبر ہو چکے ہیں، جنونِ محبت میں تن من کا ہوش نہیں، ۱۸۵۷ء سے جہاد آزادی میں شاملی کے میدان میں اکابر دیوبند حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ حافظ ضامن شہیدؒ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ہی کے شانہ بشانہ حضرت نانوتویؒ تھے، گرفتاری کا وارنٹ جاری ہوا اور گرفتار کنندگان کے لئے انگریزوں نے انعام بھی مقرر کیا بہت سے غدار اور ملت فروش تلاش وجستجو میں لگ گئے، حضرت نانوتویؒ پھر بھی ہر نتیجہ سے بے نیاز آزادانہ کھلے بندوں پھرتے رہے، ہمدردوں کی طرف سے جب شدید اصرار ہوا تو تین روز روپوش ہوکر باہر نکل آئے، لوگوں نے پھر روپوشی کی درخواست کی مگر تیار نہ ہوئے اور فرمایا تین دن ہی روپوش ہونا سنت سے ثابت ہے، حضورﷺ بھی ہجرت کے وقت غار ثور میں تین دن روپوش رہے تھے۔

قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ:

اکابر دیو بند میں دوسرا اہم نام قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کا آتا ہے، آپ کے پاس مدینہ کی کھجوریں آتیں تو اس طرح لیتے اور تقسیم کرتے جیسے نعمت غیر مترقبہ اور اثمار جنت ہاتھ آگئے ہوں کھجوروں کی گٹھلیاں نہ پھینکتے تھے اور نہ لوگوں کو پھینکنے دیتے تھے، چھالیاں کی طرح کٹوا کر استعمال کرتے اور استعمال کرنے کی تاکید کرتے، ان کپڑوں کو بڑی عقیدت واحترام سے لیتے جو بعض مخلصین مدینہ منورہ سے تبرکاً بھیجتے حالانکہ وہ غیر ملکوں بلکہ کافروں کے ہاتھ کے بنے ہوتے تھے مگر حضرت فرماتے کہ انہیں مدینہ کی ہوا لگ گئی اس لئے یہ بابرکت ہوگئے، حضرت گنگوہیؒ کے تبرکات میں حجرۂ مطہرۂ نبویہ کے غلاف کا ایک سبز ٹکڑا بھی تھا، جب اس کی زیارت کراتے تو کھول کر پہلے آنکھوں سے لگاتے، بوسہ دیتے، پھر حاضرین کے آنکھوں سے لگاتے، سر پر رکھتے، حجرۂ شریفہ کی خاک اگر مل جاتی تو سرمہ دانی میں رکھ کر سوتے وقت سرمہ کی طرح استعمال کرتے، عقیدت وشیفتگی کے اس طرح کے بکثرت واقعات ہیں جو عشق رسول میں مخمور ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

دیگر اکابر دیو بند:

اکابر دیو بند کی اس فہرست میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب

دیوبندیؒ، خاتم المحدثین حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ بھی ہیں، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ بھی ہیں، شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد صاحبؒ مدنی بھی ہیں، علامہ شبیر احمد عثمانی صاحبؒ بھی ہیں، اور ان کے علاوہ بھی ہزاروں افراد جو اکابر دیوبند ہی میں ہیں، دنیا کے چپہ چپہ میں پھیلے ہوئے ہیں، انہوں نے عشق رسولؐ محبت رسولؐ اور اتباع سنت کے وہ نقوش چھوڑے ہیں جنہیں رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا، اور بعد میں آنے والے انہیں نقوش قدم سے نشان راہ، نشان منزل پا رہے ہیں اور پاتے رہیں گے۔

سچا عاشق رسول وہی ہے:

سچا عاشق رسولؐ وہی ہے جو سنت رسولؐ کا پیرو ہو، سنت رسولؐ کا متبع ہو یہی اصل محبت ہے، یہی اصل عشق ہے، خود سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان حق سے فرمادیا:

"من احب سنتی فقد احبنی و من احبنی" جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی، اور جس نے مجھ سے محبت کی "کان معی فی الجنة" (ترمذی) وہ میرے ساتھ جنت میں رہے گا۔

خلاصہ کلام:

اکابر دیوبند کی تاریخ اتباع سنت کی تاریخ ہے سچے عاشقان رسول کی

تاریخ ہے، ایسے دیوانے ایسے متوالے جونام نامی اسم گرامی پر فدا ہو جاتے تھے، سنتیں ڈھونڈ کر عمل کرتے تھے، عشق رسولؐ جن کی گھٹی میں پڑا ہوا تھا، جن کا ضمیر ایسی مٹی سے بنا تھا جسے عشق رسول کے سرمست فضاؤں نے مہکا دیا تھا، چمکا دیا تھا، نورانی بنا کر زندہ جاوید بنا دیا تھا، جن کے طور طریق سے سنت آشکارا تھی، جن کی زندگیوں سے سنت نمایاں تھی جن کے چہرے عشق رسولؐ کی گواہی دیتے تھے، جن کی حرکات وسکنات سے محبت رسولؐ کی خوشبو آتی تھی............ ؎

یہ پرخلوص فضائیں کہاں ملیں گی حفیظؔ
اٹھا نہ اہل محبت کے درمیاں سے مجھے

و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

علماءِ دیو بند کا عشق رسول اور فتنۂ بریلویت

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على محمد وعلىٰ اٰله و صحبه أجمعين، أما بعد!

فتنوں کا محرک:

محترم حاضرین قابل صد احترام، بزرگو اور دوستو!

ہندوستان میں جہاں انگریزوں نے بہت بڑا فتنہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف پیدا کیا، ان میں سے کوئی قرآن کا سہارا لے کر قرآن کی حقانیت کو مٹانے کے درپے ہوا تو کسی نے حدیث کا سہارا لے کر حدیث کی صداقت ختم کرنے پر قلم اٹھایا، کسی نے اسلام سے جڑ کر اسلام پھیلانے والوں کو ہدف ملامت بنایا، کوئی جھوٹی محبت رسول کا دعویدار ہو کر شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی اصلی صورت بگاڑی۔

فتنۂ بریلویت:

ان تینوں میں سے ایک فتنہ فتنہ بریلویت ہے، اگر اس فتنے کو غور سے

دیکھیں تو......

اپنے اندر جھوٹی محبت اور عشق رسول ﷺ کا جھوٹا دعویٰ لئے ہوئے نظر آتا ہے۔

مسلمانوں کی وحدت تقسیم کرتا نظر آتا ہے۔

قرآن میں معنوی تحریف کرتا نظر آتا ہے۔

احادیث میں تاویلات ضالہ کرتا دیکھائی دیتا ہے۔

سنت کو مٹا کر بدعت کو رواج دیتا نظر آتا ہے۔

غیر اللہ کو سجدہ کرتا دیکھائی دیتا ہے۔

اپنی زہریلی زبان سے امت مسلمہ کو کافر کہتا نظر آتا ہے۔

مولوی احمد رضا خان بریلوی نے زبان......کھولی تو......

علماء وصلحاء کو کافر کہا

قلم اٹھایا تو......

قرآن میں معنوی تحریف کی۔

حدیثوں میں تاویل کی۔

بدعت کو رواج دیا۔

رسومات کو بڑھاوا دیا۔

جہاد کے خلاف فتوی دیا۔

انگریزوں کی حمایت کی۔

......اور مرزا غلام احمد قادیانی کے فتویٰ کی تائید کی۔

مولوی احمد رضا خان کا پہلا فتنہ:

حضرات سامعین!

ہندوستان کی تاریخ کے چند اوراق ہم آپ کے سامنے کھولتے ہیں......

آپ اسے بغور سنیں اور فیصلہ کریں کہ:

مولوی احمد رضا خان بریلوی اور اس کے ماننے والے صحیح معنوں میں عاشق رسول ؐ ہیں یا نہیں؟

اسلام اور مسلمانوں کی حمایت کرنے والے ہیں یا نہیں؟

مسلمانوں کی عزت بچانے والے ہیں یا نہیں؟

ہم ہندوستان کی تاریخ دیکھتے ہیں تو......

یہ بات صاف اور روز روشن کی طرح عیاں ملتی ہے کہ......

جب اسلام ہندوستان سے مٹایا جا رہا تھا۔

جب قرآن کے نسخے جلائے جا رہے تھے۔

جب حدیث کی تعلیم ختم کی جا رہی تھی۔

جب مسجدیں شہید کی جا رہی تھیں۔

جب مدرسوں پر بلڈزور چلایا جا رہا تھا۔

جب علماء کو سولی پر چڑھایا جارہا تھا۔

جب مجاہدین کو گولیوں کا نشانہ بنایا جارہا تھا۔

ایسے موقع پر ایک طرف نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والا انگریز کا نبی مرزا غلام احمد قادیانی انگریزوں کی حمایت میں جہاد کو منسوخ قرار دیتا ہے تو دوسری طرف احمد رضا بریلوی جہاد کے خلاف فتوی دیتا ہے، یہ بات ہم اپنی کتاب سے نہیں کہہ رہے ہیں، نہ اپنی طرف سے کہہ رہے ہیں...... بلکہ خود احمد رضا بریلوی کی کتاب ''اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام'' سے اور......فتاوی رضویہ جلد ۳ ص۲۴۷ سے کہہ رہے ہیں۔

ایک طرف مرزا قادیانی انگریزوں کی حمایت کرتا ہے تو...... دوسری جانب مولوی احمد رضا خان ہندوستان کو دارالاسلام قرار دیتا ہے...... ہم پوچھتے ہیں کہ......؟

جب مسجدیں شہید کی جارہی تھیں۔

جب مسجد کو اصطبل بنایا جارہا تھا۔

جب مدرسے ختم کیے جارہے تھے۔

جب قرآن کے نسخے جلائے جارہے تھے۔

جب علماء کو قتل کیا جارہا تھا۔

جب علماء کو سولی دی جارہی تھی۔

جب مجاہدین کو گولیوں کا نشانہ بنایا جارہا تھا۔

جب مسلمانوں کو غلام بنایا جارہا تھا۔

جب عورتوں کی عزت لوٹی جارہی تھی۔

ایسے موقع پر مولوی احمد رضا خان بریلوی کو ہندوستان کو دار الاسلام کہنے کا کیا حق ہوتا ہے؟ کیا معنی رکھتا ہے؟ سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ تمام چیزیں صرف اور صرف دشمن اسلام کی حمایت میں کی جارہی تھیں۔

مولوی احمد رضا خان کا دوسرا فتنہ:

مولوی احمد رضا خان بریلوی منظّم سازش کے تحت اکابر علماء دیوبند کی کتابیں تقویۃ الایمان، صراط مستقیم، حفظ الایمان، تحذیر الناس وغیرہ سامنے رکھتا ہے اور عبارتوں میں کاٹ چھانٹ شروع کرتا ہے، صحیح عبارت کو غلط انداز سے مرتب کرتا ہے اور کفریہ عبارت بناتا ہے اور رختِ سفر باندھ کر کفر کا فتوی حاصل کرنے کے لئے مکہ مکرمہ کا سفر کرتا ہے۔

تعجب ہے اور افسوس بھی ہے کہ......

لوگ مکہ گئے تو ایمان لائے۔

لوگ مکہ گئے تو قرآن لائے۔

لوگ مکہ گئے تو حدیث سیکھ کر آئے۔

لوگ مکہ گئے تو کعبہ کی زیارت کر کے آئے۔

لوگ مکہ گئے تو گناہوں سے پاک ہو کر آئے۔

لوگ مکہ گئے تو مرضیٔ خدا پر چلنے کا سبق لے کر آئے۔

لوگ مکہ گئے تو اتحاد و اتفاق سے رہنے کا سبق سیکھ کر آئے۔

لیکن افسوس ہے رضا خانیوں کے اعلیٰ حضرت پر کہ......

پاک اور مقدس سرزمین سے دھوکہ دے کر فریب دے کر کفر کا فتویٰ لائے۔

اتحاد و اتفاق ختم کرنے کا حربہ لائے۔

احمد رضا خاں بریلوی کی اس کارنامے کو دیکھ کر ایک شریف انسان کا کلیجہ دہل جاتا ہے کہ احمد رضا خاں اس مقدس سرزمین پر جہاں انسان احترام میں جھوٹ بولنا گوارا نہیں کرتا اور اسے گناہ عظیم سمجھتا ہے، وہاں سے اس نے علماء حرمین کو فریب دے کر، جھوٹ بول کر، دھوکا دے کر کفر کا فتوی حاصل کیا۔

مولوی احمد رضا خاں کی فتنہ انگیزی بالقصد تھی:

اگرچہ احمد رضا خاں بریلوی یہ بات بخوبی جانتا تھا کہ جس پر ہم کفر کا فتوی لگا رہے ہیں......

وہ ذات حضرت شاہ اسماعیل شہید دہلویؒ کی ہے جس کی قسم کھالے تو خدا اس قسم میں حانث نہ ہونے دے، احمد رضا خاں بریلوی جانتا تھا کہ وہ شخصیت مولانا قاسم نانوتویؒ کی ہے جس کا دل عشق رسولؐ سے لبریز تھا کہ جب مدینہ

پہونچے تھے تو احترام نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں جوتا اتار لیتے تھے کہ اس سرزمین پر جوتا پہن کر کیسے چلوں جہاں نبی ﷺ کے قدم مبارک پڑے ہوں۔ وہ جانتا تھا کہ جس پر ہم کفر کا فتویٰ لگا رہے ہیں وہ ذات حضرت گنگوہیؒ اور حضرت شیخ الہندؒ کی ہے جو نبی ﷺ کی محبت کے ساتھ مدینہ کی مٹی اور کھجور کی گٹھلیوں سے بھی محبت کرتے تھے اور آخری زندگی تک روضۂ اقدس کی خاک اور مدینہ کی گٹھلیوں کو سرمہ میں استعمال کرتے تھے۔

احمد رضا خان جانتا تھا:

احمد رضا خاں بریلوی جانتا تھا کہ جس پر کفر کی گولی داغی جارہی ہے وہ ہستی حضرت تھانویؒ کی ہے، انہوں نے پوری زندگی احیاء سنت اور بدعت ورسومات کی بیخ کنی کے لئے کتابوں پر کتابیں لکھ ڈالیں، وہ جانتا تھا کہ جس پر ہم کفر کا الزام لگا رہے ہیں، وہ محدث جلیل شیخ العرب والعجم حسین احمد مدنیؒ کی ذات ہے جس نے اٹھارہ سال ممبر رسولؐ پر درس حدیث دیا ہے، شریف انسان سوچنے پر مجبور ہے کہ آخر ان جیسے لوگوں پر احمد رضا خاں نے کفر کا فتوی کیوں دیا؟ آپ سوچئے تو ذرا سہی!

جو ناموس رسالت کی حفاظت کے لئے شہید ہوا ہو جس نے اسلام کی حقانیت کے لئے سینکڑوں مناظرے کئے ہوں جس نے تعلیمات اسلامیہ کو پھیلانے کے لئے ہزاروں شاگرد پیدا کئے ہوں۔ جو وطن عزیز کو آزادی دلانے

کے لئے اور مسلمانوں کو غلامی سے نجات دلانے کے لئے پیدا ہوا ہو، جس نے سنت نبوی کو گھر گھر پہونچانے کے لئے ہزاروں کتابیں لکھی ہوں......اس پر کفر کا فتوی کیوں اور کیسے لگایا جا سکتا ہے؟

انہوں نے انصاف سے کام نہیں لیا:

مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے کفر کا فتوی ان جلیل القدر ہستیوں پر یہ کہہ کر لگایا کہ یہ گستاخ رسولؐ ہیں، یہ وہابی ہیں، یہ نجدی ہیں، یہ وطن کے دشمن ہیں، اس سلسلے میں رضا خانیوں سے ہم سوال کرتے ہیں کہ ٹھیک ہے علماء دیوبند گستاخ رسولؐ تھے وطن کے دشمن تھے......لیکن یہ تو ذرا بتاؤ کہ......

اگر تمہارے اعلیٰ حضرت میں انصاف کی کوئی بات تھی اور مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق چاہتے تھے اور وطن کے وفادار تھے تو کفر کا فتوی لینے مکہ کیوں گئے، انصاف کی بات تو یہ تھی کہ سب سے پہلے جن عبارتوں سے اختلاف تھا اس کے متعلق حضرت تھانویؒ سے معلوم کرتے، کیونکہ حضرت تھانوی اس وقت تھانہ بھون میں موجود تھے۔ پھر معلوم کرنے کے بعد، تحقیق کرنے کے بعد، حل کرنے کے بعد اگر حضرت تھانویؒ وہی بات کہتے جو مولوی احمد رضا خاں سمجھتے تھے تو ہم آج بھی کہتے ہیں کہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی کو مکہ جانے کی ضرورت نہ تھی، بلکہ دار العلوم دیوبند آ کر ایسے عقیدہ رکھنے والوں کے لئے کفر کا فتوی لے لیتے لیکن......

انصاف اور دیانت کو بالائے طاق رکھ کر، اتحاد و اتفاق کا شیرازہ بکھیر کر

امت کی وحدت کی دیوار توڑ کر، اکابر دیو بند کی صحیح عبارت کو غلط ترتیب دے کر، اردو کو عربی بنا کر کفر کا فتوی مکہ سے لایا۔

ایک بات آپ کو بتاتا چلوں تا کہ آپ کا ذہن صاف ہو جائے اور مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے لگائے گئے الزامات کا پردہ چاک ہو جائے، وہ یہ ہے کہ

علماء دیو بند کا عقیدہ اور اختتام کلام:

علماء دیو بند کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا عقیدہ ہے؟

حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو کوئی توہین کرے، خواہ قولاً ہو یا فعلاً، اشارۃً ہو یا کنایۃً، تقریراً ہو یا تحریراً خواہ کسی بھی اعتبار سے ہو ہم ایسے شخص کو ملعون و مردود اور اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔

آگے فرماتے ہیں ...... یہیں تک نہیں بلکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس سواری پر سوار ہوئے ہوں اور اس سواری کے ٹاپ سے جو غبار اڑا۔ اس کی بھی اگر کسی نے توہین کی تو وہ بھی مردود و ملعون ہے۔ یہی عقیدہ تمام علمائے دیو بند کا ہے، یہی عقیدہ تمام فرزندان دار العلوم کا ہے، آج بھی ہے، کل بھی رہے گا، تا قیامت رہے گا۔

اب میں ان ہی چند باتوں پر اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو سوچنے اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین ثم آمین)

دین احمدؐ سے عداوت ہو تو ایمان کیسا؟

کفر جو کعبہ سے لایا وہ مسلماں کیسا؟

و ما علینا الا البلاغ

دینی مدارس مسلمانوں کی ضرورت

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على خاتم النبيين محمد و علىٰ اٰله و صحبه أجمعين، أما بعد!

صدر محترم وحاضرین جلسہ!

دور جدید میں ترقی کا معیار:

میری تقریر کا عنوان ہے: ''دینی مدارس مسلمانوں کی ضرورت'' عصر حاضر کیا ہے؟ عصر حاضر کو سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور کہا جاتا ہے۔ یہ عروج وترقی کا دور ہے، کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کا دور ہے، انرجی کا دور ہے، دنیا سمٹ کر ایک گاؤں، ایک خاندان ایک گھر بن گئی ہے، دنیا کے کسی گوشے میں کوئی واقعہ پیش آتا ہے، آناً فاناً دوسرے گوشے میں خبر پہنچ جاتی ہے۔ ہر میدان میں ترقی کی رفتار عام انسانی تصور سے بڑھ کر ہے، پہلے ترقی سست رفتاری اور آہستہ خرامی سے آتی تھی، اب برق رفتاری سے آتی ہے، پہلے بیل گاڑیوں، ہاتھیوں، اونٹوں اور گھوڑوں کا زمانہ تھا، اب ریل گاڑی کا زمانہ ہے، ترقی ریل گاڑی کی رفتار سے

آتی ہے، ہوائی جہاز کا زمانہ ہے، ترقی ہوائی جہاز کی رفتار سے آتی ہے۔

آج کی یہ ترقی، آج کا یہ عروج انگریزوں کی دین ہے۔ مغربی ممالک کے طفیل میں ہے، دوسرے لوگ اور دوسرے ممالک ان ہی کے خوشہ چیں اور حاشیہ بردار ہیں، ترقی کے دور میں انہی کے تابعدار اور محکوم ہیں، اس تابعداری اور محکومی نے اکثر لوگوں اور اکثر ممالک کو ان کا ذہنی غلام بنادیا ہے، مرعوبیت کی آخری حد تک پہونچادیا ہے وہ انگریزوں کے لباس، زبان وتہذیب کو ترقی سمجھتے ہیں، مغربی ممالک کی ریس کو کامیابی سمجھتے ہیں، ان کے نزدیک وہ نظریات وخیالات ترقی کی علامت ہیں، جو مغربی ممالک سے درآمد ہوں جن کا سرچشمہ مغربی ممالک، مغربی تمدن، مغربی دانشور ہوں، ان کے نزدیک وہی خیال، وہی رائے معتبر ہے جسے مغربی ممالک کی سند توثیق حاصل ہو، وہی بات قابل قبول ہے جسے ان کے آقاؤں اور سرپرستوں نے قبول کرلیا ہو، اور جنہیں انہوں نے رد کردیا ہو وہ دقیانوسیت اور فرسودگی کی علامت ہیں۔

یہ ہے ذہنی غلامی کی انتہا انگریز چلے گئے لیکن ان کی چھاپ نہیں گئی، ان کی تہذیب نہیں گئی، ان کے خیالات نہیں گئے......

خوش تو ہم بھی ہیں جوانوں کی ترقی سے مگر
لب خنداں سے نکل جاتی ہے فریاد بھی ساتھ
ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

گھر میں پرویز کے شیریں تو ہوئی جلوہ نما
لیے کے آتی ہے مگر تیشۂ فرہاد بھی ساتھ

ذہنی غلامی اور اس کے اثرات:

محترم حضرات!

آپ نے آج تک یہ سوال نہ سنا ہوگا کہ موجودہ کالجوں اور یونیورسٹیوں کی کیا ضرورت ہے؟ اسکولوں کا کیا فائدہ ہے؟ مگر یہ سوال بار بار سنا ہوگا کہ مدرسوں کی کیا ضرورت ہے؟ مدرسوں سے کیا فائدہ ہے وجہ کیا ہے؟

وجہ صرف یہ ہے کہ کالج، یونیورسٹیاں، اور اسکول انگریزوں کے نظریات وخیالات سے میل کھاتے ہیں، ان کی زبان وکلچر ان کی تہذیب وتمدن کے فروغ کا ذریعہ ہے، بھلا ان کے بارے میں یہ سوال کیسے ہوسکتا ہے؟ جو سوال کرے گا وہ عقل سے کورا، علم سے بے بہرا مانا جائے گا، لیکن مدرسوں اور دینی درسگاہوں کے بارے میں یہی سوالات اٹھانے والا دانشور کہلائے گا۔

تعلیم کی دونوں جگہیں ہیں، علم دونوں جگہ سکھایا جاتا ہے، پھر ایک کے بارے میں ضرورت وافادیت کا سوال، دوسرے کے بارے میں خاموشی اغماض اور چشم پوشی ایسا کیوں ہے؟

یہ مدارس درسِ انسانیت کے مراکز ہیں:

اصل معاملہ اسی ذہنی غلامی اور مرعوبیت کا ہے جو انگریزوں کی، مغربی

ممالک کی طاری ہو چکی ہے ذہنوں پر حاوی ہوگئی ہے، حقیقت یہ ہے کہ مدارس کی ضرورت و افادیت کالجوں اور یونیورسٹیوں سے بڑھکر ہے، مدرسے روح کی پیاس بجھاتے ہیں، مادیت کے عفریت کو کنٹرول کرتے ہیں، روحانیت کی فضاء قائم کر کے انسانوں کو واقعی انسان، آدمی کو واقعی آدمی بناتے ہیں، ایثار و خودداری کا پیکر بناتے ہیں، اخروی نفع وضرر کے سامنے دنیاوی نفع وضرر سے بے نیاز کر دیتے ہیں، وہ حال وقال سے یہ درس جنوں دیتے اور لیتے نظر آتے ہیں کہ...... ؎

اس نفع وضرر کی دنیا سے یہ میں نے لیا ہے درس جنوں
اپنا تو زیاں منظور، مگر اوروں کا زیاں منظور نہیں

مدرسوں میں کون آتے ہیں؟

جنہیں یہ درس جنوں لینا ہوتا ہے وہ مدرسوں میں آتے ہیں، دینی درسگاہوں کا رخ کرتے ہیں، کیا یہ درس، انسانوں کی ضرورت نہیں؟ کیا اس کی افادیت میں کلام ہوسکتا ہے؟

آج کا دور اگر ترقی کا دور ہے تو فتنوں کا بھی دور ہے، جس رفتار سے ترقی آرہی ہے، اسی رفتار سے فتنے آرہے ہیں، اسی رفتار سے گمراہیاں پیدا ہورہی ہیں، مادیت، الحاد، قوم پرستی، وحدت ادیان، کمیونزم، اور بہت سے باطل افکار ونظریات، خارجی و داخلی فتنے، مدرسے انہیں فتنوں اور گمراہیوں کا علاج ہیں، ہوا کے رخ پر چلنا مدرسوں نے نہیں سکھایا، وہ اس کے قائل نہیں کہ...... ؎

چلو تم اُدھر کو ہوا ہو جدھر کی

اہل مدارس ہوا کا رُخ بدل دیتے ہیں:

وہ ہواؤں کے رخ پر نہیں چلتے، بلکہ ہواؤں کا رخ بدل دیتے ہیں، ہواؤں سے پنجہ آزمائی کرتے ہیں، ان کا رخ، ان کا سمت سفر بار بار بدلتا نہیں، ان کا رخ اور ان کا سمت سفر بس ایک ہے، وہی جدھر کعبہ ہے، وہی جدھر طیبہ ہے، وہی جدھر اللہ ہے، وہی جدھر اللہ کا رسولؐ ہے، ان کا شجرۂ نسب پیرس ولندن سے نہیں ملتا، روس وامریکہ سے نہیں ملتا، فرانس واٹلی، چین وجاپان سے نہیں ملتا، مدینۃ الرسولؐ کے صفۂ نبویؐ سے ملتا ہے۔

جن درسگاہوں کا شجرۂ نسب صفۂ نبوی سے نہ ملے:

بزرگو اور دوستو!

مجھے کہنے دیجئے کہ جس مسجد کا شجرۂ نسب کعبۃ اللہ سے نہ ملے، مسجد نبویؐ سے نہ ملے، وہ مسجد ضرار ہے، اسی طرح جن درسگاہوں، جن تعلیم گاہوں کا شجرۂ نسب صفۂ نبویؐ سے نہ ملے، وہ تعلیم گاہ نہیں، وہ انسانیت کے لئے زہر قاتل ہیں، وہ انسانیت کی قتل گاہ ہیں، درس انسانیت تو درسگاہ نبوت سے ملے گا، یا پھر ان درسگاہوں سے جنہوں نے اپنا رشتہ درسگاہ نبوتؐ سے جوڑا ہے، اس رشتہ کے بغیر کالج، یونیورسٹیاں اور اسکول شاندار عمارتوں اور بلڈنگوں کے باوجود افادیت سے خالی ہیں، یہ رشتہ جدھر اور جتنا مستحکم ومضبوط ہوگا اس کی ضرورت اور افادیت

بھی اتنی ہی اہم اور عظیم الشان ہوگی، اور ظاہر ہے کہ رشتے کی پوری مضبوطی تو دینی مدارس میں ہی جلوہ گر نظر آتی ہے، آج کے اکثر کالج اور یونیورسٹیاں اس رشتے سے محروم ہیں..........؀

مجھ کو معلوم ہیں پیرانِ حرم کے انداز
ہو نہ اخلاص تو دعوائے نظر لاف و گزاف
اور یہ اہل کلیسا کا نظام تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف

مسلمانوں کی دینی زندگی مدارس سے وابستہ:

دنیا کو اگر جفاکشوں کی تلاش ہے تو مدرسوں میں ملیں گے، دنیا کو اگر ایثار وقربانی کے پیکر چاہئے تو مدرسوں میں ملیں گے، دنیا اگر قناعت پسندوں روکھی سوکھی پر صبر کرنے والوں، عہدہ و منصب کے حرص سے دور، دنیاوی اقتدار ومراتب سے لاپرواہ، بوریہ نشینوں مگر پوری جانفشانی وتندہی سے اپنا کام کئے جانے والی؟ دیکھنا چاہتی ہے، تو مدرسوں میں ملیں گے، نہ کبھی کوئی احتجاج نہ جلسہ نہ جلوس نہ اپنے حق کی کوئی لڑائی، نہ اپنے حق کا کوئی مطالبہ، ان کا سارا مطالبہ اللہ سے ہے، ان کا سارا معاملہ احکم الحاکمین سے ہے، وہ اس پر خوش ہیں کہ مولیٰ راضی ہوجائے، اس کی خوشنودی حاصل ہوجائے، باقی ساری دنیا خوش ہو یا ناراض۔

انسانیت کے یہ اعلیٰ پیکر، یہ عظیم المرتبت افراد مدارس میں ہی پیدا

ہوتے ہیں، مدارس ہی میں پروان چڑھتے ہیں مدارس کی فضاؤں میں ہی سانس لیتے ہیں، خواہ وہ اساتذہ کی شکل میں ہوں یا طالبان علوم نبوت کی شکل میں۔

مدارس کا وجود مسلمانوں کی زندگی کی علامت ہے:

مسلمانوں کے لئے مدارس کا وجود ان کی زندگی کی علامت ہے، مسلمانوں کی شہ رگ میں دوڑنے والا خون مدارس سے فراہم ہوتا ہے مسلمانوں کی دینی زندگی مدارس سے وابستہ ہے، مدرسے نہ ہوں تو مسجدوں میں اذان دینے والا، نماز پڑھانے والا نہ ملے گا، نکاح پڑھانے والا، نماز جنازہ پڑھانے والا نہ ملے گا، مدرسے نہیں ہوتے تو اسپین کی مثالیں سامنے آتیں، روس جیسے حالات پیش آتے، چین اور یوگوسلاویہ کے نمونے دکھائی دیتے، مسلمان مٹا دیئے جاتے، ان کا تشخص برباد کر دیا جاتا، مسجدیں ویران ہوجاتی، قرآن پڑھنے، پڑھانے والے نابود کر دیئے جاتے، زندگی کا شعور اور زندگی کا احساس تو مدارس اسلامیہ کی ہی دین ہے، فرمان باری تعالیٰ: "**انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون**" (پ۱۴ع۱ آیت ۹ سورہ حجر) کا مظہر اتم اور اسلام وایمان کی بقاء و استحکام کا ذریعہ صرف اور صرف مدارس اسلامیہ ہیں۔

مدارس اسلامیہ اسلام کے قلعے ہیں:

زمانے کے ابوجہل وابولہب نئے ہتھیاروں سے مسلح ہوکر اسلام پر حملہ

کررہے ہیں، نئے نئے روپ، نئے نئے ڈھنگ سے یلغار پر یلغار کررہے ہیں، اسلام وایمان کے یہ چور، یہ ڈاکو، یہ غاصب، یہ لٹیرے ان کا مقابلہ کون کرتا ہے؟ اسلام و ایمان کی حفاظت و صیانت کا فریضہ کون انجام دیتا ہے؟ مدرسہ والے، مدرسوں میں جینے والے، مدرسوں کے تعلیم یافتہ اورتربیت دادہ اشخاص وافراد۔ یہ مدارس صرف تعلیم گاہ نہیں، اسلام و ایمان کے قلعے ہیں، ان کی چہار دیواری میں ایمان کی بادِ بہاری چلتی ہے،ان کی ٹھنڈی چھاؤں میں زندگی کے تپتے صحرا میں جھلسے ہوئے لوگ راحت و آرام اور چین وسکون کی دولت پاتے ہیں، ان کے بام و در، ان کے صحن و سائبان، متلاشیانِ حق، متلاشیانِ درسِ وفا اور متلاشیانِ صدق وصفا کے لئے چشمۂ آبِ حیات ثابت ہوتے ہیں۔

یہ غازی یہ تیرے پُر اسرار بندے
جنہیں تونے بخشا ہے ذوقِ خدائی
دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے کرتی ہے بے گانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

مدارس دینیہ کی ضرورت

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله و کفی و سلام علی عباده الذین اصطفیٰ اما بعد، قال الله تعالیٰ اعوذ بالله من الشیطان الرجیم ، بسم الله الرحمن الرحیم.

قل ھل یستوی الذین یعلمون و الذین لایعلمون (پ۲۳، سورہ زمر ع ۱۵ آیت ۹)

جناب صدر، سامعین کرام، حاضرین جلسہ!

یہ مدرسے کیا ہیں؟

سب سے پہلے میں خداوند قدوس کا ہزار بار شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے اس قابل بنایا کہ اس عظیم موقع پر آپ حضرات سے گفتگو کرسکوں اپنے دلی جذبات اور قلبی احساسات آپ تک پہنچا سکوں، اس پروگرام کے موقع پر جو مسلمانوں کا ترجمان اور پوری ملت اسلامیہ کی نمائندگی کرتا ہے اس سنہرے موقع سے فائدہ اٹھاسکوں، اوران مدارس اسلامیہ کی ضرورت وافادیت کو پیش کرسکوں۔

یہ مدارس امت اسلامیہ کے دھڑکتے دل ہیں:

حضرات!

یہ مدارس جو اس وقت آپ کے سامنے ہیں، بہت سے جھونپڑوں چھپروں کی شکل میں کوئی قلعہ کی شکل میں کوئی بہترین وشاندار عمارتوں کی شکل میں دراصل یہ سب کے سب اسلام کے مضبوط قلعے ہیں، یہ امت اسلامیہ کے دھڑکتے دل ہیں، یہ اخلاق وایمان اور اخلاص وروحانیت کے سرچشمے ہیں، یہاں مردہ دلوں کو زندگی ملتی ہے، اخوت و ہمدردی، مساوات ورواداری کی تخم ریزی کی جاتی ہے، ان کے عقائد وافکار صحیح ہوتے ہیں، ان میں فکر آخرت پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، آنے والی زندگی کے لئے اسے ٹریننگ دی جاتی ہے۔

دنیاوی ترقی کے باوجود:

دوستو!

بہت سے حضرات اسے حقیقت سمجھتے ہیں کہ دنیا بہت ترقی کرگئی، اس میں بہت سی چیزوں کی ایجاد ہوگئی، اور اس بات کی کوشش ہورہی ہے کہ چاند سورج اور ستاروں کو اپنے قبضہ میں کرلیا جائے، ان سائنسی ایجادات نے بہت سی چیزوں کا انکار کردیا ہے، لیکن آپ سوچ کر اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر خدارا مجھے

بتائیے کہ کوئی سائنس داں آج تک اپنی سانس کی رفتار پر "فلا یستاخرون ساعة ولا یستقدمون" کے خلاف کوئی حل نکال سکا، دنیا میں بہت ترقی کرنے کے باوجود "بأی أرض تموت" کا پتہ لگا سکے، چاند وسورج اور ستاروں کو اپنے قبضہ میں کرنے کی کوشش کرنے والے "ماذا تکسب غدا" پر قابو پاسکے، دنیا میں طرح طرح کے انکشافات کرنے والے "ما فی الارحام" کی حقیقت پر مطلع ہوسکے، بہت ساری چیزوں کا انکار کرنے والے "کل نفس ذائقة الموت" پر انگلی رکھ سکے، ان سب کا جواب یقیناً آپ ہی دیں گے، کیونکہ یہ کام آج تک کسی سے نہ ہوا، اور نہ قیامت تک ہوسکتا ہے، تو جب ہمیں ان کا یقین ہے کہ مرنا ضرور ہے، حساب و کتاب بھی ہونا ہے، جس نے پیدا کیا وہ زندگی کے بارے میں اور نعمتوں کے بارے میں سوال کرے گا ان سوالات کے جوابات میرے دوستو مال و دولت بہترین دنیوی کالج اور بڑی بڑی یونیورسٹیاں نہیں دے سکتیں، ماہرین قانون بڑے بڑے سائنسداں اس کے جوابات سے قاصر ہیں، یہ جوابات اگر مل سکتے ہیں تو انہیں مدارس و مکاتب سے یہ سبق اگر حاصل ہوسکتا ہے انہیں بوریہ پر بیٹھنے والے علماء کرام سے اس ابدی زندگی میں درستگی ہوسکتی ہے، تو انہی خرقہ پوشوں اور ذکر اللہ میں مشغول رہنے والے حضرات سے، صحیح ہے...... ؎

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضاء لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

ملک کے بڑھتے ہوئے فتنے:

حاضرین کرام!

آج کل کا دور ترقی یافتہ دور کہا جاتا ہے، جس میں عیش و آرام کے سامان کی بہتات ہے لیکن اس ترقی یافتہ دور میں انسانیت اپنی حالت زار پر سسکیاں لے رہی ہے، جس کا کوئی حل نہیں، پوری دنیا حالت بد سے ماتم کدہ بنی ہوئی ہے، کوئی ماتم پرسی کرنے والا نہیں، چوری، ڈکیتی، چھینا جھپٹی عام ہے، جس کے بند ہونے کی کوئی امید نہیں، قتل و غارت گری کی آگ ہر طرف بھڑک رہی ہے، جس کے بجھانے کے لئے پانی نہیں، شراب نوشی، زنا کاری برملا، جس کو کوئی روکنے والا نہیں، رشوت وسود تو اپنے بازو کی متبرک کمائی سمجھتے ہیں جس کی نحوست دل و دماغ سے مس بھی نہیں کرتی، حیوانیت و عریانیت کو زندگی کا عین مقصد سمجھ رہی ہے، ہائے رے ترقی یافتہ دور پوری انسانیت بلک بلک کر چیخ رہی، ترقی یافتہ دور کو آواز دے رہی ہے، ترقیاتی وسائنسی، لوگ اس آواز پر اور اس کے حال پر ”صم بکم عمی فهم لایعقلون“ کا مصداق بنے ہوئے ہیں، صفات قبیحہ اس طرح ترقی پا رہی ہے کہ زمانہ جاہلیت کا عکس سامنے آنے لگا، افسوس صد افسوس کہ جس جگہ سے اور جس راستے سے خیر کی توقعات تھیں وہ راستے بھی بند کئے جانے کی بھرپور کوشش کی جانے لگی، غیروں کی طرف سے ان جگہوں کو دہشت گردی کی جگہ گردانا جانے لگا، باغیوں کا اڈا شمار کیا جانے لگا۔

ان مدارس سے کیا ملتا ہے؟

اپنوں کی طرف سے یہ کہہ کر فضول کہا جانے لگا کہ ان مدارس سے کیا ملتا ہے، ان سے نوکری نہیں ملتی، ان سے ڈگریاں نہیں ملتی، یہاں کے افراد قوم کے اوپر بار ہیں، ان میں شعور و بیداری نہیں آتی یہ ٹکنیکل لائن میں، آگے نہیں بڑھتے، ان حضرات سے میں صرف اتنا عرض کرتا ہوں کہ روزی روٹی کا مسئلہ کوئی اہم مسئلہ نہیں ہے، وعدہ خداوند قدوس نے ہم سے کیا ہے "و ما من دابة فی الارض الا علی الله رزقها" اور سنو اے دہشت گرد کہنے والو! ذرا اپنی دل کی آنکھ سے تعصب کے پردہ کو ہٹا کر اور سچے دل سے سوچ کر یہ فیصلہ کرو کہ جو آزادی کی سانس تم ہندوستان میں لے رہے ہو، یہ کس کی دین ہے، انگریز کی گولیاں کس نے کھائیں، ان کے خلاف جنگ کا فتوی کس نے دیا، پھانسی کے پھندے کس کے گلے میں پڑے، مالٹا جیل کا قیدی کون بنا تختہ دار پر کون چڑھا؟ اس وطن کے لئے اپنا خون پانی کی طرح کس نے بہایا، بوریوں میں بھر کر اوپر سے گولیوں کی بارش کن پر ہوئی؟ یہ حقیقت ڈھکی چھپی نہیں ہے، اور نہ یہ گرد آلود ہوسکتی ہے، وہ مدارس اسلامیہ ہی کے بہادر تھے جنہوں نے اپنا سب کچھ قربان کر کے غلامی کے طوق کو تمہاری گردن سے نکال پھینکا، اور آزادی کا سنہرا ہار تمہاری گردن میں پہنایا، پھر بھی ہمیں دہشت گرد

کہتے ہو۔افسوس کہ...... ؎

پڑا جب وقت گلستاں کو خوں ہم نے
بہار آئی تو کہتے ہو دہشت گرد تم ہی ہو

انسداد فتنہ کا علاج ان مدارس کے پاس ہے:

میرے عزیز دوستو!

ان مدارس اسلامیہ کی افادیت کو آج بتانا پڑتا ہے، حالانکہ اس کی افادیت وضرورت چاندوسورج سے کہیں زیادہ روشن ہے، آپ تاریخ کے اوراق کھولیں تو پتہ چلے گا کہ ان مدارس اسلامیہ کا سلسلہ تعلق اس مکتب نبویہ سے ہے جس نے زمانۂ جاہلیت کے درندہ صفت انسانوں کو تعلیم دی تو فرشتے رشک کرنے لگے، اور دل میں ایسی اُخوت و ہمدردی پیدا کیا کہ پیاس سے جان دینا گوارہ کیا لیکن اپنے پیاسے بھائی سے پہلے پانی پینا گوارہ نہیں کیا، امن وامان کا ایسا سبق ملا کہ بڑھیا اپنے سامان کے ساتھ صفا سے حضرموت تک چلی جاتی ہے، کوئی تعرض کرنے والا نہ رہا، قتل وغارت گری دنیا سے ختم ہوگئی، برائی دنیا سے ختم ہوگئی، دنیا کے اندر امن وامان پیدا ہوگیا، ان ساری خوبیوں کے تنہا مالک یہی مدارس اسلامیہ ہیں، اور جہاں ہرقسم کی خرابیوں کی اصلاح ہوسکتی ہے وہ یہی مدارس ہیں، دنیا کے سارے عیش وآرام کے باوجود دل اگر مضطر ہے تو ہم "اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب" (پ۱۳ سورہ رعد ع۲ آیت ۲۸) کا درس دیں گے، اگر آپ انسداد قتل

وغارت گری چاہتے ہیں تو"کَتَبۡنَا عَلَیۡهِمۡ فِیۡهَا اَنَّ النَّفۡسَ بِالنفس" (پ٦ سورہ مائدہ ع١١ آیت٤٥) کی تعلیم دیں گے، اگر آپ سود کی حقیقت کو سمجھنا چاہتے ہیں تو ہم"یمحق الله الربوا و یربی الصدقات" (پ٣ سورہ بقرہ ع٦ آیت٢٧٦) کو پیش کریں گے اگر زنا کو نا پید کرنا چاہتے ہیں تو ہم "اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیۡ فَاجۡلِدُوۡ کُلَّ وَاحِدٍ مِنۡهُمَا مِاۃَ جَلۡدَۃٍ" (پ١٨ سورہ نور ع٧ آیت٣) کا حکم سامنے لائیں گے، اگر آپ چوری کو ختم کرنا چاہتے ہیں تو مدارس اسلامیہ"اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقۡطَعُوا اَیۡدِیَهُمَا"(پ٦ سورہ مائدہ ع١٠ آیت٣٨و٣٩) کا حکم سنائیں گے، اگر آپ جوا وشراب کے مطلب کو سمجھنا چاہتے ہیں تو ہم"اِنَّمَا الۡخَمۡرُ وَالۡمَیۡسَر وَالۡاَنۡصَابُ وَالۡاَزۡلَامُ رِجۡسٌ مِنۡ عَمَلِ الشَّیۡطَانِ" (پ٧ سورہ المائدہ ع١/آیت٩٠) اور"اثمهما اکبر"الخ پیش کریں گے، اگر آپس میں جھگڑنے والوں کے بارے میں قدم اٹھانا چاہتے ہیں تو ہم......"اِنَّمَا الۡمُوۡمِنُوۡنَ اِخۡوَۃٌ فَاَصۡلِحُوا بَیۡنَ اَخَوَیۡکُمۡ" (٢٦/سورہ حجرات ع١ آیت١٠) کی تلقین کریں گے۔

خلاصۂ کلام:

حاصل یہ کہ آپ دنیا کے جن مسائل سے بھی دوچار ہوں، ان سب کا آسان اور اچھے اسلوب میں جواب بس یہی مدارس ہی دے سکتے ہیں، اور بھلا کیوں نہ دیں آخر یہی تو وہ جگہ ہے جس کا تعلق صفۂ مقدسہ سے جا کر ملتا ہے، اور

یہی علم ہے جس کی سند بزرگان دین، ائمۂ مجتہدین، تبع تابعین وصحابہؓ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہے، اور وہاں سے بالواسطہ یا بلا واسطہ اس رب کریم تک پہنچتی ہے جو ساری کائنات کا خالق و مالک ہے۔

یاد رکھو! جو مدارس اسلامیہ سے جڑے گا وہ علم کے واسطے اور پاک کلام کے واسطے سے خدا تک پہونچے گا، قابل رشک ہیں وہ لوگ جن کا مال مدارس پر صرف ہو رہا ہے، قابل رشک ہیں وہ لوگ جن کی زمینوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی علم کی اشاعت کے لئے شرف قبولیت بخشا ہے، متبرک ہیں وہ لوگ جن کا جانی و مالی تعاون اللہ تعالیٰ نے مدارس اسلامیہ میں قبول فرمایا ہے۔

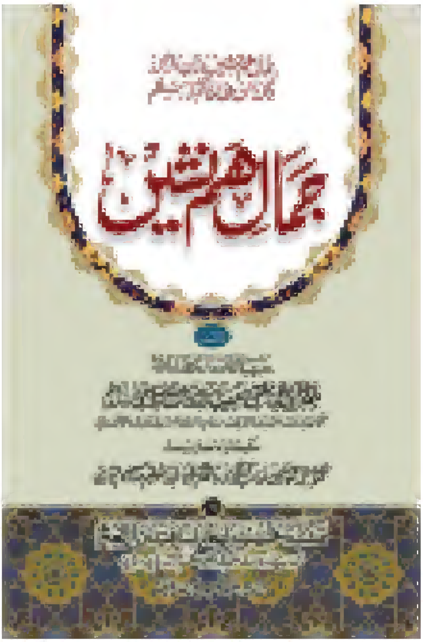

مدارس اسلامیہ کا ماضی اور حال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ

اما بعد!

اسلام کے خلاف متحدہ محاذ آرائی:

صدر محترم! اسٹیج کی زینت بنی گرانقدر شخصیات اور عزیز طلباء!

یہ ناچیز کی خوش نصیبی اور سعادت ہے کہ آج خدائے بزرگ و برتر نے اپنے مشفق استاذ الاساتذہ حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی دامت برکاتہم کی زیر سرپرستی منعقد ہونے والے مسابقۂ خطابت کے شاندار پروگرام میں لب کشائی کا موقع دیا، آج میری تقریر کا عنوان ہے "مدارس اسلامیہ کا ماضی اور حال"۔

حضرات گرامی!

آج پوری دنیا کی نگاہیں مذہب اسلام پر لگی ہیں، سپر پاور ممالک کے زہریلے میزائل اسلام کا قلع قمع کرنے کے لئے نشانہ لگائے ہوئے ہیں، امریکہ ہو چاہے لیبیا، برطانیہ ہو چاہے فرانس، اسرائیل ہو چاہے جرمن، سبھی طاقتیں اسلام

کے خلاف شازشیں کر کے انسانی ذہن و دماغ میں مغربی تہذیب وثقافت کا زہر گھولنا چاہتی ہیں، آپ بیرون ملک کو چھوڑ دیجئے خود آپ کے ملک ہی میں ایسی تنظیمیں پھول پھل رہی ہیں جس کا مشن جس کے بنیادی اور اساسی قوانین ہی اسلام اور مسلمانوں کو مٹانا ہے، مسلمانوں کو دینی اور اسلامی تہذیب وثقافت سے دور رکھنا ہے، سرکاری کالجوں اور پرائمری ودیالوں میں اسلامی تہذیب وتمدن کو داغدار کرنے والا نصاب لاگو کیا جارہا ہے، اسلامی تاریخ اور مسلمانوں کے ناقابل فراموش کارناموں کو مسخ کر کے پیش کیا جارہا ہے، اس کا منشاء اور مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ امت کے نونہالوں اور ملت کے جیالوں کے ذہن و دماغ میں اسلام دشمنی کا زہر گھول دیا جائے، پورے ہندوستان کے مسلمانوں میں اضطراب و بے چینی کی فضا پیدا کر کے ان کی اقتصادی سماجی اور معاشرتی زندگی کو مفلوج کر دیا جائے، ان کی ملی تشخص کو پاش پاش کر دیا جائے، اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم مادی اور حسی مفاد کی طرف دوڑ رہے ہیں، ہمیں ظاہری مفاد دنیاوی جاہ وحشم پیارے ہیں، معاشی اور ذاتی فائدوں کے پیچھے بھاگ رہے ہیں، ہم نے شریعت کو حاکم نہیں بنایا، ہم نے اپنی خواہشات کو اپنے مفادات کو اپنا حاکم بنالیا ہے۔

مزید مدارس کے قیام کی ضرورت ہے:

حضرات گرامی!

اس مادی حسی دور میں مسلمانوں کی سیرت سازی کی ضرورت ہے، جس

کے لئے ضروری ہے کہ جگہ جگہ مدارس ومکاتب کی بنیاد ڈالی جائے، کیونکہ تاریخ گواہ ہے کہ مدارس دینیہ نے اسلامی تہذیب وثقافت کے تحفظ و بقاء کے سلسلہ میں جو گرانقدر خدمات انجام دی ہیں، وہ ہماری علمی تمدنی تاریخ کا ایک زریں باب ہیں، یہ انہیں تعلیم گاہوں کا فیض ہے کہ اس گئے گزرے دور میں بھی دیگر اسلامی ملکوں کے مقابلہ میں ہندوستان کے اندر اسلامی اقدار، روایات کی جڑیں زیادہ گہری اور مضبوط ہیں، انہی اسلامی درسگاہوں نے ملت کی علمی، فکری روحانی اور معاشرتی تعمیر کا فریضہ انجام دیا ہے، یہی مدارس ہیں جن کے ذریعہ ملت کی رگوں میں ایمان ویقین، عزم وحوصلہ اور جرأت وشجاعت کی حرارت دوڑ رہی ہے، ہمارے ان مدرسوں کی حیثیت انسانی فکٹریوں اور مردم ساز کارخانوں کی ہے، یہاں سے ایسے ایسے رضا کار بن سنور کر نکلتے ہیں جن کے علمی رسوخ کردار کی پاکیزگی واخلاق کی بلندی اور ایثار واخلاص پر ملت کو بجا طور پر فخر ہے، بہت دور جانے کی ضرورت نہیں اسی صدی کے نصف اول کے علماء کرام پر ایک نظر ڈال لیجئے، حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ، حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا انور شاہ کشمیری وغیرہ علماء کرام کی ایک بڑی طویل فہرست ہے جن کی علمی دینی سرگرمیوں اور مجاہدانہ کارناموں سے چمنستان عالم اب تک تروتازہ اور صدا بہار ہے، اور جن کے جہد عمل کی داستانیں آج بھی کتنے دلوں کے لئے بانگ درا کا کام دے رہی ہیں، یہ ساری کی ساری

تاریخ ساز شخصیتیں ہمارے انہی مدرسوں کی ساختہ و پرداختہ تھیں، ہمارے ان دینی تعلیمی اداروں کا شاندار کردار آفتاب نیم روز کی طرح واضح اور روشن ہے، جن کا انکار کوئی سپرہ چشم ہی کرسکتا ہے۔

ان مدارس میں اصلاح کی ضرورت ہے:

لیکن ماضی کی اس طرب انگیز اور مسرت خیز داستاں کے ساتھ ہمیں تصویر کے دوسرے رخ کی جانب بھی اپنی توجہ کو مبذول کرنا چاہئے، کیونکہ آج کل ہمارے انہیں ملت نواز اداروں کے بارے میں عام تأثر یہ ہے کہ ان مردم ساز کارخانوں میں جمود و اضمحلال کی کیفیت پیدا ہوگئی ہے، جو اپنی افادیت دن بدن کھوتے جارہے ہیں، اور ماضی کی بنیاد پر ملت نے جو توقعات اور امیدیں وابستہ کررکھی تھیں، وہ آج پوری نہیں ہورہی ہیں۔

یہ واقعہ بھی ہے جس کا پوری سیر چشمی و فراخ دلی کے ساتھ اعتراف کرنا چاہئے کہ ہماری دینی تعلیمی درسگاہوں سے مؤثر علمی و دینی شخصیتوں کی تیاری تقریباً بند ہورہی ہے، اس تشویشناک صورتحال کا تقاضہ ہے کہ پوری کی پوری بالغ نظری و دلسوزی کے ساتھ حالات وواقعات کا مشاہدہ کرکے یہ طے کیا جائے کہ وہ کیا اسباب وعوامل ہیں جن کی بنیاد پر ہمارے مدارس جمود و تعطل کا شکار ہوتے جارہے ہیں، نظام تعلیم و تربیت میں وہ کون سی کمزوریاں پیدا ہوگئی ہیں جن کی وجہ سے ہماری محنت مفید و موثر نہیں ہورہی ہے کیا ہمارا نصاب تعلیم عصری تقاضوں کو

پورا نہیں کر رہا ہے، اس لئے اس کی افادیت کم ہوتی جا رہی ہے؟ کیا مدارس دینیہ کی تعلیم و تعلم کا جو اصل مقصد تھا وہ ہمارے ذہن و دماغ سے اوجھل ہو گیا ہے، اس لئے یہ جمود پیدا ہو گیا ہے، وہ کون سے اسباب ہیں جن کے ذریعہ پھر مدارس کو مردم خیز بنایا جا سکتا ہے......؟ اس پر پھر سے غور خوض کی ضرورت ہے۔

نہیں ہے نا امید اقبال اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

وما علینا الا البلاغ

حیات
حبیب الامت

حیات
حبیب الامت

عصر حاضر اور دینی مدارس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین و الصحابۃ والتابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیھم أجمعین، أما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھو قولی (سورہ طہ پ۱۶ ع۱۱، آیت ۲۸)

بجھ نہیں سکتا کسی آندھی سے مدارس کا چراغ
آندھیو خود آزمالو سامنے میدان ہے

قیام مدارس کا پس منظر:

برادران اسلام!

ہندوستانی مسلمان کا ماضی بعید بڑا ہی شاندار تھا، ہندوستان جنت نشان میں سات آٹھ سو سال تک اسلامی قیادت کا غلبہ رہا، امن وامان کا دور دورہ تھا،

عدل وانصاف کا شہرہ تھا، لیکن مسلمانان ہند کا ماضی قریب اور حال بڑا ہی پُرخطر قدم قدم پرخطرات کی ہولناک گھاٹیاں ہیں، مختصرالفاظ میں کہہ سکتا ہوں کہ جب ۱۸۵۷ء میں مسلمانانِ ہند کا بچا کھچا اقتدار بھی ختم ہوگیا، اور انگریزوں نے سرزمین ہند پراپنے ناپاک قدم جمائے، تو پھر مسلمانوں پر منظّم یلغار کردی، حق کو مٹانے کے لئے اہل حق کو تہ تیغ کرنا شروع کیا، اور بظاہر ایسا معلوم ہورہا تھا کہ اسلام کا وجود مٹ جائے گا۔

تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے اسلام کو بچانے کے لئے اپنے صالح بندوں کے دلوں میں القاء فرمایا کہ اسلامی مراکز قائم کئے جائیں، اس کی تعلیمات کو فروغ دیا جائے، اسلامی شریعت کی حفاظت کے لئے قرآنی علوم کو پھیلایا جائے، حدیث رسول کو عام کیا جائے، علماء حق تیار کئے جائیں، لہٰذا دیوبند میں اسلام کا پہلا عظیم الشان مرکزی ادارہ دارالعلوم قائم کیا گیا، یہ باطل کے خلاف ایک دوررس عملی اقدام تھا، ملت اسلامیہ کی حفاظت کا مؤثر انداز تھا۔

دارالعلوم دیوبند درحقیقت سنت نبوی کی تجدید ہے:

حضرات!

دارالعلوم دیوبند درحقیقت ہندوستان میں رسول اللہ ﷺ کی سنت کی تجدید ہے، وہ عظیم الشان سنت جو محسن انسانیت نے صفہ قائم کرکے جاری فرمائی تھی، جہاں سے حکم اقراء پر باضابطہ عمل کرانا تھا جس کے ذریعہ ”عَلَّمَ الْاِنْسَانَ

مَـالَمْ یَعْلَمْ“ کی تفسیر مقصود تھی، جس کوذریعہ بنا کر”انـمـا انا بعثت معلما“ کا منظر دکھانا تھا، جس کے واسطے ”وَلْتَـكُـنْ مِّـنْـكُـمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ“ (سورۂ آل عمران پ۴،ع ۳،آیت ۱۰۴) کی تکمیل کرانی تھی اور ہمارے ہندوستان میں مسلمانوں کے عقائد وافکار، ایمان ویقین اورتوحید کو بچانے کے لئے اللہ رب العالمین کواسی ضابطے پرعمل کرانا تھا، لہٰذا الہامی طور پرراہ دکھائی کہ دینی مراکز قائم کئے جائیں۔

پھر کیا ہوا......! دارالعلوم دیوبند کا قیام ہونا تھا کہ دیکھتے ہی دیکھتے پورے ملک میں مدارس ومکاتب کا جال بچھ گیا، اورآج علماء حق، صلحاء امت، مرشدین ملت، بگڑے ہوئے معاشرے میں، بگڑے ہوئے حالات میں بے دینی بدعملی کے شکارلوگوں میں مدارس ومکاتب کوقائم کرتے ہیں اوراپنے فریضے کو انجام دیتے ہیں۔

ان مدارس میں کیا ہوتا ہے؟

برادرانِ اسلام!

یہ مدارس عربیہ جو اس وقت آپ کے سامنے بہت سے جھونپڑوں چھپروں کی شکل میں کوئی قلعہ کی شکل میں، کوئی بہترین وشاندار عمارتوں کی شکل میں نظرآتے ہیں، درحقیقت یہ اسلامی قلعے ہیں۔

یہاں سے اسلام کے محافظ پیدا ہوتے ہیں۔

دین کے سپاہی پیدا ہوتے ہیں۔

اسلامی فوجیں تیار کی جاتی ہیں۔

اور نونہالانِ قوم کو ایسی تعلیم وتربیت دی جاتی ہے جو......

یقین محکم عمل پیہم کے عملی نمونہ ہوتے ہیں۔

جو کردار کے غازی بن کر دنیا پر چھا جاتے ہیں۔

اسلام کے سپاہی بن کر قصرِ اسلام کی حفاظت کرتے ہیں۔

جو باطل قوتوں طاغوتی طاقتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں۔

یہاں سے ایسے افراد تیار ہوتے ہیں جو دنیا کے چیلنجوں کا دنداں شکن جواب دیتے ہیں۔

حضرات! اور سنئے......!

ان مدارس عربیہ میں نونہالانِ قوم پر اسلامی رنگ چڑھایا جاتا ہے۔

دینی ڈھنگ سکھایا جاتا ہے۔

اور ایسے نوجوان تیار کئے جاتے ہیں جن کے اندر......

صدیقؓ کی صداقت ہوتی ہے۔

عمرؓ کی عدالت ہوتی ہے۔

عثمانؓ کی سخاوت ہوتی ہے۔

علیؓ کی شجاعت ہوتی ہے۔

جو جرأت و شجاعت بہادری و دلیری کے پیکر ہوتے ہیں، جو اعداء اسلام کے لئے برق تپاں ہوتے ہیں ان پر بجلیاں بنکر گرتے ہیں، شیر ببر بن کر جھپٹتے ہیں۔

یہ مدارس حق کے معیار ہیں:

معزز سامعین کرام!

یہ مدارس عربیہ اس زمانے میں دین کے نمونہ ہیں، حق کے معیار ہیں، بلکہ حق کی پہچان ہیں، ملت کی جان ہیں، وطن کی آن ہیں، اسلام کی شان ہیں، ان مدارس عربیہ کے ذریعہ اسلام کا نور گھر گھر پہونچنے لگا، اسلام کا پیغام دیہاتوں میں گونجنے لگا، بدحال مسلمانوں کی حالت سدھرنے لگی، جہالت کی تاریکی چھٹنے لگی، عقیدہ کی اصلاح ہونے لگی، باطل کا زور ٹوٹنے لگا، کفر کا شیرازہ بکھرنے لگا، ملت کو قائدین ملنے لگے، امت کو مرشدین ملنے لگے، مسلمانوں کو مفکرین ملنے لگے۔

باطل پرست مدارس کو کیوں مٹانا چاہتے ہیں؟

نوجوان قوم وملت!

چونکہ مدارس عربیہ نے باطل کی طاقت کو بڑھنے سے روک دیا اور حکومت کو بھی ان سے کوئی شکایت نہ مل سکی، اس لئے کہ جہاں اسلام کا حکم چلتا

ہے وہاں سے امن وامان کا پرچم بلند ہوتا ہے، حب الوطنی کے چشمے ابلتے ہیں، اپنے وطن پر قربان ہونے والے افراد تیار ہوتے ہیں، یہیں سے باطل کو باطل سمجھنے والے ببانگ دہل کہنے والے کہ...... ؎

باطل سے ڈرنے والے اے آسمان نہیں ہم

سو بار کرچکا ہے تو امتحاں ہمارا

افراد تیار ہوتے ہیں یہیں سے وہ بلند کردار روشن ضمیر افراد تیار ہوتے ہیں، جو وقت پڑنے پر بدر واحد اور حنین ویرموک کی تاریخ کو دہرا سکتے ہیں، جو صلاح الدین ایوبی کے کردار کا رول ادا کر سکتے ہیں، جو امام احمدؒ ابن حنبل کی سنت کو زندہ کر سکتے ہیں، سید احمدؒ شہید کا رول ادا کر سکتے ہیں، اسی لئے مدارس عربیہ کا وجود باطل کے سرغنوں طاغوت کے پجاریوں حق کے دشمنوں کو سب سے بڑا خطرہ نظر آتا ہے ان کو اپنا محل ان مدارس کی بدولت زمین بوس دکھائی دیتا ہے، اعداء اسلام کے نزدیک مدارس عربیہ سب سے بڑا خطرہ بن گئے ہیں، سب سے بڑی دہشت بن گئے ہیں۔

دینی مدارس پر خطرات کے بادل اور ہمارے عزائم:

لٰہذا اسلام کے دشمنوں نے دینی مدارس کے خلاف ایک محاذ بنالیا ہے، ان کے خلاف سرگرم عمل ہوتے گئے، طرح طرح کے الزام لگاتے ہیں، کبھی تو مدارس کو دہشت گردی کا اڈہ قرار دیتے ہیں، اور کبھی اہل مدارس کو آئی، ایس، آئی

کا ایجنٹ بناتے ہیں، بنیاد پرست کہتے ہیں، اور ہمیں غدار وطن کہتے ہیں، اور ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر......

غدار ہم ہیں تو وفادار تم بھی نہیں ہو
ضد پر آجائیں تو کہرام مچا دیں گے

مدارس پر پابندی لگانے کی باتیں کرتے ہیں، چھاپے مارے جاتے ہیں، طرح طرح کے دھمکیاں سناتے ہیں، لیکن شاید انہیں معلوم نہیں کہ مسلمان کی سانس جب تک چلتی رہے گی اس وقت تک مدارس پر آنچ نہ آنے دیں گے۔ ؎

تمہاری دھمکیوں سے خوف کھا سکتے نہیں
ظلم کے آگے ہم اپنا سر جھکا سکتے نہیں

اگر یہ مدارس ہماری جان مانگیں تو جان دیں گے، ہماری اولاد مانگیں تو اولاد دیں گے، اگر مدارس ہمارا مال مانگیں تو مال دیدیں گے، ہم اپنا تن من دھن سب کچھ اس پر قربان کر دیں گے، لیکن یہ گوارہ نہیں کہ نبیؐ کا جاہ وجلال دیدیں، آخرت کو چھوڑ کر دنیا کو ترجیح دیدیں، اور ان مدارس کو ہم اپنی آنکھوں کے سامنے مٹتا ہوا دیکھیں یہ ہم کبھی گوارہ نہ کر سکیں گے۔

اے مدارس دینیہ کی بربادی کے خواب دیکھنے والو!

کان کھول کر سن لو!

اگر تم نے اب بھی اپنے رویئے کو نہیں بدلا، مساجد و مدارس پر پابندی

لگاتے رہے، مدارس کو ختم کرنے کی کوشش کرتے رہے تو...... یادرکھو جس طرح ہمارے اکابر نے انگریزوں سے جہاد کرکے اس ہندوستان کی زمین کو پاک کیا، اور مدارس ومکاتب مساجد ومراکز سے ملک کی زمین کو مزین کیا، اسی طرح ہم تمہیں بھی زمین ہند سے پاک کردیں گے، میں یہ کھل کر کہتا ہوں اور کہنے دیجئے! جو سر مدارس کے خلاف اٹھے گا اس سر کو کاٹ دیں گے، جو انگلیاں مدارس کی طرف اٹھیں گی ان انگلیوں کو توڑ دیں گے، جو پنجہ مدارس کی مسماری کے لئے آگے بڑھے گا ان پنجوں کو مروڑ دیں گے جو آنکھیں بُری نظروں سے مدارس کی طرف دیکھیں گی ان آنکھوں کو پھوڑ دیں گے، ہم دشمنانِ مدارس سے ٹکر لینے کے لئے کل بھی تیار تھے آج بھی تیار ہیں، اور کل بھی تیار رہیں گے، انشاءاللہ یہ مدارس عربیہ پوری آن وبان شان کے ساتھ چمکتے رہے ہیں اور چمکتے رہیں گے۔

نورِ حق شمع الٰہی کو بجھا سکتا ہے کون ......؟

جس کا حامی ہو خدا اس کو مٹا سکتا ہے کون ......؟

و اخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

مدارس دینیہ کی اہمیت وافادیت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی و کفیٰ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی،

أما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم،

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ اِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَ يُزَكِّيهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ، صدق اللہ العظیم (پ۴ سورہ آل عمران ع۸ آیت ۱۶۴)

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

مدارس دینیہ پر باطل کی یلغار:

صدر محترم، حاضرین اجلاس!

میں اللہ رب العزت کا ہزار بار شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے اس قابل بنایا کہ اس بزم حبیب کے مسابقۂ خطابت کے موقع پر آپ حضرات سے خطاب کرسکوں اور اپنے دلی جذبات اور قلبی احساسات آپ تک پہنچا سکوں۔

محترم حضرات!

آج طرح طرح کے نعرے، طرح طرح کے پروپیگنڈے، طرح طرح کے اعتراضات ان دینی مدارس پر کئے جارہے ہیں۔ اعتراضات اور طعنوں کا ایک سیلاب ہے، جوان مدارس کی طرف بہایا جارہا ہے، آئی، ایس، آئی کا اڈہ قرار دیا جارہا ہے، دہشت گردوں کی پناہ گاہ کا الزام عائد کیا جارہا ہے، چھاپہ مارا جارہا ہے، لیکن کوئی ثبوت نہیں مل رہا ہے، اس کے باوجود پابندی کا مطالبہ کیا جارہا ہے، مدارس کے خلاف پروپیگنڈہ ان لوگوں کی طرف سے ہے جودین اسلام کے دشمن ہیں جو اسلامی تہذیب وتمدن کے دشمن ہیں، اور مدارس دینیہ کے خلاف یہ پروپیگنڈہ اتنا شدید ہے کہ دین سے تعلق رکھنے والے بعض حضرات بھی اس کا شکار ہوجاتے ہیں، اور دینی مدارس کے بارے میں طرح طرح کے خیالات ان کے دلوں میں پیدا ہوجاتے ہیں۔

حضرات گرامی!

اس لئے میں نے ضرورت محسوس کی اور مسابقہ کے عناوین میں سے ''عصر حاضر میں مدارس کی ضرورت وافادیت'' کا انتخاب کیا تا کہ اسلام دشمن طاقتوں کے اس پروپیگنڈہ کو آشکارا کرسکوں اور مسلمانوں کو مدارس سے، مکاتب سے، مساجد سے، جڑنے اور صحیح تعلق پیدا کرنے کا سبق دوں اوران کی ذمہ داری کو یاددلاؤں۔

دینی مدارس کا سلسلۂ نسب:

برادران ملت!

میں نے جو آیت کریمہ تلاوت کی ہے: ”لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِنْ اَنْفُسِھِمْ یَتْلُو عَلَیْھِمْ اٰیَاتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ وَ الْحِکْمَۃَ وَ اِنْ کَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْن“ (پ۴ سورہ آل عمران ع ۸ آیت ۱۶۴)۔

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض منصبی شمار کرائے ہیں اور بتلایا ہے کہ تلاوت آیات، تزکیہ نفوس، تعلیم کتاب اور تعلیم حکمت حضورؐ کی ذمہ داریاں ہیں، اور حضورؐ نے ”اِنَّمَا اَنَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا“ فرما کر اس کا اظہار کیا ہے، اس معلم انسانیت کی ذات مقدسہ اندرو باہر، سفر وحضر، رات ودن اور ہر حال میں متحرک درسگاہ تھی، چنانچہ مختلف حالات اور متفرق اوقات میں ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرام نے آپ سے تعلیم پائی اس پر عمل کیا دوسروں تک پہنچایا اور دنیا والوں نے اپنی اپنی استعداد وصلاحیت کے مطابق اس سے فیض حاصل کیا، آپ کے بعد یہ ذمہ داریاں مدارس اور خانقاہوں کے بوریہ نشیں علماء کرام نے انجام دی، کیونکہ ”العلماء ورثة الانبیاء“ اس پر دلالت کر رہا ہے اور آج بے شمار مدارس اس نبویؐ فرض منصبی کی انجام دہی میں مصروف ومشغول ہیں جو پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں جو اسلام

کے مضبوط قلعے ہیں، دین کے آہنی حصار ہیں مستحکم چھاؤنیاں ہیں اور جن سے ملت اسلامیہ کا تشخص قائم ہے۔

اگر یہ مدارس نہ ہوتے؟

محترم حضرات!

پہلے مدارس ومکاتب حکومت کے ماتحت ہوتے تھے اور حکمرانوں کی سرپرستی میں پروان چڑھتے تھے اور حکومت ہی اس کے مصارف برداشت کرتی تھی لیکن جب سلطنت مغلیہ کا چراغ گل ہوگیا اور ہندوستان پر انگریزی قوم جابرانہ وظالمانہ طریقہ سے قابض ہوگئی تو سب سے پہلے علماء کرام ہی نے ان کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ اور جہاد کا اعلان کیا نتیجہ پورے ملک میں جنگ آزای کی آگ بھڑک اٹھی چونکہ بغاوت کی ابتداء مسلمانوں نے کی تھی اس لئے مسلمان ہی کچلے گئے پھانسی پر چڑھائے گئے، ہزاروں علماء موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے، مدارس ومکاتب برباد کردیئے گئے، قرآن کے نسخے جلائے گئے، دین وشریعت کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی، عیسائی مبلغوں کو بھیجا گیا اور ذہنی وفکری و مذہبی ارتداد پیدا کرنے کی منظّم سازشیں کی گئیں، ٹھیک انہیں نازک حالات وسنگین مرحلوں میں علماء کرام مفکرین اسلام دردمندان دین وملت نے آزاد دینی مدارس ومکاتب کا جال بچھایا اور عالم اسلام کے چپے چپے اور گوشے گوشے میں مدارس ومکاتب قائم کئے، اور بالخصوص مسجدیں،

قرآن مجید اور ابتدائی تعلیم کا مرکز بن گئیں۔

اگر علماء وقت نے فراستِ ایمانی اور عتیق نظروں سے صورت حال کا جائزہ نہ لیا ہوتا، دینی تعلیم کا نظام جاری نہ کیا ہوتا، تو اس برصغیر میں اسلام اور مسلمانوں کا نام ونشان نہ ہوتا، گھر گھر الحاد ولا دینیت کا مرکز ہوتا انجیل کی تعلیم عام ہوتی، مغربیت ہذیب کا رواج ہوتا۔

علامہ اقبال کا تجربہ اور ارشاد:

عہد جدید کے نامور مفکر ترجمان حقیقت علامہ اقبال نے فرمایا ان مدرسوں کو اسی حالت میں رہنے دو! غریب مسلمانوں کے بچوں کو انہیں مدرسوں میں پڑھنے دو اگر یہ ملا اور درویش نہ رہے تو جانتے ہو کیا ہوگا؟ جو کچھ ہوگا میں اپنی انہیں آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں، اگر ہندوستان کے مسلمان ان مدرسوں کے اثر سے محروم ہو گئے تو بالکل اسی طرح جس طرح اندلس میں مسلمانوں کی آٹھ سو سالہ حکومت کے باوجود آج غرناطہ اور قرطبہ کے کھنڈرات الحمراء اور باب الخوتین کے نشانات کے سوا اسلام کے پیروں اور اسلامی تہذیب کے آثار کا کوئی نقش نہیں ملتا ہندوستان میں بھی آگرہ کے تاج محل دہلی کے لال قلعہ اور جامع مسجد کے سوا مسلمانوں کی آٹھ سو سالہ حکومت اور ان کی تہذیب وتمدن کا کوئی نشان نہیں ملے گا، مدارس دینیہ عربیہ پر تنقید کرنے والے ایک مسلمان صاحب قلم کی تنقید پر علامہ اقبال نے کہا تھا کہ ان مدارس کو کچھ نہ کہو اگر یہ باقی نہ رہے تو

ہندوستان بھی اسپین بن جائے گا......؂

تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

مدارس دینیہ کی اہمیت وافادیت:

محترم بزرگو اور دوستو!

آج لوگ سوال کرتے ہیں کہ مدارس کا کیا فائدہ ہے......؟ علماء کرام پر طعنہ کستے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ چودہ سو سال پرانے لوگ ہیں، رجعت پسند ہیں ان کو دنیا کے حالات کی خبر نہیں وغیرہ۔

میں کہتا ہوں کہ آج اس براعظم کے مسلمانوں کی اسلام سے جو ارادی وشعوری وابستگی ہے جو بقدرِ ضرورت دینی معلومات اور دینی احکام پر عمل کرنے کا جذبہ ہے وہ انہیں مدارس عربیہ اور ان کے ایثار پیشہ اور مخلص فضلاء کی سعی وجد وجہد کا نتیجہ ہے اس برصغیر کے مسلمانوں کا جو دین وشریعت سے ربط وتعلق ہے اور ان کی دینی باخبری اور اسلامی ثقافت وتہذیب نہ صرف واقفیت بلکہ اس کا حامل اور پُر جوش حامی ہونا انہیں رضا کار اور کسی حد تک زاہد ومتوکل فضلاء مدارس اور ناشرین علم ودین کا رہین منت ہے۔

یہی وہ مدارس عربیہ اور اس کے فضلاء ہیں جنہوں نے باطل عقائد افکار کا مقابلہ کیا اسلامی تہذیب وتمدن کی حفاظت کی باطل خیالات کی تردید کی اور ہر

موقع پر رہنمائی کا فریضہ انجام دیا۔ خستہ حال بوسیدہ عمارتوں پر مشتمل مدارس نے وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جو بڑی بڑی حکومتوں سے نہ ہو سکے...... ؎

اس بزم جنوں کے دیوانے ہر راہ سے پہونچے یزداں تک
ہیں عام ہمارے افسانے دیوار چمن سے زنداں تک
سو بار سنوارا ہے ہم نے اس ملک کے گیسوئے برہم کو
یہ اہل جنوں بتلائیں گے کیا ہم نے دیا ہے عالم کو

ان مدارس کو پھر سے منظّم کرنے کی ضرورت ہے:

مسلمانو! ہم پر فرض ہے کہ ہم اپنے یہاں مقدور بھر دینی تعلیم کا انتظام کریں اور اپنی اولاد کو دینی تعلیم میں لگائیں ہر جگہ مسائل کے بتانے والے نہ صرف موجود ہوں بلکہ ان کا سلسلہ جاری رہے ان مدارس کا سلسلہ ضروری ہے یہ کوئی شوقیہ کام نہیں ہے کوئی تفریحی شغل نہیں ہے، یہ خالص دینی ضرورت ہے، اور آج ضرورت ہے کہ مدارس دینیہ کو اس طرح منظّم کریں کہ نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کو دینی و ذہنی وتہذیبی ارتداد سے محفوظ رکھ سکیں بلکہ نظم مملکت چھوڑ کر ہر طرح سے اسلامی سلطنت کی قائم مقامی کر سکیں اور خلافت راشدہ کی ترجمانی کر سکیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مدارس کی افادیت کو عام سے عام تر کرتا رہے اور اس کے ذریعہ مسلمانوں کی رہنمائی کا کام لیتا رہے اور مدارس کی ہر طرح کے شرور وفتن سے حفاظت فرماتا رہے، آمین۔

حبیب الفتاوی

حبیب الفتاوی

مسلمان اور مدارس اسلامیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین و علی آلہ و اصحابہ اجمعین، أما بعد!

فقد قال اللہ تعالیٰ فی القرآن الکریم اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم، فَلَوْلَا نَفَرَ من كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّيْنِ وَ لِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ (پ۱۱ سورہ توبہ،۴، آیت ۱۲۲)

تمہید:

گرامی قدر صدر جلسہ، قابل صد احترام مہمانان کرام، اور معزز علماء اسلام وسامعین کرام!

میں اپنی خوش نصیبی اور اقبال مندی تصور کرتا ہوں کہ ذمہ دارانِ جلسہ نے اس بے بضاعت کو آپ حضرات کے سامنے عصر حاضر میں مدارس عربیہ کی اہمیت وافادیت کے موضوع پر تھوڑی دیر لب کشائی کی اجازت مرحمت فرمائی،

یقینی طور پر یہ ایک اہم اور انتہائی حساس موضوع ہے خاص کر عصر حاضر میں مدارس عربیہ کے اوپر نازل ہونے والے عتاب دشمناں اور تغافل دوستاں کے تناظر میں تو یہ موضوع ایک ضرورت بن گیا ہے اور وقت کا تقاضہ ہے کہ مدارس عربیہ کے تاریخی علمی دینی کردار اور ان کی اہمیت وافادیت سے مسلمانوں کو آگاہ کیا جائے اور بتایا جائے کہ مدارس عربیہ کی بقا سے ملت اسلامیہ کی بقا ہے۔

لٰہذا میری تقریر کا محور یہی امور ہوں گے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ''فَلَوْلَا نَفَرَ من کُلِّ فِرْقَةٍ مِنهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتفَقَّهُوا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ (پ۱۱ سورہ توبہ ۴، آیت ۱۲۲)

یہ مدارس آیات قرآنیہ کی عملی تفسیر ہیں:

حضرات!

آپ جب اس آیت کریمہ پر سنجیدگی سے غور کریں گے تو یہ اشارہ ملے گا کہ یہ آیت مدرسہ کے قیام کی ترغیب دیتی ہے کیونکہ جب تک کوئی معلم درس نہیں دے گا قرآن کی تفسیر وتشریح نہیں کرے گا، احکام ومسائل نہیں بتائے گا، تو اس وقت تک دین میں ملکہ ومہارت ممکن نہیں یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بعثت معلما'' میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں اس حدیث کی تائید قرآنی آیت ''وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَ الْحِكْمَةَ'' بھی کر رہی ہے۔

لہٰذا مدرسہ کا قیام امر الٰہی تھا، مدرسہ کا وجود دین کی حفاظت کے لئے ضروری تھا اور عہد نبوی سے لیکر عصر حاضر تک مدارس نے اپنا تاریخی کردار ادا کیا ہے، لاکھوں کی تعداد میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی پاکیزہ جماعت درسگاہ نبویؐ سے تربیت حاصل کرنے کے بعد ہی نجوم ہدایت بنی تھی، معلوم ہوا کہ اسلام نے ایسا نظام بنایا ہے کہ مدرسہ امت کی ضرورت و حاجت بن گیا ہے، اور اس کی اہمیت وافادیت کا ثبوت یہ ہے کہ اس کے بغیر دین کی تشریح وتوضیح ممکن نہیں، اور جب تک دین کی تشریح وتوضیح نہیں ہوگی اس کے احکام پر عمل کرنا ناممکن ہوگا، پس فطری طور پر مدارس کی اہمیت وافادیت ثابت ہوتی ہے اور تاریخ شاہد ہے کہ مسلمانوں نے دنیا میں جو علمی انقلاب برپا کیا ہے اور جو علوم وفنون ایجاد اور رائج کئے وہ ان مدارس عربیہ کے باعث ہی ممکن ہوسکا۔

مدارس کے فضلاء نے ہر دور میں اسلام کا دفاع کیا ہے:

برادرانِ اسلام!

ان مدارس کی عظمت وشوکت کو سلام کیجئے کہ ہر دور میں ان کے فضلاء نے اسلام کا دفاع کیا ہے، ہر زمانے میں ان کے فارغین نے اپنی اپنی ذمہ داریوں کو ادا کیا، خواہ وہ یونانی علوم کی حسرت سامانیاں ہوں یا فارسی فنون کی دلفریبیاں، منطق وفلسفہ یا رمل ونجوم ہمارے علماء نے ان کے دجل وفریب سے اسلام کو محفوظ رکھا، اس طرح باطل فرقوں کی یلغار ہو یا تاتاریوں صلیبیوں کی

یورش میدان عمل میں علماء ہی آئے، ان مدارس کے فضلاء ہی آئے، آپ اسلام کی تاریخ ''تاریخ دعوت وعزیمت'' اٹھا کر دیکھ لیں، کاروان ایمان و یقین کی داستانیں پڑھیں قافلہ مجاہدین کی کہانیاں سن لیں آپ کو مدارس کے فضلاء ہی نظر آئیں گے۔

یہ مدارس تاریکیوں میں منارۂ نور ہیں:

سامعین کرام!

آج جب کہ دور جدید کی سائنسی ایجادات اور انکشافات نے نگاہوں کو خیرہ کرر کھا ہے، عصر حاضر کی تہذیب وتمدن کے دور ارتداد نے قدروں کو بدل دیا ہے، فکروں کو مسموم کر دیا ہے، ذہنوں کو خراب کر دیا ہے، انسانوں کو باغی بنا دیا ہے، مادیت پرست اور خودغرض بنا دیا ہے، اور نئے وسائل و ذرائع کو اختیار کر کے دشمنان اسلام اسلام پر حملہ کر رہے ہیں، جدید ہتھیاروں کو استعمال کر رہے ہیں اس شورش زدہ پُرفتن دور میں بلکہ ایمان سوز اور اخلاق سوز فتنوں کے دور میں ان مدارس کی اہمیت وافادیت گزشتہ زمانوں کے مقابلہ میں ہزار ہا گنا زیادہ بڑھ گئی ہے، ان مدارس کا وجود ضروری ہو گیا ہے۔

آپ مسلم معاشرہ کا جائزہ لے سکتے ہیں کہ مغربی تہذیب اور فکری الحاد نے مسلمانوں کو اس سے کتنا زیادہ دور کر دیا ہے، مسلمانوں میں آج وہ تمام خرابیاں برائیاں، بے حیائیاں اور بدعملیاں گھس آئی ہیں جوان کو اسلام کی روح

اور حقیقت سے کوسوں دور لے گئی ہیں اگر ان کے اندر تھوڑا بہت دین باقی ہے ان کے ایمان اور عقیدے محفوظ ہیں، تو ان مدارس کے ذریعے۔

یہ مدارس عربیہ وہ منارۂ نور ہیں جو عصر حاضر کی تاریکیوں میں مسلمانوں کو راستہ دکھا رہے ہیں۔

یہ مدارس عربیہ ہی رابطہ کی وہ کڑی ہے جو مسلمانوں کو قرن اول سے جوڑے ہوئے ہے ورنہ الحاد کی کھائیاں مسلمانوں کے تعلق کو قرن اول سے توڑ چکی تھی۔

یہ مدارس عربیہ وہ مراکز ہیں جو اس یاجوجی اور دجالی دور میں مسلمانوں کو قرآن وحدیث سے قریب کئے ہوئے ہے۔

اگر خدانہ خواستہ مسلمانوں کا تعلق ان مدارس سے کٹ گیا، تو پھر رہا سہا دین بھی ہاتھ سے نکل جائے گا قرآن ایک ناقابل فہم کتاب بن جائے گی، حدیث رسول اللہ ﷺ کو نعوذ باللہ لوگ گپ کہنے لگیں گے۔

دینی مدارس دشمنان اسلام کا ہدف کیوں ہیں:

برادرانِ اسلام!

اسلام کے دشمن، مسلمانوں کے دشمن، ہزاروں سال سے کوشش کر رہے ہیں کہ اسلام کو ختم کر دیا جائے، لیکن ان کی تمام تر کوششیں ناکام ہوتی ہیں وہ

مسلمانوں کے وجود کو اپنے وجود کے لئے سب سے بڑا خطرہ تصور کرتے ہیں اور وہ حیران و پریشان ہیں کہ آخران کی تمام کوششیں ناکام کیوں ہوتی ہیں، لاکھوں کی تعداد میں مسلمانوں کا قتل ہوا، کمیونسٹ روس نے مسلمانوں پر نماز روزہ ممنوع کردیا مگران کے دلوں سے ایمان نہ نکل سکا۔

اب دشمنان اسلام نے ان مراکز کو جان لیا ہے کہ مسلمانوں کو ان مدارس سے روحانی غذا حاصل ہوتی ہے اب وہ ان مدارس کو اپنی راہ کا سب سے بڑا پتھر تصور کرتے ہیں اپنے گھناؤنے مقاصد کے حصول میں بنیادی رکاوٹ جانتے ہیں، لہٰذا ان کے حملوں کا رخ اب مسلم بستیاں نہیں، مسلم افراد نہیں، بلکہ یہ اسلامی مراکز ہیں، عربی مدارس ہیں اور سچ ہے ان دشمنوں نے صحیح سمت کا تعین کیا ہے کیونکہ جب تک مسلمانوں میں دینی تعلیم کا رواج رہے گا مسلمان زندہ قوم رہیں گی، اگران کے اندر تھوڑا بہت دینی، حمیت اور اسلامی غیرت باقی ہے تو وہ ان مدارس کی عطا کردہ ہے اس لئے ان مدارس کو نشانہ بنایا جائے، ان کی اہمیت کو کم کیا جائے، ان کی عظمت کو ختم کیا جائے، اور مسلمانوں کو ان مدارس سے کسی طرح دور کیا جائے۔

لہٰذا ہمیں غور کرنا ہے کہ یہ اسلامی قلعے اگر منہدم ہوگئے، یہ مراکز اگر بند ہوگئے، یہ معاہد اگر ممنوع بنادیئے گئے تو مسلمانوں کے وجود کو کتنا زبردست خطرہ لاحق ہوگا، آج اگر اسلام کہیں زندہ ہے، اور دین اپنی روح اور حقیقت کے ساتھ کہیں ملتا ہے تو وہ ان مدارس کے اندر ہی ملتا ہے، اگر قال اللہ اور قال الرسول کا

یہ روحانی سلسلہ بھی رُک گیا تو کوئی ذریعہ نہیں اسلام کو زندہ رکھنے کا اس لئے جو بنیادی ذریعہ ہماری بقا کا ہے اس سے اپنے تعلق کو مستحکم کرنا ہے، ان کے وجود کو اپنے وجود کے لئے ضروری جاننا ہمارا دینی فریضہ ہے وقت کا تقاضہ ہے۔

اس کی حفاظت قوم مسلم پر واجب ہے:

محترم حضرات!

اگر ہم نے ان حالات میں بھی ان مدارس عربیہ کی ضرورت وحاجت اور اہمیت وافادیت کو محسوس نہیں کیا، ان کے عظیم الشان خدمات کو تسلیم نہیں کیا ان کے مقام ومرتبہ کو نہیں پہچانا، تو کل وہ دن آنے والا ہے کہ جب ہم قصۂ پارینہ بن چکے ہوں گے، اور تاریخ ہم پر تف کر رہی ہوگی، اگرچہ یہ حقیقت ہے کہ اسلام کو ختم نہیں کیا جاسکتا مگر ہم اپنے وطن میں، اپنے علاقہ میں اپنے دور میں ہندوستان سے اسلام کے زوال کا سبب کیوں بنیں، اور کل قیامت کے روز جبکہ ہم کو یہ کہہ کر بلایا جائے گا کہ……

یہی وہ مجرمین ہیں جنہوں نے ہمارے دین کی حفاظت نہیں کی۔

یہی وہ مجرمین ہیں جنہوں نے ہمارے پیغام کی حفاظت نہیں کی۔

یہی وہ مجرمین ہیں جنہوں نے قرآن کی حفاظت نہیں کی۔

یہی وہ مجرمین ہیں جنہوں نے اپنے ایمان کی حفاظت نہیں کی۔

اپنے عقیدے کی حفاظت نہیں کی۔

یہی وہ مجرمین ہیں جنہوں نے اپنے اولاد کے دینی مستقبل کو تاریک ہونے سے نہیں بچایا۔

ہمارے دشمنوں کی حکمت ومصلحت سے مقابلہ نہیں کیا، تو اس وقت ہمارا کیا حال ہوگا......؟ ہم کیا جواب دیں گے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین.

علم دین کی اہمیت وضرورت

الحمد لله رب العالمينَ وَالصَّلَوةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللهِ الْاَمِين هَادِى الْبَشَرِيَّةِ إِلى نَامُوس الْحَقِّ وَضِيَاءِ اليَقِينِ وَمُنقِدِ الإِنسَانِيَّةِ مِن بَرَاهين الشِرُكِ وَالضَّلَالِ المهين اَمَّا بَعْدُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ سلم طلب العلم فريضة على كل مسلم (بیہقی)

آغاز کلام:

محترم حضرات! سامعین کرام!

آج میری تقریر کا عنوان ہے؟ ''علم دین کی اہمیت'' جیسا کہ آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ آج زمانہ تعلیم میں بہت ترقی کر رہا ہے، تعلیم کی طرف ہر ملک قوم اور ہر طبقہ کی توجہ ہوگئی ہے، اس دور میں کسی قوم اور کسی ملک کی ترقی اسی میں سمجھی جاتی ہے کہ اس کے یہاں تعلیم یافتہ کتنے ہیں؟ ہر ملک اور ہر گروہ اپنے افراد کو زیادہ سے زیادہ تعلیمی لائن میں لگانا چاہتا ہے اور دوسروں کو اس میدان میں پیچھے ڈھکیلنے میں لگا ہوا ہے، ایک مقابلہ اور سرد جنگ کی کیفیت پائی جاتی ہے، موجودہ دور میں اس بات کی بڑی ضرورت ہے کہ یہ بتایا جائے کہ اسلام میں علم

اور طلب علم کی کیا اہمیت ہے اور ایک عالم گیر قیادت کا دعویدار ہوتے ہوئے اسلام، انسان کی اس فطری تلاش وجستجو اور کھوج کے لئے کس قدر مفید ثابت ہوتا ہے، اس کی تعلیمات انسان کے اس ذوق کی تکمیل وتسکین کا کس درجہ سامان فراہم کرتی ہیں۔

سب سے پہلی سورۃ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اس میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنا یہ احسان یاد دلایا کہ اللہ وہی ہے جس نے انسانوں کو علم وتعلیم کے زیور سے آراستہ کیا، ارشاد ہوتا ہے:

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ (سورۂ اقراء)

''سکھایا اس نے انسان کو وہ جو وہ نہیں جانتا تھا''۔

قرآن نے جاننے والوں اور نہ جاننے والوں کو ایک فہرست میں نہیں رکھا۔

''ھل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون'' (زمر)

''کیا وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ لوگ جو نہیں جانتے برابر ہو سکتے ہیں''۔

تحصیل علم کی اہمیت:

تحصیل علم کی اسلام میں کس قدر اہمیت ہے اس کا اندازہ احادیث نبوی

سے بخوبی ہوتا ہے، ایک حدیث میں آپ نے فرمایا:

"اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّيْنِ"

علم حاصل کرو اگر چہ اس کے لئے چین کا سفر کیوں نہ کرنا پڑے۔

چین کے سفر کا مطلب یہ ہے کہ علم کے حصول میں پوری جدو جہد اور کوشش صرف کردو، تحصیل علم کی غرض سے اگر دور دراز کا سفر کرنا پڑے تو بھی پیچھے نہ ہٹو، علم کی راہ میں تکلیفوں، پریشانیوں اور مصائب سے نہ گھبراؤ، دوسری حدیث میں ہے۔

"اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ الی اللحد"۔

(مہد سے لحد تک علم حاصل کرتے رہو)۔

انہیں اسلامی تعلیمات کا نتیجہ تھا کہ مسلمانوں نے علم کے حصول میں مختلف برِّ اعظموں اور ممالک کی خاک چھانی، طویل سفر طے کئے، مدارس، تعلیم گاہیں اور تحقیقاتی مراکز قائم کئے، دار المطالعہ اور کتب خانوں کا جال بچھایا، اور ساری دنیا میں اپنی علمی برتری ثابت کر دکھائی۔

اسلام اور علم:

اسلام ان سارے علوم وفنون کو سیکھنے اور حاصل کرنے کی اجازت دیتا ہے جس میں انسانی بھلائی اور انسانی معاشرہ کی فوز وفلاح مدنظر ہو، ساتھ ہی وہ علم وفن اسلامی اصول وقوانین سے متصادم نہ ہو، لیکن ان سارے علوم وفنون کے

مقابلے میں اسلام نے دینی تعلیم کو سب سے اہم اور سب سے بڑا فریضہ قرار دیا ہے، علم دین کی تحصیل ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے، حدیث نبوی ہے:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ (بیہقی)۔

(علم دین کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے)۔

علمائے امت نے اس فرضیت کا مطلب یہ بتایا ہے کہ دین کی ان باتوں کا علم ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے جن کی عام طور سے ضرورت پڑتی ہے اور جن کے بغیر دینی احکام پر صحیح طور پر عمل نہیں کیا جا سکتا۔

علم دین کی تحصیل ضروری کیوں ہے؟

آیئے اس سوال پر غور کریں کہ اسلام علم دین کی تحصیل ہر مسلمان پر فرض کیوں قرار دیتا ہے یہ بات سبھی جانتے ہیں کہ اسلام کسی خاندان، قبیلے اور برادری کا نام نہیں ہے کہ جو بھی اس خاندان میں پیدا ہو وہ خود بخود مسلمان ہو، اور مسلمان بننے کے لئے اس کو کچھ کرنا نہ پڑے، اسلام ایک مکمل دین مستقل تہذیب اور مستقل تحریک کا نام ہے، جس کے احکام واصول پر چلنے والا ہی دائرۂ اسلام میں رہ سکے گا، ورنہ نہیں، ظاہر ہے کہ مسلمان بننے کے لئے ہمیں ان قوانین سے باخبر ہونا ضروری ہے، جن پر عمل پیرا ہونے کے بعد ایک شخص مسلمان کہلاتا ہے، یہی وہ ضرورت ہے جو علم دین کی تحصیل کی طرف ہمیں متوجہ کرتی ہے اگر

آپ غور سے دنیا کو دیکھیں اور اس کی تاریخ پر نگاہ ڈالیں تو اندازہ ہوگا کہ دنیا کے اندر ہر زمانے میں دو طرح کی طاقتیں کارفرما رہی ہیں، ''رحمانی طاقت'' اور ''شیطانی طاقت''، ''رحمانی طاقت'' انسان کو ہدایت عطا کرتی ہے، گمراہی وضلالت کی تباہ کن بھنور سے نکال کر کامیابی وکامرانی کی منزل تک پہونچاتی ہے، اور ''شیطانی طاقت'' انسان کو غلط روی کا شکار بناتی ہے اسے گمراہی کی راہ پر ڈال دیتی ہے اس بات کا پتہ لگانے کے لئے کہ کون سی طاقت ہماری خیر خواہ ہے اور کون بدخواہ، کون صحیح رہنمائی کرتی ہے اور کون غلط ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم دین کی تعلیم حاصل کریں، علم دین کے بغیر ان دونوں طاقتوں میں امتیاز مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

علم دین کی فضیلت:

علم دین حاصل کرنے کی احادیث میں بہت فضیلت آئی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن کا پیٹ علم دین سے مرنے دم تک نہیں بھرتا، یہاں تک کہ وہ مرجاتا ہے اور جنت میں پہونچ جاتا ہے''۔

دوسری حدیث میں ارشاد ہوتا ہے، ''جو شخص علم دین حاصل کرنے کیلئے اپنے گھر سے نکلا، جب تک وہ واپس نہیں آتا اس کو اتنا ہی ثواب ملتا ہے جتنا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو''۔

علم دین کا نہ جاننے والا ہمیشہ خطرہ میں رہتا ہے:

یہ بات بھی بدیہی ہے کہ علم دین کا نہ جاننے والا ہمیشہ خطرہ میں رہتا ہے اسے ہر وقت اس کا خطرہ لاحق ہوسکتا ہے کہ فلاں کام کے اندر جائز و ناجائز حدود کیا ہیں اور غلط و صحیح طریقہ کیا ہے جب کہ اس کے برخلاف علم دین سے واقفیت رکھنے والا اس قسم کے خطرات سے بہت کم دو چار ہوتا ہے، کیونکہ وہ شریعت کے حکموں سے واقف ہوتا ہے علماء کی ایک خوبی یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ خدا سے ڈرنے والے ہوتے ہیں۔

إِنَّمَا يَخْشَى الله مِنْ عِبَادِهِ العلماء (سورہ فاطر)۔

(اللہ کے بندوں میں علماء سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتے ہیں)۔

لیکن علم کے ساتھ ساتھ عمل بہت ضروری ہے علم بغیر عمل کے اس جسم کی طرح ہے جو بے روح ہو، یا اس درخت کی طرح ہے جس میں پھل نہ ہوں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اس علم کی مثال جس کو سیکھا گیا اور پھر اس پر عمل نہیں کیا گیا اس خزانہ کی ہے جس میں سے اللہ کی راہ میں کچھ خرچ نہ کیا گیا ہو۔

ہم اور ہمارے اسلاف:

ہمارے اسلاف نے علم دین حاصل کرنے میں بڑے ذوق و رغبت کا اظہار کیا اس کی خاطر بڑی تکلیفیں برداشت کیں، دور دراز کے سفر طے کیے خطرناک

راستوں سے گذرے، غربت ومسافرت کی زندگی اختیار کی، اوراچھی علمی پیاس بجھانے کے لئے دردر کی ٹھوکریں کھائیں، مصائب برداشت کئے، مسلمانوں کے علمی کارنامے بےمثال ہیں، مگرافسوس کہ آج مسلمانوں میں وہ علمی ذوق باقی نہ رہا، جو ہمارے اسلاف میں تھا، وہ علمی ولولہ اب سرد پڑچکا ہے جس نے ساری دنیا کومسلمانوں کے آگے زانوئے ادب تہ کرنے پر مجبور کردیا تھا، علم کے ساتھ دلچسپی اورلگن جوکبھی مسلمانوں کے اندرتھی اب غیر مسلموں میں آچکی ہے، بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ جنہیں خود مسلمانوں نے علم وہنر کا سبق پڑھایا تھا، اب خود مسلمان ان کے دست نگر ہیں، مسلمانوں میں وہ علمی ولولے ماند پڑگئے، جن کے ذریعہ ہمارے اسلاف دنیا میں چمکے اوردنیا میں نام پیدا کیا، ہمیں چاہئے کہ اپنے اسلاف کا علمی ذوق اپنے اندر پیدا کریں، تاکہ ہمارا کھویا ہواوقار واپس مل سکے۔

حبیب الفتاویٰ

حبیب الفتاویٰ

آزادی ہند میں علماء مدارس کا حصہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد!

عزت مآب صدر جلسہ، علماء کرام اور سامعین باتمکین!

تمہیدی کلمات:

آج میں اس نور نکہت سے معمور روح پرور اجلاس میں آزادی ہند کا وہ باب سناؤں گا جو علماء حق کی عظمت وشوکت کو نمایاں کرتا ہے، اس داستان کو سناؤں گا جو علماء اسلام کے ایثار وقربانی سے معنون ہے، اس کہانی کو سناؤں گا جس کا ایک ایک حرف حق وصداقت سے عبارت ہے، اس کہانی کے کردار لیلیٰ ومجنون نہیں، شریں وفرہاد نہیں، بلکہ اکابر واسلاف ہیں، اور ہمارے لئے اس سچی کہانی کو سنانا ضروری ہے کیونکہ وہ قصے اور ہوں گے جن کو سن کر نیند آتی ہے مگر سچی کہانی سے عمل پیدا ہوتا ہے۔

آزادی ہند کی دلخراش داستان:

برادرانِ ملت!

آزادی ہند کی داستان بڑی دلخراش ہے، تحریک حریت کی کہانی بڑی

دردناک ہے، اور اس سے زیادہ خطرناک ان احسان فروشوں کا کردار ہے جو ہمارے مسلم سرفروشوں کی تاریخ کو مسخ کرر ہے ہیں، ہم مسلمانان ہند پر الزام ہے کہ تم نے وطن کے لئے کیا کیا......؟ تم اس وطن میں رہنے کے حق دار نہیں، پہلے اپنی وطن دوستی اور وفاداری کا ثبوت دو، حالانکہ ہم سے وفاداری اور حب الوطنی کا ثبوت مانگنے والے خوب جانتے ہیں......۔

سو بار سنوارا ہے ہم نے اس ملک کے گیسوئے برہم کو
یہ اہل جنوں بتلائیں گے کیا ہم نے دیا ہے عالم کو

آج حالات ہم سے کہتے ہیں، زمانہ ہم سے تقاضہ کرتا ہے، کہ مسلمانوں تم دنیا کو آزادی ہند کی حقیقت بتاؤ تم اپنی نسل کو علماء حق کی داستاں سناؤ۔

ہندوستان میں انگریز کی آمد:

سامعین کرام!

انگریز اس دیش میں جہانگیر کے عہد میں آئے اور یہاں کی خوش حالی اس ملک کی زرخیزی اس دیش کی معاشی وتمدنی ترقی اس وطن کی مالداری دیکھ کر ان کی حریص فطرت میں اس جنت ارضی کو اپنا غلام بنانے کا پروگرام بنایا، احسان فراموش قوم نے احسان کا بدلہ دغابازی اور چال بازی سے دیا اور شہنشاہ جہانگیر سے تجارت کرنے کی اجازت مانگی، سادہ دل بادشاہ نے ان کو اجازت دیدی،

پھر گجرات اور کولکاتا میں انگریزوں نے اپنے مراکز بنائے، کولکاتا میں ایسٹ انڈیا کمپنی قائم کی، جو ایک خفیہ فوجی چھاؤنی تھی تجارت بہانہ تھا اقتدار کا حصول نشانہ تھا، لہٰذا کل پرزے نکالنے لگے، ہاتھ پاؤں پھیلانے لگے، بنگال کے علاقوں پر قبضہ شروع کردیا، نواب مرشدآباد شیر بنگال سراج الدولہ نے انگریزوں سے مقابلہ کیا اور اپنے وزیر میر جعفر کی غداری کی وجہ سے جام شہادت نوش کی، یہ ۱۷۵۷ء کا زمانہ تھا، اس شیر کے بعد میسور کے شیر ٹیپو سلطان نے انگریزوں کو للکارا، اور انگریزوں کے لئے سب سے بڑا خطرہ بن گیا، بارہا لڑائیاں ہوئیں کئی معرکہ آرائیاں ہوئیں، اور ۱۷۹۹ء میں اسلام کا سپاہی وطن کا پاسبان اپنے وزیر میر صادق کی غداری کے نتیجہ میں سرنگاپٹم میں انگریزوں سے مقابلہ کرتے ہوئے اپنے وطن کی آبرو کی حفاظت کرتے ہوئے اپنے آپ کو قربان کردیتا ہے، ٹیپو سلطان کے بعد مسلم امیروں اور نوابوں کا دور ختم ہو چکا تھا کسی کے اندر یہ ہمت و جرأت نہ تھی کہ وہ انگریزوں کو للکاریں، سامراجیوں سے آنکھیں ملائیں، برطانیہ عظمیٰ سے ٹکرلیں۔

علماء حق نے قیادت کی باگ ڈور سنبھال لی:

برادران ملت!

اب یہ بوریانشیں خانقاہوں، مدارس و مساجد میں رہنے والے برگزیدہ افراد میدان میں آتے ہیں جن کو ظاہر میں دنیا پرست لوگوں نے ہمیشہ حقارت کی

نگاہ سے دیکھا ہے مگر یہی وہ جماعت ہے جس نے ہر دور میں باطل کا مقابلہ کیا ہے، طاغوتی طاقتوں سے ٹکر لی ہے، فراعنۂ وقت سے پنجہ آزمائی کی ہے اپنے وقت کے نمرود کو للکارا ہے اپنے عہد کے ہامانوں شدادوں چنگیزوں کو نیست و نابود کیا ہے علماء میدان میں آتے ہیں اور انگریزوں کے خلاف قیادت سنبھالتے ہیں۔

سید احمد شہید کا مشن:

برادران ملت!

خاصانِ خدا کی جماعت نے جب بھی اور جہاں کہیں بھی قیادت سنبھالی ہے دنیا نے "جَاءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا" (پ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل ع ۹ آیت ۸۱) کا منظر دیکھا ہے، اور ہندوستان میں امیر المؤمنین سید احمد شہیدؒ نے انگریزوں اور سکھوں کے خلاف جہاد تحریک شروع کی۔ علماء حق، بزرگان ملت، مصلحین امت کی کثیر تعداد اس تحریک میں پیش پیش تھی، صدیوں بعد منظّم پر جوش تحریک چلی تھی، پورے ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف نفرت پھیل گئی تھی، ایک جوش اور ولولہ پیدا ہو گیا تھا، لوگ مختلف علاقوں سے جوق در جوق اس تحریک میں شریک ہو رہے تھے، بدعات و خرافات اور مشرکانہ رسومات کے خلاف بھی انگریزوں کے ظلم و استبداد کے خلاف بھی اور غلامی کے خلاف بھی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔

شاہ عبدالعزیز دہلوی کا فتوی:

جبہ ودستار اور قلم وقرطاس کے حامل اپنے ہاتھوں میں شمشیر وسنان لئے نظر آرہے تھے، اُدھر دہلی میں شاہ عبدالعزیز دہلویؒ نے سب سے پہلے انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتوی دیا اور مولانا فضل حق خیرآبادیؒ نے بھی جہاد کا فتوی جاری کیا، ان مجاہدین نے باطل کے سامنے سرنگوں ہونے کا سبق ہی نہیں پڑھایا تھا۔

علماء دیوبند کا جہاد کے لئے کھڑا ہونا:

۱۸۳۳ء میں سید احمد رائے بریلویؒ اپنے رفقاء جہاد خاص کر شاہ اسماعیل شہیدؒ کے ساتھ بالاکوٹ کے میدان میں شہید ہوگئے اس کے بعد بالکل سناٹا تھا بالکل تاریکی تھی، برادران وطن کے اندر اتنی ہمت وجرأت ہی نہیں تھی کہ وہ انگریزوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوسکیں، آخرکار ایک دور آتا ہے کہ علماء اسلام کی قیادت میں ۱۸۵۷ء میں انقلاب برپا ہوتا ہے، یہ آخری خونی انقلاب تھا، جس کی قیادت حاجی امداد اللہ صاحبؒ مہاجر مکی، حجۃ الاسلام مولانا قاسم نانوتویؒ، مولانا مملوک علیؒ، مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ، حافظ ضامن شہیدؒ جیسے اولیاء اللہ کر رہے تھے، مگر قدرت خداوندی نے وطن کی قسمت میں غلامی کا تاریک دور لکھ دیا تھا، یہ انقلاب بھی ناکام ہوگیا، اس کے بعد انگریزوں کا اقتدار وتسلط سرزمین ہند پر مسلط ہوگیا اور مسلمانوں پر ابتلاء وآزمائش کا ایسا بھیانک

زمانہ آیا کہ تاریخ بھی اس کو دہرانے سے لرز جاتی ہے۔

برادران اسلام!

انگریزوں نے اپنا تسلط قائم کرنے کے بعد علماء اسلام کو اپنا نشانہ بنایا ۱۸۵۷ء سے لے کر ۱۸۷۰ء تک تیس ہزار علماء کرام شہید کئے گئے ہزاروں علماء کو کالا پانی بھیجا گیا انگریزوں نے چنگیز و ہلاکو کو بھی شرمندہ کر دیا۔

دارالعلوم دیوبند کا قیام اک مستحسن اقدام:

برادران اسلام!

اس پُرفتن اور تاریک دور میں جبکہ اسلام خطرہ میں تھا ۱۸۶۶ء میں انہیں بزرگوں نے دارالعلوم کی بنیاد رکھی اور اس دارالعلوم سے تحریک آزادی کا دوسرا منظّم کارواں نکلا جس کی قیادت دارالعلوم کے سب سے پہلے فارغ التحصیل قائد شیخ الہند محمود حسن دیوبندی کر رہے تھے انہوں نے ریشمی رومال کی تحریک کا آغاز کیا، جلاوطن حکومت قائم کی ترک اور عرب ممالک سے مدد مانگی، افغانستان سے تعاون چاہا ان کے رفقاء شاگردوں کی اک فوج تھی جو قدم قدم پہ اپنے وطن کے لئے قربانیاں دے رہی تھی، اس وطن کو اپنے لہو سے سیراب کر رہی تھی گلشن ہند کی آبیاری کے لئے اپنے خون کا نذرانہ پیش کر رہی تھی، مولانا عبیداللہ سندھی، مولانا منصور احمد انصاری، مولانا عزیز گل اور شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی جیسے باکمال شاگردوں نے تحریک آزادی کے نئے دور کا آغاز کیا یہ سب علماء تھے، صلحاء تھے، اتقیاء تھے،

اصفیاء تھے، محبّ وطن، وفادار ملت تھے، فخر قوم تھے، نازش ملک تھے، اگر یہ کارواں نہ چلتا شیخ الہند نہ ہوتے تو پھر تحریک آزادی کا نیا دور شروع نہ ہوتا، جمعیۃ علماء ہند تحریک خلافت، خاک تنظیم، احرار تنظیم سب کی قیادت علماء حق کر رہے تھے۔

مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ، ابوالکلام آزاد، مولانا محمد علی جوہر، شوکت علی گوہر، حکیم اجمل خان، ڈاکٹر مختار انصاری، مفتی کفایت اللہ صاحب، مولانا عبد الباری صاحب، مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی، مولانا شبیر احمد عثمانی، مولانا فخر الدین صاحب، مولانا سجاد صاحب، عطاء اللہ شاہ بخاری اور ہزاروں علماء کرام جن کے اسماء گرامی کی طویل فہرست ہے، اس تحریک آزادی میں اپنا تاریخی کردار ادا کر رہے تھے، اگر یہ علماء نہ ہوتے پھر گاندھی جی نہ ہوتے، نہرو نہ ہوتے پٹیل نہ ہوتے، راجندر پرساد نہ ہوتے، یہ علماء ہی تھے جنہوں نے گاندھی کو گاندھی جی بنایا، قوم کا ہیرو اور لیڈر بنایا۔

ہمیں الزام نہ دو......!

سامعین باتمکین!

آج متعصب حکمراں آر، ایس، ایس کے ایجنٹ ان مدارس کے کردار پر انگشت نمائی کرتے ہیں، انہیں دہشت گردی کے مراکز کہتے ہیں، یہی مدارس عربیہ تحریک آزادی میں فوجی چھاؤنیاں تھیں، تربیتی کیمپ تھے، تحریک آزادی کے روح رواں تھے، مگر ہمارے اسلاف کے روشن کارناموں کو فراموش کیا جا رہا ہے،

ان کی تاریخ کو مسخ کیا جا رہا ہے، تا کہ اس دیش کو ہندو راشٹر بنایا جائے۔ بھگوا جھنڈا لہرایا جائے، ہندو تہذیب کو زندہ کیا جائے نفرت کی بیج بویا جائے عداوت کی آگ جلائی جائے قومی ایکتا کو ختم کیا جائے ملی اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا جائے۔

اس گلشن کو جس میں چشتی نے حق کا پیغام سنایا تھا، بابر نے ایکتا کی مثال قائم کی تھی نانک نے محبت کا گیت گایا تھا، جس گلشن کو خلجیوں نے غلاموں نے تغلقوں نے غوریوں نے اپنے کارناموں سے اپنی خدمات سے رشک جناں بنایا تھا، مشکبار اور عطر بیز بنایا تھا، یہ نفرت کے بجائے عداوت کے پیکر تعصب کے خوگر فرقہ پرست فاشسٹ انتہا پسند غدار وطن تباہ و برباد کرنے پر تلے ہیں۔

خلاصۂ کلام:

کیا ہماری غیرت اس کو برداشت کر سکتی ہے؟ کیا ہماری محبت اس کو گوارہ کر سکتی ہے کہ مٹھی بھر فرقہ پرست پورے وطن کو داغدار و بدنما بنائیں، اس کی صدیوں پرانی روایات کو تہذیب کو ملیا میٹ کر دیں، ہمارے اسلاف کی قربانیوں کو اس طرح ضائع کر دیں اور مسلمانوں کو غداری کا طعنہ دیں، علماء کے کردار کو مسخ کریں، مدارس و مساجد کو نشانہ بنائیں، ہرگز نہیں، کسی صورت میں نہیں، کسی حالت میں نہیں۔

اگر ہم نے اس وطن کو ان غداروں کے حوالے کر دیا اور خاموش رہے تو پھر تاریخ ہم کو معاف نہیں کرے گی۔

و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین.

آزادی ہند میں علماء مدارس کی قربانیاں

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين و على اله و أصحابه أجمعين، أما بعد!

اعوذ بالله من الشيطان الرجيم، بسم الله الرحمن الرحيم

إِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ وَ قَالَ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰئِكَةُ

(پ۲۴ ع ۱۸ آیت ۳۰ سورہ حم سجدہ)

بہار آئی اگر گلشن میں تو کس کام کی آئی
نشیمن شاخ پہ باقی رہا نہ دل ہی سینوں میں

تذکرہ شہیدانِ عشق وفا:

محترم حضرات!

آج میں ان یاران باصفا شہیدان عشق و وفاء وارثانِ بلال اور سرخیل آزادی کے تذکرہ کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جن کا قلب وجگر اسلام کی عظمت

سے معمور تھا، جن کے چہرے پر عزم واستقلال کی کرنیں جلوہ فگن تھیں، جن کا دل جذبۂ جہاد سے سرشار تھا، جنہوں نے اپنی زندگی اسلام کی سربلندی اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے وقف کردی، جن کی ایک تاریخ ہے جن کی ایک داستاں ہے، جنہوں نے ہر دور میں اسلام کی آبیاری کی ہے، اور چمنستان اسلام کی طرف بڑھنے والی ہر باد سموم کی راہ میں دیوار آہنی بن کر حائل ہوگئے۔

حضرات!

اس چمنستان عالم کا پتہ پتہ اور بوٹہ بوٹہ اس بات پر شاہد ہے کہ یہ طبقہ ان اصحاب فکر ونظر اور وارثان قلب وجگر کا طبقہ ہے، جنہوں نے تاریخ کے ہر نازک موڑ پر اس امت کی رہنمائی اور دستگیری فرمائی ہے، یہ ان یاران باصفا اور شہیدان عشق وفا کا قافلہ ہے جنہوں نے ہر دور میں باطل کا مقابلہ کیا ہے، جب بھی باطل نے حق کو چیلنج کیا ہے انہوں نے اس کے چیلنج کو قبول کیا ہے اور سر بکف اس میدان میں آئے ہیں، اور جم کر پوری بے خوفی سے باطل کا مقابلہ کیا ہے، انہوں نے جانیں تو دیدیں مگر باطل کو کبھی پیٹھ نہ دکھائی، انہوں نے سر تو کٹا دیا مگر پرچم اسلام کو سرنگوں نہ ہونے دیا، جب جلاد تلوار چمکاتا ہوا آگے بڑھا تو انہوں نے مسکرا کر نظر سے نظر ملائی اور پھر یہ کہتے ہوئے مردانہ وار تلوار کے نیچے سر رکھ دیا۔

فَلَسْتُ اُبَالِی حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلٰی اَیِّ شِقٍّ کَانَ فِی اللّٰہِ مَصْرَعِی

یعنی:

خوشا وقتیکہ میری موت تیرے کوچے میں آجائے
یہی تو زندگی کا آخری ارمان ہے ساقی

آزادی ہند میں علماء کا اقدام:

محترم حضرات!

جب ہندوستان کی مقدس سرزمین پر انگریزوں کا ناپاک سایہ بڑا، اور وہ اپنی شاطرانہ اور عیارانہ چالوں سے یہاں کے مالک بن بیٹھے جب باشندگان ہند پر طرح طرح کے ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جانے لگے۔

جب ہندوستانیوں کو غلام بنایا جانے لگا، جب ہندوستانیوں کا خون ان کے پسینوں سے بھی ارزاں ہونے لگا، تو ایسے نازک وقت میں سب سے پہلے جس شخص نے علم بغاوت بلند کیا...... وہ محدث کبیر، امام جلیل، رئیس الاولیاء، فخر چمن، محرم فن، نازش وطن، شاہ عبدالعزیز بن ولی اللہ محدث دہلوی ہیں، وہی مرد مجاہد، درویش خدا ہے، جس نے وقت سے بہت پہلے مسلمانوں کے نصب العین کا اعلان فرما دیا تھا جہاں تک دوسروں کو پہنچنے کے لئے برسہا برس انتظار کرنا تھا۔

محترم حضرات!

شاہ عبدالعزیز کا فتوی کیا تھا گویا ایک برق بے اماں تھا، جو دشمنوں کے نخل تمنا پر گر پڑی، انگریزوں کی نیندیں حرام ہوگئیں، جگہ جگہ آزادی کے شعلے

بھڑکنے لگے، جگہ جگہ آزادی کے پرچم لہرانے لگے، سینوں میں ولولے مچلنے لگے، اور حوصلوں نے انگڑائیاں لینی شروع کردیں۔

مسند درس پر بیٹھ کر قرآن و حدیث کے درس دینے والے علماء کرام خانقاہوں میں بیٹھ کر اپنے خون جگر سے شمع اسلام روشن کرنے والے مشائخ عظام اپنے مدرسوں اور خانقاہوں کو چھوڑ کر میدان میں آگئے، اور فرنگیوں کے خلاف محاذ بنا کر منزل کی جانب بے سروسامانی کے عالم میں نکل پڑے......اور......

میں اکیلا ہی چلا تھا جانب منزل مگر
راہ رو آتے گئے اور کارواں بنتا گیا

کے مصداق بن گئے۔

اگر یہ علماء نہ ہوتے:

حضرات!

یہ کارواں طویل مسافت طے کرتے ہوئے کس طرح منزل مقصود تک پہنچا یہ لمبی داستاں ہے، اس داستاں میں امنگیں بھی ہیں اور محرومیاں بھی، عزم وعمل کا جوش وخروش بھی ہے اور شکست خوردگی بھی اور بے چارگی بھی ہے، اور افسردگی بھی، جنون شوق کی آشفتہ سیری بھی ہے اور گردش دوراں کی کجروی بھی، اس طویل مسافت کو طے کرتے ہوئے ان کے پاؤں مسلسل لہولہان ہوتے رہے، ہزاروں اور لاکھوں کا وجود غبار راہ بن کر اڑ گیا کبھی جبر وتشدد کی خاردار

جھاڑیوں میں ان کے دامن کو تار تار کیا کبھی وحشت و بربریت کے پہاڑ ان کے راہ میں حائل ہو گئے مگر اس بزم جنوں کے دیوانوں نے ہمت نہیں ہاری، حوادث ومصائب سے ٹکراتے ہوئے منزل مقصود کی جانب بڑھتے رہے...... ؎

اس بزم جنوں کے دیوانے ہر راہ سے پہنچے منزل تک
بے تابی ان کی عام ہوئی صحراؤں سے لے کر ساحل تک
ہاں سنگ گراں پہ لکھتے تھے وہ اپنی دل ناداں کا حال
شاید کہ تلاش مقتل میں کوئی پہونچے کوئے قاتل تک

حضرات!

یہ واقعہ ہے کہ اگر ہندوستان کی جنگ آزادی میں علماء حصہ نہ لیتے تو یہ ہندوستان کبھی بھی آزاد نہ ہوتا اگر یہ سرخیل آزادی نہ ہوتے تو تحریک آزادی نہ چلتی، تحریک بالاکوٹ نہ چلتی، تحریک ریشمی رومال نہ چلتی، تحریک خلافت نہ چلتی، ہندوستان چھوڑو تحریک نہ چلتی، مقدمۂ وہابیان نہ چلتا، انبالہ سازش کیس نہ بنتا۔

الغرض! علماء کرام ہی نے اپنے خون جگر سے عروس آزادی کی حنا بندی کی ہے، اور اپنے مقدس لہو سے شجر آزادی کو سینچا، اور پروان چڑھایا ہے۔

۱۸۵۷ء کی جنگ میں علماء مدارس کی لرزہ انگیز قربانیاں:

چنانچہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں دو محاذ بنائے گئے، ایک محاذ انبالہ پر جس کی قیادت مولانا جعفر تھانیسریؒ کے پاس تھی، دوسرا محاذ شاملی پر جس کی

قیادت حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کے پاس تھی۔

اس جنگ میں بڑے بڑے علماء وصلحاء شہید وزخمی ہوئے، اسی جنگ میں مولانا نانوتویؒ زخمی ہوئے، اسی جنگ میں حضرت گنگوہیؒ زخمی ہوئے، اسی جنگ میں حافظ ضامنؒ شہید ہوئے، اس ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں دولاکھ مسلمان شہید ہوئے، جن میں ساڑھے اکیاون ہزار علماء کرام تھے، صرف دہلی میں پانچ سو علماء کو پھانسی کے پھندوں پر لٹکا دیا گیا۔

بہرحال جب اس جنگ میں وسائل کی قلت اور اپنوں کی غداری کی وجہ سے فرنگیوں کا غلبہ ہوا اور وائسرائے برطانیہ نے اپنے ہندوستانی مشیروں سے رائے طلب کی کہ بتاؤ ہندوستان میں تمہاری حکومت کیسے قائم رہ سکتی ہے تو ہندوستان میں رہنے والے سب سے بڑے سیاست داں ڈاکٹر ولیم نے کہا ہندوستان میں سب سے زیادہ بیدار مسلمان ہیں، اور جنگ آزادی صرف مسلمانوں نے لڑی ہے، مسلمانوں میں جب تک جذبۂ جہاد موجود ہے اس وقت تک ہم لوگ ان پر حکومت نہیں کر سکتے اس لئے جذبۂ جہاد کو پہلے ختم کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ ہندوستان سے مسلمان، علماء اور قرآن کو ختم کر دیا جائے۔

چنانچہ ۱۸۶۱ء میں تین لاکھ قرآن کریم کے نسخے بدبخت انگریزوں نے جلا دیئے اور اس کے بعد علماء کرام کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا، انگریز مؤرخ مسٹر ایڈورڈ ٹامسن اپنی یادداشت میں لکھتا ہے کہ ۱۸۶۴ء سے لے کر ۱۸۶۷ء تک

انگریز نے علماء کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا، اور یہ تین سال ہندوستان کی تاریخ کے بڑے المناک سال ہیں، ان تین سالوں میں انگریزوں نے چودہ ہزار علماء کرام کو تختہ دار پر لٹادیا۔

ٹامسن کہتا ہے کہ...... دلی کی چاندنی چوک سے لے کر خیبر تک کوئی ایسا درخت نہ تھا جس پر علماء کی گردنیں نہ لٹکی ہوئی ہوں، ٹامسن کہتا ہے کہ...... علماء کے جسموں کو تانبے سے داغا گیا، ٹامسن کہتا ہے کہ...... علماء کو سوروں کی کھالوں میں بند کر کے جلتے ہوئے تنوروں میں ڈالا گیا، ٹامسن کہتا ہے کہ علماء کرام کو ہاتھیوں پر کھڑا کر کے درختوں سے باندھ کر ہاتھیوں کو نیچے سے چلا دیا گیا۔ ٹامسن کہتا ہے کہ...... لاہور کی شاہی مسجد جس کے صحن میں انگریز نے پھانسی کا پھندا بنایا تھا اس میں ایک ایک دن اسی اسی علماء کو پھانسی دی جاتی تھی، ٹامسن کہتا ہے کہ...... لاہور کی دریا راوی میں اسی اسی علماء کو بوریوں میں بند کر کے ڈال دیا جاتا اور اوپر سے گولیوں کا نشانہ بنایا جاتا۔ ٹامسن کہتا ہے کہ...... جب میں دلی میں اپنے خیمہ میں گیا تو مجھے مردار کی بدبو محسوس ہوئی میں خیمہ کے پیچھے چلا گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آگ کے انگارے دہک رہے ہیں اور چالیس علماء کپڑے اتار کر انگاروں پر ڈال دیئے گئے، میرے دیکھتے دیکھتے چالیس اور علماء کو بلایا گیا، ان کے کپڑے اتارے گئے، انگریز نے کہا مولویو!...... جس طرح ان چالیس کو پکایا گیا ہے، اسی طرح تمہیں بھی پکا دیا جائے گا تم میں سے صرف ایک آدمی یہ کہہ

دے کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں ہم شریک نہیں تھے،ابھی چھوڑ دیتے ہیں۔

ٹامسن کہتا ہے کہ مجھے پیدا کرنے والے کی قسم......! کوئی عالم ان میں ایسا نہیں تھا جو کوئی یہ کہہ دے کہ سارے کے سارے آگ میں پک گئے، مگر انگریز کے سامنے کسی نے بھی گردن نہیں جھکائی۔

حضرات!

انہیں شیرانِ اسلام اور سرفروشان خیر الانام کے سچے جانشیں اور حقیقی وارث شیخ الہند اور شیخ الاسلام اور مولانا عبید اللہ سندھی رحمہم اللہ ہیں۔ ۱۸۵۷ء کے بعد سے ۱۹۷۴ء تک آزادی کے سرخیل اور کمانڈر یہی حضرات تھے، آج یہ لوگ دنیائے تاریخ میں ''اسیران مالٹا'' کے نام سے جانے جاتے ہیں اور یہ وہی شیخ الہند ہیں جنہوں نے انگریزوں کے خلاف ایک عالم گیر تحریک چلائی تھی کہ عقل انسانی حیران و ششدر رہ جاتی ہے، انہی کے شاگرد رشید حضرت مولانا عبید اللہ سندھی ہیں جو شیخ الہند کے بعد تحریک ریشمی رومال کے سب سے بڑے لیڈر تھے، تحریک ریشمی رومال کے سلسلہ میں حضرت نے انہیں افغانستان روانہ کیا تھا تا کہ وہاں کے پرجوش عوام کو انگریزوں کے خلاف متحد کرسکیں، جب مولانا افغانستان کے لئے روانہ ہورہے تھے، تو ان کی داڑھی نکل رہی تھی مگر جب وہ روس وافغانستان کی بادیہ پیمائی کرکے لوٹے ہیں تو ان کی داڑھی کے بال سفید ہو چکے تھے اور شیخ الہندؒ ہی کے سب سے چہیتے اور ہر دل عزیز شاگرد حضرت شیخ الاسلام

مولانا حسین احمد مدنیؒ ہیں، جنہوں نے خلافت کانفرنس کراچی میں ایسے وقت میں شرکت کی کہ انھیں گولی مار دیئے جانے کا حکم مل گیا تھا، لوگوں کا خیال تھا کہ حسین احمد مدنی نہیں آئے گا، مگر لوگوں کی آنکھیں اس وقت حیرت سے پھٹی رہ گئیں، جب وہ مرد مجاہد کفن بر دوش ہوکر اسٹیج پر آیا اور جلسہ کی صدارت فرمائی اسی کانفرنس میں حضرت نے انگریزوں کو بلبل اور گولیوں کو گل سے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا:

لئے پھرتی ہے بلبل چونچ میں گل
شہید ناز کی تربت کہاں ہے ......؟

راوی کہتا ہے کہ جب حضرت نے یہ شعر پڑھا تو لوگ جوش میں آدھے گھنٹے تک مسلسل نعرے لگاتے رہے اور پھر علماء کی قربانیوں اور اپنے ایک فتوی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے انگریز کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

کھلونا سمجھ کر .... نہ برباد کرنا
کہ ہم بھی کسی کے بنائے ہوئے ہیں
فرنگی کی فوجوں میں حرمت کے فتوے
سر دار چڑھ کر بھی گائے ہوئے ہیں
وہ شجر آزادی کہ خون دے کر سینچا
تو پھل اس کے پکنے کو آئے ہوئے ہیں

ع ...... جو ہو عزم سفر پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

بہر حال تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ۱۸۵۷ء سے پہلے بھی آزادی کے سرخیل علماء ہی رہے ہیں اور ۱۸۵۷ء کے بعد مجاہدین آزادی کی قیادت برصغیر کے عظیم سپوت دارالعلوم کے فرزند اول شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ فرما رہے تھے، مولانا شاہین جمالی دارالعلوم کی تاریخ سیاست میں لکھتے ہیں:

علماء کرام کی قربانیاں رنگ لے آئیں:

۱۹۲۰ء کے بعد آزادی ہند کا دوسرا دور شروع ہوا اور اس دور میں دیوبند حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی کی کمان میں آزادی کی جنگ لڑتا رہا، ڈاکٹر مختار احمد انصاری اور مولانا ابوالکلام آزاد سیاسی رہنمائی کرتے رہے، ان حضرات کی رہنمائی میں ۱۹۳۰ء کی جنگ میں چودہ ہزار مسلمان جیل گئے اور پانچ سو دلاور سرحدی جوان شہید ہوئے اور آخری جنگ ۱۹۴۷ء میں ہندوستان کا آخری گورنر جنرل لارڈ ماؤنٹ بین رخصت ہو گیا، اور شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے دور سے چل رہی آزادی کی تحریک اپنی منزل مراد پانے میں کامیاب ہو گئی، اینگلو محمڈن بلاک کا ایک حصہ ایک نئی سلطنت پاکستان قائم کر کے اس کا حکمراں بن گیا، اور دیوبند کے آزاد بلاک کو اسی فیصدی ہندوستان کی حکومت ملی اور دو بڑے لیڈر جواہر لال نہرو اور مولانا ابوالکلام ہندوستانی عوام کی آزادی اور جمہوریت کے محافظ اور ذمہ دار ہوئے۔

خلاصۂ کلام:

الغرض قصہ مختصر یہ ہے کہ اگر جنگ آزادی میں علماء کرام حصہ نہ لیتے تو یہ ہندوستان کبھی بھی آزاد نہ ہوتا، ان مقدس اور پاکیزہ ہستیوں نے ایسی ایسی بے مثال ولازوال قربانیاں دی ہیں کہ جن کی نظیریں پیش کرنے سے تاریخ عالم عاجز اور قاصر اور عقل انسانی حیران وششدر ہے، اور آج ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ ہمارے اسلاف نے ہندوستان کے ساتھ وفاداری اور اس کے لئے جانثاری کے ایسے ایسے محیر العقول ثبوت پیش کئے ہیں کہ:

انگشت بدنداں ہیں زمین چاند ستارے
پتہ پتہ بوٹہ بوٹہ حال ہمارا جانے ہے
جانے نہ جانے گل ہی جانے باغ تو سارا جانے ہے

و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

حبیب الفتاوی

حبیب الفتاوی

آزادئ ہند میں علماء کا کردار

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله وحده والصلوة والسلام علی من لا نبی بعده

...... **أما بعد!**

مادر ہند کی عظمت کے نگہبان ہیں ہم
قدر کرتے ہیں جو انسان کی وہ انسان ہیں ہم
آنچ آئے گی جو اس دیش کی آزادی پر
سر کٹایا ہے کٹا دیں گے مسلمان ہیں ہم

جنت نشاں ہندوستان:

برادران ملت اسلامیہ اور محبان وطن!

دنیا کے ترقی پذیر ممالک میں سے ہمارا ملک ہندوستان بھی ہے، ہمارا ملک وہ ملک ہے جس کو کبھی آریہ ورت کا لقب دیا گیا، تو کبھی انڈیا کے نام سے پکارا گیا، کبھی بھارت سے موسوم کیا گیا، تو کبھی ہندوستان کا نام دیا گیا۔

ہمارا ملک ہندوستان اپنی آغوش میں ایسی ایسی چیزوں کو لئے ہوئے ہے کہ پوری دنیا اس پر فخر کرتی ہے، اس کے سینے میں شاہ جہاں کی مسجد اور تاج

محل کی عظمت پوشیدہ ہے، مہاتما بدھ اور ٹیپو سلطان اس کے پروردہ ہیں، اشفاق اللہ خاں اسی کا لال ہے نور جہاں کی عفت اسی کے صدقے ہے، گنگا جمنا کی روانی اسی کے پیار کا صدقہ ہے، ستلج کی لہریں اسی کی گود میں ہیں، ہمالیہ کے سر پر اسی کا تاج ہے، مہاتما گاندھی اسی کے جگر کا ٹکڑا ہیں، بر گیڈ عثمان کو شجاعت اسی نے بخشی ہے، ویر عبد الحمید کو بہادری اسی نے عطا کی ہے حسین احمد مدنیؒ کو جھولا اسی نے جھلایا ہے، لال قلعہ کو مضبوطی اسی نے بخشی ہے۔

جہنم نما بھارت:

لیکن جب ہم اپنے ملک ہندوستان کی موجودہ صورت حال کا جائزہ لیتے ہیں تو مجبور ہو کر کہنا پڑتا ہے کہ تعصب کو بھی اسی نے جنم دیا ہے، ظلم و بربریت کو بھی اسی نے عروج بخشا ہے، قتل و غارت گری کو بھی اپنا شیوہ اسی نے بنایا ہے، مذہب کے نام پر فتنہ و فساد پھیلانے والے لال کو بھی اسی نے پیدا کیا ہے، اڈوانی کو اسی نے جنم دیا ہے، اشوک سنگھل کو اسی نے پیدا کیا ہے، مرلی منوہر جوشی اور بال ٹھاکرے کو اسی نے پیدا کیا ہے، اوما بھارتی دیش ورودھی اسی کی بیٹی ہے، ششما سوراج اسی کی لاڈلی ہے۔

آزادئ ہند میں علماء کی ناقابل فراموش قربانیاں:

برادرانِ ملت اسلامیہ!

جب ہم بھاگلپور کے حالات سنتے ہیں۔

جب بجنور اور فیض آباد کے فسادات کا تذکرہ ہوتا ہے۔

جب اجودھیا میں بابری مسجد کی مسماری یاد آتی ہے۔

جب ہندوستانی مسلمانوں کے خوں کے چھینٹے اخباروں اور رسائل وجرائد پر نظر آتے ہیں۔

تو......

ہمیں ان بزرگوں کی قربانیاں یاد آتی ہیں جنہوں نے اپنے ملک کی آزادی کی خاطر بیوی بچے اور مال و دولت سب کو تیاگ دیا، وطن چھوڑنا گوارا کیا، جیلوں کی مشقتوں کو برداشت کیا، سر کٹوا دینا گوارا کیا، سولی پر چڑھنا گوارا کیا، تختہ دار کی پرواہ نہیں کی، ٹینکوں اور توپوں سے ٹکرائے، غرض ہر مصیبت کو اپنی خندہ پیشانی سے گوارا کیا، لیکن جب تک اپنے ملک کو انگریز کے ناپاک چنگل سے چھڑایا نہیں چین سے نہیں بیٹھے ؎

جب وقت پڑا تھا گلشن پر مجھ سے ہی لہو کا دان لیا
میرے ہی لہو کے چھینٹوں سے ہولی بھی منائی لوگوں نے

سامعین کرام!

ہمارے ان بزرگوں نے یہ ساری قربانیاں کیوں پیش کیں؟ بیوی بچے اور مال و دولت کی محبتوں کو بالائے طاق کیوں رکھا؟ سر کٹا دینا آسان کیوں سمجھا؟ سولی پر مسکراتے ہوئے کیوں چڑھ گئے؟ جیلوں کی مشقتوں کو کیوں برداشت کیا؟ اسی لئے تو کہ آج اگر ہم ان مصائب وآلام پر صبر کرلیں گے اور

ان تکالیف کو جھیل لیں گے تو آنے والی ہماری نسل اور باشندگان وطن آزادی کے ساتھ زندگی گزاریں گے، غلامی کے طوق ان کے گلے میں نہیں ہوں گے ہر طرح سے آزادی رہے گی، کھانے پینے کی آزادی رہے گی، رہنے سہنے کی آزادی رہے گی، عبادتوں کی آزادی رہے گی، اذان پر پابندی نہیں لگائی جائے گی، مسجدوں اور عیدگاہوں میں تالے نہیں لگائے جائیں گے، ان کو مسمار نہیں کیا جائے گا، ماؤں کی ممتائیں لوٹی نہیں جائیں گی، بہنوں کے دوپٹے ان کے سروں پر محفوظ رہیں گے، ان کی عصمتوں کو داغدار نہیں کیا جائے گا، بلاتفریق مذہب وملت دین ودھرم بھائی چارگی کا ماحول پیدا ہو جائے گا۔

بھارت کے ٹھیکیداروں سے اک سوال......؟

مگر افسوس صد افسوس!

ہمارے ان بزرگوں کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکا، آج ہم آزاد رہتے ہوئے بھی آزاد نہیں ہیں، مامون رہتے ہوئے بھی مامون نہیں ہیں، محفوظ رہتے ہوئے بھی محفوظ نہیں ہیں، میں ملک کے تعصب پرستوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم سب کے سب اپنے آپ کو آزاد اور سیکولر کہتے ہو، آزادی اور سیکولرزم کی بات کرتے ہو، بتاؤ اس ملک ہندوستان کے اندر تم نے ہم کو کہاں کب اور کس وقت آزادی دی ہے......؟ ذرا تاریخ کا باب کھول کر دکھلاؤ......

کیا سیکولرزم اسی کا نام ہے کہ تم جو چاہو کھاؤ پیؤ اور گاؤ ماتا کہہ کر

ہمارے کھانے پر پابندی لگاؤ۔

کیا آزادی اسی کا نام ہے کہ تم جگہ بہ جگہ مندر پہ مندر بناتے جاؤ، کریمنل اور ڈاکوؤں کو پجاری کا روپ دے کر تباہی پھیلاؤ اور ہماری بنی بنائی مسجدوں اور عیدگاہوں کو تباہ و مسمار کرو، تم اپنے دھرم کے قوانین پر آزادی کے ساتھ عمل کرو اور ہمارے مسلم پرسنل لاء پر پابندی لگاؤ، تم اپنے دھرم کی خوب خوب اشاعت کرو اور ہمارے مذہب کو گندے گندے الفاظ سے موسوم کرو ؎

قربانیوں میں ہم ہیں تو راحت میں کوئی اور
انصاف ہو رہا ہے یہ...... اہل وطن کے ساتھ

میرے غیرت مند بھائیو!

کیا اسی لئے ہمارے بزرگوں نے یہ ساری قربانیاں پیش کی تھیں......؟

کیا ان کا خواب، آزادی سے پہلے یہی تھا......؟

کیا اسی لئے ریشمی رومال کی تحریک چلی......؟

کیا اسی لئے تحریک بالاکوٹ وجود میں آئی......؟

کیا اسی لئے تحریک خلافت چلی......؟

کیا اسی لئے ہندوستان چھوڑو تحریک چلی......؟

کیا اسی لئے مقدمہ وہابیان چلا......؟

کیا اسی لئے انبالہ سازش کیس بنا......؟

کیا اسی لئے دہلی کے چاندنی چوک پر کٹے سر لٹکائے گئے......؟

کیا اسی لئے جلیان والا کانڈ ہوا......؟

کیا اسی لئے شاملی کے میدانوں کو خون سے رنگا گیا......؟

وقت کی تبدیلیوں کا گر نہیں سمجھا فریب

تو یقیناً اہل گلشن کا کفن جل جائے گا

اب ظلم نہ کرو! ورنہ......

اے وفاداری کا ٹھیکہ چلانے والو! اور رام راج کا سپنہ دیکھنے والو!

اگر تم نے ہمارے بزرگوں کے خوابوں کو ایسے ہی چکنا چور کیا، شرمندۂ تعبیر ہونے سے روکے رکھا، تو یاد رکھو......

آج بھی ہمارے پاس حسین احمد مدنیؒ جیسا جگر رکھنے والے افراد موجود ہیں۔

محمود الحسن دیوبندیؒ جیسا کلیجہ رکھنے والے افراد موجود ہیں۔

حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ جیسے ہمت ور موجود ہیں۔

عبید اللہ سندھی جیسے جواں مرد موجود ہیں۔

محمد علی جوہر اور ابوالکلام آزاد جیسے جانباز موجود ہیں۔

اے ملت اسلامیہ کے نوجوانو!

بتادو کہ آج بھی ہم اپنے دین ودھرم اور آزادی کی خاطر سر کٹا سکتے ہیں سولی پر چڑھ سکتے ہیں، جیلوں کی مشقتوں کو جھیل سکتے ہیں، لیکن اپنے دین ودھرم، مذہب وملت پر آنچ نہیں آنے دیں گے۔

مظلوم سہی لیکن مجبور نہیں ہیں ہم
اگر ضد پہ آجائیں تو کہرام مچا دیں گے

آزادیٔ ہند کا مقصد کیا تھا......؟

میرے اسلامی بھائیو!

ہمارے بزرگوں نے جو آزادی سے قبل ہندوستان کی بابت خواب دیکھا تھا، اگر وہ شرمندۂ تعبیر ہو جاتا۔

تو......

ہمارے ملک ہندوستان کا آج نقشہ ہی کچھ اور ہوتا۔

ملک بھر میں امن وشانتی کی لہریں دوڑتیں۔

قتل غارت گری کا بازار گرم نہیں ہوتا۔

کڈنیپنگ اور اغوا رواج نہیں پاتا۔

ماں اور بہنوں کی عصمتیں محفوظ رہتیں۔

مذہبی اور ملی آزادیاں ہوتیں۔

ملک کے سرمایہ کو امانت سمجھا جاتا۔

اس قدر گھوٹالے اور گھپلے بازیاں نہیں ہوتیں۔

سرکش شیاطین حکومت کی کرسیوں پر نہیں ہوتے۔

مجرموں اور ڈاکوؤں کو وزارت کے عہدے نہیں دیئے جاتے۔

بلا وجہ ایٹمی دھماکہ کر کے مہنگائیاں نہیں بڑھائی جاتیں۔

بلکہ سوجھ بوجھ اور عقل ودانائی سے کام لیا جاتا۔

کشمیر کے معاملات الجھ کر رہ جانے کی وجہ سے ہزاروں اور لاکھوں نوجوان قتل نہیں ہوتے۔

بلکہ ہماری طاقت وقوت کا لوہا مانا جاتا، ہماری آزادی کے ترانے ہرسو گائے جاتے، ہماری امن وشانتی پر دنیا فخر کرتی۔

نہ مانوگے تو مٹ جاؤ گے اے ہندوستاں والو\
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

وما علینا الا البلاغ

عظمت قرآن کریم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم. اما بعد! فقد قال الله تبارک وتعالی فی القرآن المجید، اعوذ بالله من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرّحمنِ الرَّحیم. ذٰلِکَ الکتاب لاریب فیه هدی لِلْمُتَّقِینَ. وَقَالَ النَّبی صلی الله علیه وسلم خیرکُم مَن تَعَلَّمَ القرآن وَعَلَّمَه .(الحدیث)

الٰہی رونق اسلام کے سامان پیدا کر
دلوں میں مؤمنوں کے الفتِ قرآن پیدا کر

آغاز سخن:

صدر محترم!

اسٹیج پر رونق افروز بزرگانِ دین اور حاضرین جلسہ، آج کی اس محفل میں اور آج کے اس مبارک اجلاس میں میرا موضوعِ سخن دنیا کی پاکیزہ اور مقدس کتاب قرآن پاک ہے، ہمیں چڑھتے سورج کی طرح یقین ہے کہ اس کا ایک ایک حرف سچا اور صادق ہے، وہ قرآن پاک جس کی زبان مقدس بیان مقدس

اور جو فصاحت و بلاغت کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہے جس کے متعلق ارشاد ربانی ہے قرآن وہ کتاب ہے جس کے صادق اور برحق ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں اور جس کے بارے میں محسن انسانیت حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن کو سیکھے اور سکھائے، دعا کیجئے کہ خداوند قدوس ہم سب کو قرآن پاک کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین

قرآن کی رفعت وعظمت:

نوجوان دوستو!

قرآن پاک رب ذوالجلال کی طرف سے عطا کردہ وہ حسین تحفہ ہے کہ جس نے ۲۳ برس کی قلیل مدت میں پورے عالم میں وہ انقلاب برپا کردیا کہ بڑے بڑے فصحاء، بلغاء، ادباء اور شعراء حیران وششدر رہ گئے جس کی آیتوں کو سن کر پتھر دل موم ہو گئے۔

دوستو! یہی وہ قرآن ہے جو رہتی دنیا تک کے انسانوں کے لئے سراپا ہدایت ورحمت ہے۔

یہی وہ قرآن ہے جس نے رسول کی رسالت کو اعزاز بخشا۔

یہی وہ قرآن ہے جس نے پژمردہ قلوب کو تازگی بخشی ہاں ہاں یہ وہی قرآن ہے جس کی برکت سے جنات وشیاطین کا آسمانوں پر جانا بند ہوا۔

یہی وہ قرآن ہے جس کی برکت سے عزت ورفعت کے شامیانے گڑ گئے۔

یہی وہ قرآن ہے جس کی بدولت محبوب حقیقی کی رضا نصیب ہوتی ہے۔

یہی وہ قرآن ہے جس کی بدولت عمر فاروق کو ایمان نصیب ہوا۔

یہی وہ قرآن ہے جو سچائی اور امانت داری کا درس دیتا ہے۔

یہی وہ قرآن ہے جس کی بدولت عمر فاروقؓ کو ایمان نصیب ہوا۔

یہی وہ قرآن ہے جس کی نظیر پیش کرنے سے ساری دنیا عاجز وقاصر رہی۔

یہی وہ قرآن ہے جس کا مثل پیش کرنے سے عرب کے فصیح وبلیغ زبان دانی کا دعویٰ کرنیوالوں نے گھٹنے ٹیک دئے۔

یہی وہ قرآن ہے جس نے ضلالت وگمراہی کی دلدل میں پھنسی ہوئی انسانیت کو رشد وہدایت کا پیغام سنایا۔

یہی وہ قرآن ہے جس کی حفاظت کا وعدہ خود خالق کائنات نے فرمایا۔

یہی وہ قرآن ہے جس کی تلاوت میں دلوں کے واسطے فرحت وبشاشت کا کا سامان ہے۔

یہی وہ قرآن ہے جس نے ذہنی قوتوں کو جلا بخشا۔

یہی وہ قرآن ہے جس کی برکت سے اجڑے چمن میں بہار پیدا ہوئی۔

قرآن کریم اور عصر حاضر:

محترم حضرات!

آج کے اس نازک دور میں حفظ کلام پاک کو فضول سمجھا جاتا ہے، اس کے الفاظ رٹنے کو حماقت بتلایا جاتا ہے، کہا جاتا ہے کہ اس کا رٹنا اور بے سمجھے پڑھنا بے سود ہے۔

افسوس صد افسوس! اس قرآن پاک کے بارے میں ہمارا یہ خیال کہ جس کے بارے میں شہنشاہ بطحیٰ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اِقرأ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ کَمَا کُنتَ تُرَتِّلُ فِی الدُّنیا فَانَ مَنْزِلَکَ عِنْدَ اخر ایۃ تقرئہا (الحدیث) قیامت کے دن حافظ قرآن سے کہا جائے گا، قرآن پڑھتا جا اور جنت کے درجوں پر چڑھتا جا۔ اور پھر ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسا کہ تو دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتا تھا، بس تیرا مقام اور ٹھکانہ وہی ہے جہاں آخری آیت پر پہنچے۔

یہ قرآن دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے:

یاد رکھو! یہ قرآن دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے یہ زمین آسمان چاند وسورج ستارے کوئی اس نعمت کا مقابلہ نہیں کرسکتے، یہ قرآن رب کائنات کا

مقدس اور عظیم کلام ہے اور کیوں نہ ہو جبکہ اس کا اتارنے والا امین جسکے ذریعے اتارا گیا وہ بھی امین جس ذات پر نازل ہوا وہ بھی امین جس مقام پر نازل ہوا وہ بھی امین جس مہینے میں نازل ہوا وہ تمام مہینوں سے افضل اور جس رات میں نازل ہوا وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

اللہ کا یہ مقدس اور پاکیزہ کلام تمام کلاموں سے افضل اور برتر ہے، حدیث پاک میں آتا ہے: فَضُلُ کَلامِ اللهِ عَلَى سَائِرِ الكَلامِ كَفَضُلِ الله عَلَى خَلقه ۔ اللہ کے کلام کو سب کلاموں پر ایسی ہی فضیلت ہے جیسی کہ خود حق تعالی شانہ کو تمام مخلوق پر، اللہ کا دلارا اور خدا کا پیارا نبی ارشاد فرماتا ہے کہ جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا اس کے والدین کو کل قیامت کے دن سورج سے بھی زیادہ روشن تاج پہنایا جائے گا۔

قرآنی انعامات:

غور کرنے کا مقام ہے کہ جب والدین کو اس گراں قدر انعام سے نوازا جائیگا تو خود پڑھنے والے کے مقام اور مرتبہ کا کیا عالم ہوگا۔

حضرات! قیامت کا میدان ہوگا اور ایسے دس آدمی جن کیلئے جہنم واجب ہوچکی ہوگی حافظ قرآن اپنے رب کی بارگاہ میں سفارش کریگا، پروردگار عالم اس کی سفارش قبول کریگا اور ان کو اس حافظ قرآن کی برکت سے نجات عطا ہوگی۔

قرآن نے انسانوں کو عزت سے نوازا:

مسلمانو! قرآن کریم وہ عظیم برکت اور سعادت ہے جو روحِ خداوندی ہے معدنِ حیات اور سرچشمۂ زندگی ہے، وہ عرب قوم جو پشتہا پشت سے مردہ چلی آرہی تھی دنیا جس کو ذلیل اور حقیر جانتی تھی کوئی ان کو اونٹ کی مینگنیوں میں کھیلنے والا سمجھتا، کوئی ان کو جہلاء عرب کا خطاب دیتا، کوئی ان کو جاہلینِ مکہ کہتا، لیکن جب قرآن آیا تو جن کا نام جہلاء عرب تھا صحابۂ کرام ہو گیا جن کو نفرت سے یاد کیا جاتا تھا، ان کو رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا اعزاز ملا، جس زمانہ کا نام جاہلیت تھا اس کا نام خیر القرون ہو گیا، وہ مردہ قوم جو کروٹ نہیں لے سکتی تھی طاقت وقوت سے ایسی لیس ہو گئی کہ جس نے قیصر و کسری کا غرور خاک میں ملا دیا۔ بڑی بڑی سلطنتوں اور حکومتوں کا تختہ الٹ دیا۔

جب قرآن آیا؟

محترم دوستو!

قرآن آیا تو زمان ومکان میں زندگی آئی۔

قرآن آیا تو عدل ومساوات کا پیغام آیا۔

قرآن آیا تو مذہب اسلام پھیلا۔

قرآن آیا تو مردہ قوم زندہ ہوئی۔

قرآن آیا تو قیصر وکسری کا غرور خاک میں ملا۔

قرآن آیا تو باطل کے لہراتے جھنڈے ٹوٹ پڑے۔

قرآن آیا تو کفر وشرک دم توڑ گیا۔

قرآن آیا تو ساری کائنات کو نور ملا۔

قرآن آیا تو انسانوں کے پجاری خدا کے پرستار بنے۔

قرآن آیا تو توحید ملی ایمان ملا۔

قرآن آیا تو گلستاں کو بہار حسن عطا ہوا۔

ہاں ہاں مجھے کہہ لینے دیجئے کہ قرآن آیا تو روشنی آئی۔

قرآن آیا تو تاریکی کافور ہوئی۔

قرآن آیا تو امن وامان اور سلامتی آئی۔

قرآن آیا تو احکام ملے شریعت ملی۔

قرآن آیا تو دم توڑتی انسانیت کو حقوق ملے۔

قرآن آیا تو شرافت وعزت ملی۔

قرآن آیا تو ضلالت وگمراہی کی وادیوں میں بھٹکتے ہوئے انسانوں کا درد وغم ملا۔

قرآن آیا تو دوستو سب کچھ ملا۔

قرآن اور آج کا مسلمان:

مگر افسوس صد افسوس ہم نے قرآن کے دامن تقدس کو ترک کردیا، ہم نے اس کی پاکیزہ تعلیمات کو بھلا دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مسلم قوم جس کے سر پر عزت ورفعت کا تاج تھا۔ ذلت ورسوائی کی غار میں جا گری، وہ قوم کامیابی جسکے آگے بڑھ کر استقبال کرتی تھی، ناکامی اس کا مقدر بن گئی، وہ مسلم قوم جس کی ایک آواز پر افریقہ کے جنگل میں رہنے والے خونخوار درندوں نے میدان خالی کردیا تھا، آج ایک چیونٹی بھی اس کا حکم ماننے کو تیار نہیں، وہ قوم جس نے کبھی حکومت وسلطنت کا فریضہ انجام دیا تھا۔ آج غلامانہ زندگی بسر کر رہی ہے، وہ قوم جن پر تاریخ نازاں تھی آج ماتم کناں ہے، وہ قوم جس کی ماضی روشن اور تابناک تھی حال مستقبل اس کا تاریک ہے۔

مسلمانو! سمجھو اور ہوشیار ہو جاؤ غفلت کا پردہ چاک کرو، قرآن پاک سے وابستہ ہو جاؤ، ورنہ یاد رکھو تاریخ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔

قرآن اور حضرات صحابہ:

حاضرین جلسہ!

جانثار صحابہ کرام کے کتب خانہ میں قرآن پاک کے علاوہ کوئی کتاب نہ تھی اسی کو لیکر وہ آگے بڑھے اور کامیابی ان کے قدم چومتی چلی گئی، وہ قرآن ہی تھا

جس کی برکت سے بدر کے میدان میں تین سو تیرہ نے مکہ کی قسمت پلٹ دی، آج ہم ہیں کروڑوں میں مگر دوسری قومیں ہم پر سوار ہیں، جان ہماری محفوظ نہیں۔ مال ہمارا محفوظ نہیں، عزت و آبرو سے ہماری کھلواڑ ہے، نہ ہماری مساجد محفوظ ہیں، نہ ہمارے مدارس محفوظ ہیں، ظلم و ستم کی چکی ہمارے لئے گھوم رہی ہے۔

مسلمانوں کا ماضی و حال:

مسلمانوں ایک دور وہ تھا کہ مسلمانوں کا مقابلہ ہامان بن ولی سے ہوتا ہے اس دشمن خدا اور دشمن رسول کے پاس طاقت اور قوت ہے، ساٹھ ہزار فوج کا لشکر جرار ہے، مسلمانوں کی فوج دس ہزار ہے، اسلامی فوج کے کمانڈر حضرت خالد بن ولید ہیں، مسلمانوں کو اس کا بھی علم نہیں کہ دشمن کے پاس کتنی فوج ہے، مشورہ ہوتا ہے خالد بن ولیدؓ سے کہا جاتا ہے کہ آپ تین سو آدمی لے کر جائیں اور پتہ لگائیں کہ دشمن کی فوج کہاں ہے، اس کی تعداد کتنی ہے اور اس کے پاس سامان کیا ہے، صحابیِ رسول صلعم کی ایمانی قوت دیکھئے فرماتے ہیں کہ تین سو کی ضرورت نہیں میرے ساتھ صرف تیس آدمی کافی ہیں، صحابہ عرض کرتے ہیں کہ آپ کی قوت ایمانی آپ کو مبارک ہو مگر یہ دنیا دار الاسباب ہے، تیس آدمی کچھ نہیں ہوتے کم از کم ساٹھ آدمی لے جاؤ۔ چنانچہ تیس آدمیوں کا اور اضافہ کر دیا گیا اور اسلامی فوج کا یہ مختصر سا قافلہ آگے بڑھا۔ چند میل کے فاصلہ پر معلوم ہوتا ہے کہ وہاں دشمن کا لشکر ہے اس کی تعداد ساٹھ ہزار ہے، خالد بن ولیدؓ کی ایمانی حرارت جوش میں آئی فرمایا

کہ دشمن کا لشکر سامنے ہے میری رائے کہ ادھر منتظر صحابہ کرام کو اطلاع کی ضرورت نہیں ان سے مقابلہ کے لئے ہم کافی ہیں، سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہمیں شوق شہادت ہے جب شہادت سامنے ہے تو دشمن کی کثرت تعداد سے پرواہ کیا ہے، اسلامی فوج کا وہ مجاہد اعظم صف بناتا ہے دوسری طرف ساٹھ ہزار کا لشکر ہے، ہامان بن ولی آگے بڑھتا ہے کہتا ہے کہ ہم تو سمجھتے تھے مسلمان قوم بڑی سمجھدار ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ تم احمق ہو، ساٹھ ہزار سے لڑنے کیلئے ساٹھ آدمی لے کر آئے ہو، جاؤ ہم تم پر رحم کھاتے ہیں اور دو دو بورے کھجور اور چند اشرفیاں دیدیتے ہیں کیوں اپنی جانوں پر ظلم کرنے آئے ہو یہاں سے چلے جاؤ۔

حضرت خالد نے ساٹھ ہزار کا منہ توڑ جواب دیا:

دوستو! جگر پر ہاتھ رکھئے اور سنئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ فرماتے ہیں تو واعظ بن کر آیا ہے یا کمانڈر بن کر آیا ہے، تجھے شرم نہیں آتی اپنی بزدلی کو وعظ کے پردے میں چھپاتا ہے، تم میں لڑنے کی طاقت وقوت نہیں ہے، ہامان بن ولی اسلامی مجاہد کی اس للکار کو سن کر جوش میں آتا ہے فوج کو حکم دیتا ہے کہ پکڑ لو ان ساٹھ آدمیوں کو، چنانچہ ساٹھ ہزار کا حملہ ہوتا ہے اور صحابہ کرامؓ ان میں گھس جاتے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ رسول خدا کے وہ جانباز سپاہی گھستے ہوئے تو نظر آئے پھر نہیں پتہ کہ وہ کہاں ہیں سوائے تلواروں کی چمک اور کھچا کھچ کے کچھ نظر نہ آتا تھا صرف تین گھنٹے میں جنگ کا فیصلہ ہو جاتا ہے، تاریخ شاہد ہے زمین و آسمان گواہ

ہیں کہ ساٹھ نے ساٹھ ہزار کا منھ پھیر دیا۔

حضرات! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کونسی چیز تھی جس نے صحابۂ کرام میں یہ طاقت اور قوت پیدا کی۔ دوستو یہی قرآن پاک تھا جس نے ایک کو ایک ہزار پر بھاری کر دیا، کسی نے سچ کہا:

وعدۂ غلبہ ہے مومن کے لئے قرآن میں
پھر جو تو غالب نہیں کچھ ہے کسر ایمان میں

خلاصۂ کلام:

محترم حضرات!

اگر ہم ماضی کی طرح حال و مستقبل کو روشن اور تابناک بنانا چاہتے ہیں تو قرآن پاک سے وابستہ ہونا ہوگا۔ اسے سینے سے لگانا ہوگا۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ دنیا کے ساتھ ہماری آخرت بھی سنور جائے تو اس کی تعلیمات پر عمل کرنا ہوگا۔

خدانخواستہ آج ہم نے اپنے بچوں کو دو پیسے کے لالچ میں دین سے دور رکھا اور ہماری نظر اخروی نعمتوں کے بجائے دنیاوی ڈگریوں پر رہی تو یاد رکھئے خدا کے یہاں جواب دینا ہوگا۔

اسی پر میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں، دعا کیجئے کہ اللہ تعالی تمام مسلمانوں کو قرآن سیکھنے سکھانے اور اس پر عمل کرنیکی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

وَمَا عَلَيْنَا الا البلاغ

حبیب الفتاوی

حبیب الفتاوی

اتحاد واتفاق اور ہندوستانی مسلمان

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين و علىٰ اٰله وأصحابه أجمعين ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين اما بعد !

آغاز سخن:

برادران ملت اسلامیہ!

مسلمانان ہند گونا گوں مسائل سے دوچار ہیں، بے شمار مشکلات کا شکار ہیں کوئی ایک دو مسئلہ ہوتا تو کوئی بات نہیں مگر یہاں تو قدم قدم پر مشکلات ہیں۔نت نئے مسائل ہیں حالانکہ ان موضوعات پر بحثیں بھی ہوتی ہیں بیان بھی جاری ہوتے رہتے ہیں۔کانفرنسیں بھی کیجاتی ہیں اور مسلم مسائل کے حل کے لئے سرکاری وغیر سرکاری پلان بھی سامنے آتا ہے۔دانشوران قوم وملت کی آراء بھی ظاہر ہوتی رہتی ہیں۔

مسلمانوں کی مشکلات:

گلشن ہند کے باغبانو!

پے در پے مصائب وآلام، مسائل ومشکلات نے مسلمانوں کی کمر توڑ

دی ہے،ان کو شکست وریخت میں مبتلاء کر دیا ہے،ان کے جذبات کو مجروح اوران کے عزائم کو پست کر دیا ہے، لیڈران قوم کی متعصّبانہ ذہنیت، جانبدارانہ سیاست، حکمراں جماعت کی بے حسی، حزبِ اختلاف کی مطلب پرستی،عدلیہ کی بے انصافی، انتظامیہ کی فرقہ پرستی۔ پریس وصحافت کی اشتعال انگیزی وغلط بیانی، پی اے سی کی بربریت، پولیس کی عصبیت نے ہندوستان کے پندرہ کروڑ مسلمانوں کو عملی طور پر دوسرے درجہ کا شہری بنادیا ہے جس کو دیکھو مسلمانوں کے خلاف زہر اگل رہا ہے۔

آزادی کے بعد مسلمانوں کا حال زار:

آزادی ہند کے بعد ہی سے یکے بعد دیگرے مسلمانوں کے خلاف فتنہ انگیزیاں ہونے لگی تھیں۔ جیسے جیسے ماہ وسال گزرتے گئے ان میں شدت آتی گئی۔ حالات خراب سے خراب تر ہو گئے، آزادی کے بعد تو فسادات ایک خطرناک مسئلہ تھا جہاں کہیں بھی مسلمان خوشحال نظر آئے، متحد دکھائی دیئے وہاں فسادات کی آگ بھڑکا دی گئی اوراس بات کی پوری کوشش ہوتی رہی کہ ہندو مسلم اتحاد کسی صورت میں برقرار نہ رہے، کانگریس کی پالیسی یہ تھی کہ فسادات کرائے جائیں اور فرقہ پرست، انتہا پسند جماعتوں کو الزام دیا جائے خود کو مسلمانوں کا قومی ہمدرد ثابت کرتی تھی مگر عملی طور پر مسلمانوں کو کمزور سے کمزور تر کرنے میں بھر پور حصہ لیتی تھی کبھی کسی بھی فساد میں بلوائیوں کو گرفتار نہیں کیا گیا۔ مجرموں کو سزا نہیں سنائی گئی، پی اے سی کو مسلم مخالف فورس بنادیا گیا، مقصد یہ تھا کہ مسلم

ووٹ ہر حال میں کانگریس کو ملتے رہیں اور اسی صورت میں یہ کام ممکن ہوگا جب کہ سیکولر جماعت کا لبادہ اوڑھ لیا جائے، کانگریس نے اس پر عمل کیا۔

مسلمانوں کو پیچھے کرنے کے لئے ذرائع کا استعمال:

دوسری طرف مسلمانوں کو ان کے تہذیبی ورثے سے محروم کرنے ان کو سرکاری ملازمت سے دور رکھنے، اور مسلمانوں کو ترقی کی دوڑ میں پیچھے کرنے کے لئے ہندی کو سرکاری زبان بنا کر اُردو مخالف جذبات کو بھڑکایا گیا، اُردو کو مسلمانوں کی زبان کہہ کر اس کے خلاف تحریک چھیڑ دی گئی اور سرکاری دفاتر سے اُردو کو بے دخل کر دیا گیا، اُردو جاننے والے مسلم آفیسروں کی ترقیاں روک دی گئیں، صرف اُردو جاننے والے ملازمین کو نوکریوں سے برخاست کر دیا گیا اور آج تک اُردو "محروم القسمت" ہے، وعدے ہوتے ہیں، بیانات دیئے جاتے ہیں، لیکن عملی طور پر اُردو سے سوتیلا پن ہو رہا ہے، اس کو تقسیم کا ذمہ دار سمجھا جاتا ہے۔

مسلمانوں کے کارناموں کو چھپانے کی تدابیر:

حضرات سامعین!

وقت کا قافلہ بڑھتا گیا مسلمانوں کے لئے مسائل پیدا کرتا گیا پھر یوں ہوا کہ مسلمانوں کے کارناموں کو وطن کی آزادی میں ان کی بے مثال قربانیوں کو، ان کی حب الوطنی کی ولولہ انگیز داستانوں کو، ان کی سرفروشی کی سچی کہانیوں کو تاریخ کے اوراق سے محو کیا جانے لگا اور ایسے مضامین داخل نصاب کئے گئے جن کو پڑھ

کر مسلمانوں کے خلاف نفرت میں اضافہ ہو، عداوت میں شدت پیدا ہو، سلاطین ہند کو غیر ملکی حملہ آور کا لقب دیا گیا۔ بابر کو محمود غزنوی کو اورنگ زیب کو ڈاکو، لٹیرا، ہندوؤں کا دشمن، مندریں توڑنے والا بتایا گیا اور جب اُردو سے نابلد مسلمانوں کی تاریخ سے ناواقف، مسلمانان ہند کو غدار سمجھنے والی ایک نسل تیار ہوگئی تو فرقہ پرستوں کو ایک قوت حاصل ہوگئی، ان کے گھناؤنے عزائم کھل کر سامنے آ گئے، مسلمانوں کے خلاف نفرت و عداوت کا جو آتش فشاں اندر ہی اندر کھول رہا تھا اچانک پھٹ پڑا اور مسلمانوں کو بھسم کرنے کے لئے تیزی سے بڑھنے لگا۔

مسلمانوں کے خلاف نفرت کا آتش فشاں پھوٹ پڑا:

بابری مسجد کا پرانا جھگڑا دوبارہ زندہ کیا گیا۔ بند تالا حکومت نے کھلوایا اور اس طرح فرقہ پرستی کے فلیتے کو آگ دکھا دی، ہندو مسلمان کھل کر سڑکوں پر آ گئے، بھاجپا، آر ایس ایس، شیوسینا، وشو ہندو پریشد، بجرنگ دل جیسی مسلمانوں کی کٹر دشمن پارٹیاں گلی گلی کوچے کوچے گاؤں گاؤں دیہات قصبے قصبے نفرت کی آگ لگانے لگیں، یاتراؤں کا سیلاب آ گیا۔ حکومت کی سرپرستی میں رتھ یاترا نکلی اور پورے ملک میں ہندوتو کی لہر دوڑ گئی۔

اہنسا کی بات کرنے والے بھی میدان میں آ گئے:

فضا کو مسموم کرنے کے لئے، مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلانے کے

لئے سیاسی لیڈران ہی کیا کم تھے، امن کے پیامبر، اہنسا کے پجاری دیش بھگتی کا درس دینے والے رام کی مالا جپنے والے سادھوسنت اور شنکراچاریہ بھی گپھاؤں سے باہر آ گئے سب کا نشانہ مسلم اقلیت تھی سب کو شکایت اسلام سے تھی، بے شمار مسائل پیدا ہو گئے مسائل کا انبار لگ گیا اور لاکھوں فرقہ پرست جنونی قانون کی دھجیاں اڑاتے قانون کا مذاق اُڑاتے جے شری رام کا نعرہ لگاتے آگے بڑھے اور بابری مسجد کو شہید کر دیا گیا۔ فرقہ پرست اور حکومت بھی مل گئی اور پھر پورے ہندوستان میں فسادات کا طویل بھیانک دلدوز، انسانیت سوز سلسلہ شروع ہو گیا۔ نہتے مسلمانوں پر فورس کی گولیاں برسنے لگیں فسادیوں پر برچھے چلنے لگے، بلوائیوں کی کٹاریں، جنونیوں کی تلواریں برسنے لگیں، ہندوستان مسلمانوں کے خون سے لالہ زار ہو گیا۔

انسانیت رو رہی تھی:

برادران ملت!

انسانیت رو رہی تھی، شرافت ماتم کر رہی تھی، محبت غائب ہو گئی تھی، حیوانیت بہیمیت قہقہے لگا رہی تھی، جہالت رقص کر رہی تھی، عداوت دندناتی پھر رہی تھی اور ساری دنیا ہندوستان پر تھوک رہی تھی، مگر بے غیرت سیاست کو شرم نہ آئی۔ بدنام حکومت کو حیا نہ آئی، ہندوستان بدنام ہوتا ہے تو ہوتا رہے دستور بدنام ہوتا ہے ہوتا رہے، انسانیت مر رہی ہے تو مرتی رہے، ہوس اِقتدار تو زندہ ہے۔ نشہ حکومت تو برقرار ہے اور اسلام تو مجروح ہو رہا ہے مسلمانوں کو سبق تو مل رہا ہے۔

اسرائیل کا مشن تو پورا ہو رہا ہے، امریکہ کی مرضی تو چل رہی ہے، روس کی حمایت تو مل رہی ہے، برطانیہ کی سرپرستی تو حاصل ہے پھر غم کس بات کا۔ع

ہم اگر بدنام بھی ہوں گے تو کیا نام نہ ہوگا

مختلف قسم کے فتنوں نے جنم دیدیا:

عزیزان ملت!

بابری مسجد کی شہادت ایک قیامت صغریٰ تھی جو گذر تو گئی مگر خوف وہراس، بداعتمادی، خانما بربادی، بدنامی، رسوائی، بے حیائی چھوڑ گئی کروڑوں مسلمانوں کے دل ٹوٹ گئے، یہی ان کی قربانیوں کا صلہ تھا یہی ان کی حب الوطنی کا تحفہ تھا پھر سلسلہ فتنہ گری رکا کہاں تھا ابھی ٹاڈا کی تلوار تھی اسکو استعمال کیا جانے لگا دہشت گردی وطن سے غداری کا الزام لگا کر معصوم بے گناہ مسلمانوں کو جیل کی سلاخوں میں بند کر دیا گیا انسانیت چیخ اٹھی آدمیت بلبلا اٹھی مسلمانوں پر پے در پے مصائب مظالم سے دشمن بھی متاثر ہو گئے اور ٹاڈا کے خلاف آواز بلند ہونے لگی اور ایوان حکومت کو ہلا کر رکھ دیا آخر کار ٹاڈا ختم ہوا مگر ٹاڈا کے گرفتاروں پر کوئی رحم نہیں کوئی سنوائی نہیں خدا خدا کر کے ایک ظالمانہ قانون ختم ہوا مگر خطرہ اب بھی برقرار ہے دوسرا ٹاڈا تیار ہے فرقہ پرستی کا کارواں آگے بڑھتا ہے اور مہاراشٹر میں مسلمانوں کو غیر ملکی کہہ کر نکالنے کا عمل شروع ہوتا ہے آج کل مہاراشٹر مسلمانوں پر تنگ ہو رہا ہے حملے ہو رہے ہیں اور فرقہ پرست انتقام کی

سیاست پر عمل پیرا ہیں۔ میں اگر کہوں تو سچ ہوگا۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

مسلمان اور مسائل کا انبار:

برادران اسلام!

مسلمانوں کے سامنے بے شمار مسائل عفریت کی طرح منہ کھولے کھڑے ہیں اور ملت اسلامیہ کو نگلنے کی فکر وکوشش میں ہیں، اقتصادی پسماندگی کا مسئلہ تعلیمی انحطاط کا مسئلہ، بابری مسجد کی دوبارہ تعمیر کا مسئلہ، سرکاری ملازمتوں کا مسئلہ، اردو زبان کا مسئلہ، مدارس عربیہ کے تحفظ کا مسئلہ، مسلم پرسنل لا کی بقا کا مسئلہ۔ اور اب نئے نئے فتنوں نے سر اُٹھایا ہے، بڑا ہی خطرناک بڑا ہی بھیانک فتنہ سروں پر منڈلا رہا ہے، ملی تشخص کو ختم کرنے اسلامی عظمت کو خاک میں ملانے مسلمانوں کو بے دست و پا بنانے، احکام شرعیہ کو تبدیل کرنے مسلمانوں کو دستوری حقوق سے محروم کرنے، دینی وقار کو ملیا میٹ کرنے، مذہبی آزادی کو سلب کرنے کی سازش ہو رہی ہے بلکہ قرآن وحدیث میں تحریف کرنے اسلامی قانون کو ختم کرنے کا پلان بن رہا ہے غیر ذمہ داروں کی طرف سے نہیں حکومت کی طرف سے سپریم کورٹ کے ججوں کی طرف سے یعنی جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے مطلب کہنے کا یہ ہے کہ یکساں سول کوڈ کے نفاذ کی باتیں پھر سے ہونے لگی ہیں، ہندوستان کے تمام

شہریوں کیلئے یکساں قانون بنانے اوراسی کے مطابق شادی بیاہ، طلاق، عدت، میراث، نان نفقہ اور دیگر گھریلو معاملات کوحل کیا جائے گا نیز یہ کہ دیگرا کثریت کے قانون کواقلیت کے قانون پرتھوپ دیا جائے گا جب کہ میراث، طلاق عدت، نکاح اور عائلی مسائل وغیرہ مسلمانوں کی شریعت کا حصہ ہیں ان کے لئے قرآنی دستور موجود ہے جس میں تبدیلی ممکن نہیں تحریف ممکن نہیں مسلمانوں کا ''پرسنل لا'' خدائی قانون ہے آسمانی دستور ہے، ربانی اصول ہے کسی انسان کے بس سے باہر ہے کہ اس میں تحریف کرے بالکل جامع مکمل مدلل دستور ہر زمانہ کیلئے ہر قوم کے لئے ہر قسم کے حالات میں کارآمد لائق عمل قانون مسلمان اس کوترک نہیں کرسکتے، تبدیلی گوارا نہیں کرسکتے۔ مذہبی آزادی کا سودا نہیں کرسکتے۔ ہم کوان سازشوں سے نمٹنا ہے ان کی مخالفت کرنی ہے۔ ملکی اختلافات سے بالاتر ہوکر فروعی تنازعات کوفراموش کرکے دیوبندی، بریلی شیعہ سنی، اہل حدیث، اہل قرآن کے جھگڑوں کو بھول کر متحد ہونا ہے، قرآن کریم کے نام پر اسلام کے نام پر۔

برادرانِ اسلام!

بے شمار مسائل میں سے لاتعداد خطرات میں سے مشکلات کے انبار میں سے چند ایک کا ذکر میں نے کیا ہے۔ وقت کی قلت ہے ورنہ وقت کا تقاضہ تو یہ تھا کہ ہر مسئلہ پر کھل کر گفتگو ہوتی اس کے اسباب پر روشنی ڈالی جاتی، پھر ان مسائل کا حل تلاش کیا جاتا۔

مسلمانوں کے مسائل کے حل کے سلسلہ میں نظریات:

حضرات گرامی!

یوں تو تمام مسائل کے حل پیش کئے گئے ہیں لوگوں نے اپنے اپنے نظریات کی روشنی میں مسلمانانِ ہند کے مسائل کا حل پیش کیا ہے انھیں میں سے ارباب حل وعقد بھی ہیں، دانشورانِ قوم بھی ہیں، مفکران ملت بھی ہیں، سیاسی لیڈران بھی ہیں۔ بھاجپا آر ایس ایس کہتی ہے کہ مسلمان اکثریت کے حق میں اپنے مسجدوں سے دستبردار ہو جائیں، قرآن کی باتیں چھوڑ دیں، اسلام کی باتیں ترک کر دیں اور قومی دھارے میں شامل ہو جائیں، ہندوستانی تہذیب اختیار کر لیں وغیرہ وغیرہ تو مسئلہ حل ہو جائے گا اختلاف ختم ہو جائے گا کوئی کہتا ہے تعلیمی انحطاط اور اقتصادی پسماندگی مسائل کا سبب ہے۔ مسلمان تعلیمی میدان میں آگے بڑھیں اور اقتصادی میدان میں پیش رفت کریں اسکے لئے حکومت کے پلان سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ خواہ سود کی لعنت میں گرفتار ہی کیوں نہ ہونا پڑے۔

مسائل کے انبار میں اپنا قصور:

حضرات سامعین!

بے شک غیروں نے مسائل پیدا کئے ہیں مگر خود ہم نے بھی اپنے لئے مسائل پیدا کئے ہیں، ہمارا اتحاد پارہ پارہ ہے فروعی اختلافات عروج پر ہیں، ملکی تنازعات کی فراوانی ہے، فرقہ بندی ہے جماعت بندی ہے۔ گروہ بندی ہے جس

نے ہماری قوت کو منتشر کر دیا ہے۔آپس میں جب لڑائیاں ہوں گی تو مخالفین کیوں نہ فائدہ اُٹھائیں گے۔

مسلمانوں کے مسائل کا واحد حل اتحاد ہے:

یقیناً مسلمانوں کا اتحاد بہت سے مسائل کا حل ہے تعلیمی میدان میں ترقی بہت سی مشکلات کا حل ہے۔اقتصادی طور پر خوشحالی بہت سے مصائب کا علاج ہے۔لیکن یہ سب جا کر ایک مرکز پر جمع ہو جاتے ہیں ایک محور پر اکٹھا ہو جاتے ہیں اگر ہم نے اس مرکز پر نگاہ جمادی اس محور پر جمع ہو گئے تو ہر قسم کا فتنہ دم توڑ دے گا ہر مسئلہ حل ہو جائے گا، ہر طرح کے خطرات ختم ہو جائیں گے اور وہ یہ ہے کہ قرآن وحدیث کے خدائی دستور کو عملی طور پر اختیار کریں قرآن کریم کو اپنا محور و مرکز تسلیم کر لیں اور اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر صد فی صد مسلمان ہو جائیں تو کبھی نہ بھٹکیں گے کبھی رسوا نہیں ہوں گے کہیں نا کام نہیں ہوں گے کوئی مشکل نہیں آئے گی کوئی فتنہ سر نہیں اُٹھائے گا، کوئی مسئلہ کھڑا نہیں ہوگا تمام مخالفتیں، عداوتیں، نفرتیں، سازشیں، اسلامی اتحاد کے سامنے قرآنی اعمال کے تیز دھارے کے سامنے خس وخاشاک کی طرح بہہ جائیں گے، یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا بتایا ہوا نسخہ ہے نبی رحمت کا بتایا ہوا علاج ہے **ترکت فیکم أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تمسكتم بهما كتاب الله وسنة رسوله۔** (الموطاء مالک)

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

مسلمانوں کی تباہی اور اس کا حل

الْحَمْدُ لِلهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلوة والسلام عَلَى سيد الأنبياء والمرسلين وَعَلَى الِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ أَمَّا بعد فاعوذ باللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللهِ الرحمن الرحيمُ وَأَنْتُمُ الْأَعْلَونَ إِن كُنتُم مُؤمِنِينَ۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہوکر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

آغاز سخن:

محترم بزرگو اور دوستو!

آج میری گفتگو کا موضوع مسلمانوں کی تباہی اور اس کا علاج ہے، آیئے اس موضوع کے تحت ہم اپنے شاندار ماضی پر ایک نظر ڈال کر مستقبل کی تعمیر و ترقی کے سامان تلاش کریں۔ قرآن کریم میں رب ذوالجلال کا ارشاد ہے: وَانْتُمُ الأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤمِنِيْنَ تم ہی سربلند رہوگے اگر تم مومن ہو۔ یہ ارشاد باری ہماری پوری تاریخ کا اختصار ہے اور اسی میں ہماری ترقی کا راز مضمر

ہے، تاریخ کے سینکڑوں واقعات یہ بتانے کے لئے کافی ہیں کہ جب بھی ہمارا رشتہ اللہ سے اور اسکے دین سے مضبوط رہا سربلندی و کامیابی نے ہمارے قدم چومے اور جب کبھی اس رشتہ میں کسی قسم کی کمزوری آئی ہم عزت ورفعت کے آسمان سے ذلت وپستی کے غار میں جا گرے، تاریخ ہمارے سامنے جنگ بدر کی مثال پیش کرتی ہے، جنگ بدر میں جو کامیابی ہوئی وہ صرف اسی رشتہ کی مضبوطی کی بنیاد پر ہوئی، ورنہ اگر کامیابی ہوتی تو کفار مکہ کو ہوتی کیونکہ کفار مکہ تقریباً ایک ہزار تھے اور بڑے جوش وخروش کے ساتھ تھے ان کے پاس سات سو اونٹ اور دو سو گھوڑے، نیز سب کے پاس تلواریں اور دیگر جنگی ہتھیار موجود تھے، ادھر ابو جہل عتبہ، شیبہ، ولید، حنظلہ، عبید، عاص، حارث، امیہ ابن خلف، نضر بن حارث جیسے شجاعت کے پیکر اور آزمودہ کار تھے اور ادھر بیچارے مسلمان بے سروسامان کل تعداد تین سو تیرہ سواری کے لئے کل دو گھوڑے اور ستر اونٹ تھے ایک ایک پر تین تین چار چار آدمی سوار ہیں اور بعض پیدل ہی سفر کر رہے ہیں اور کسی کے پاس نیزہ اور کمان ہے تو تلوار نہیں اور کسی کے پاس تلوار ہے تو نیزہ اور کمان نہیں۔

میدان بدر:

محترم بزرگو اور دوستو!

جب مقام بدر پر پہنچتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ کفار مکہ بلند مقام پر خیمہ زن ہو چکے ہیں جہاں پانی کی بھی فراوانی ہے، بے چارے مسلمانوں کو پست اور ریتیلی

زمین پر خیمہ زن ہونا پڑا ایسی جگہ پر کہ اگر کسی کو پیاس لگے تو ایک گھونٹ پانی پینے کو نہ ملے۔

الغرض جنگ کے اندر جتنے اسباب اور جتنی چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے وہ سب کفار مکہ کو حاصل تھیں مگر جب لڑائی شروع ہوتی ہے تو کفار مکہ گاجر مولی کی طرح کاٹے گئے کفار مکہ کا سب سے بڑا سردار ابوجہل دو بچوں معاذ اور معوذ کے ذریعے مارا جاتا ہے اور عبداللہ بن مسعودؓ اس کے سر کو جسم سے جدا کرتے ہیں۔

ابوجہل اور عبداللہ ابن مسعود:

مسلمانو! آپ جانتے ہیں کہ عبداللہ ابن مسعودؓ کون ہیں یہ وہی ہیں جن کو مکہ کے صحن میں اسی ابوجہل نے مارتے مارتے بے ہوش کر دیا تھا، آج میدان جنگ کے اندر وہی عبداللہ بن مسعود ابوجہل کا سر قلم کرتے ہیں۔

امیہ بن خلف اور بلال حبشی:

امیہ ابن خلف ابوجہل کے بعد کفار مکہ کا سب سے بڑا سردار سمجھا جاتا تھا لیکن اپنے ساتھیوں کو اس طرح تہہ تیغ ہوتے دیکھ کر گھبرایا اور میدان جنگ چھوڑ کر مکہ کی طرح بھاگ پڑا، حضرت بلال حبشیؓ اس کے پیچھے بھاگے اور قریب پہنچ گئے، امیہ بن خلف گھبرا کر گھوڑے سے نیچے گر جاتا ہے پیٹ کے بل لیٹ جاتا

ہے اور شور مچاتا ہے معافی مانگتا ہے امن چاہتا ہے لیکن بلال حبشیؓ نے اس کے پیٹ پر نیچے سے تلوار چلادیتے ہیں اور اس کو جہنم رسید کر دیتے ہیں۔

بلال حبشی پر امیہ کے مظالم:

اسلام کے نوجوانو!

جانتے ہو یہ بلال حبشیؓ کون ہیں اسی امیہ ابن خلف کے غلام ہیں جب اسلام قبول کیا تو مکہ کے اندر امیہ ابن خلف دوپہر کے وقت تپتے ہوئے ریت پر لٹا کر پتھر کی بڑی بڑی چٹانیں رکھ دیتا تھا تاکہ یہ حرکت نہ کرسکیں، رات کو زنجیروں میں باندھ کر کوڑے لگاتا اگلے دن ان کو گرم زمین پر لٹا کر اور زیادہ زخمی کیا جاتا کہ تکلیف سے بے قابو ہو کر اسلام سے پھر جائیں یا یوں ہی تڑپ تڑپ کر مر جائیں، پیروں میں رسی باندھ کر مکہ کی گلیوں میں گھسیٹا جاتا ہے طرح طرح کی اذیتیں اور تکالیف پہنچائی جاتی ہیں یہاں تک کہ تکالیف دینے والے تھک جاتے ہیں اکتا جاتے ہیں کبھی امیہ ابن خلف کا نمبر آتا ہے کبھی ابو جہل کا نمبر آتا ہے تو کبھی اوروں کا نمبر آتا ہے آج میدان جنگ کے اندر وہی غلام اپنے آقا و مالک یعنی امیہ ابن خلف کو قتل کرنے کے لئے دوڑ رہے ہیں اور امیہ ابن خلف میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ رہا ہے۔

مسلمانوں کے غلبہ کا سبب:

مسلمانو! وہ کونسی چیز تھی جس نے غلام کو غالب اور آقا کو مغلوب کر دیا،

سچ فرمایا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے وانتم الأعلون ان کنتم مؤمنین کہ تم ہی سربلند رہو گے بشرطیکہ تم سچے پکے مسلمان رہے۔

اسی طرح دوسرے کفار مکہ اپنے ساتھیوں کو مقتول ہوتے دیکھ کر میدان جنگ چھوڑ کر بھاگنے لگے ستر مقتول ہوئے اور ستر گرفتار ہوئے اور مسلمانوں کو ایسی فتح حاصل ہوئی جس کو تاریخ فراموش نہیں کرسکتی، لیکن افسوس صد افسوس آج جہاں دیکھئے جس طرف دیکھئے وہیں مسلمان خوفناک طوفان میں گھرے ہوئے نظر آتے ہیں، کہیں مسلمانوں کی آبرو کو پامال کیا جارہا ہے کہیں مسلمان غلامانہ زندگی بسر کررہے ہیں۔

اندلس کا حال زار:

حضرات! آج ہم اور تم اندلس کو نہیں جانتے حالانکہ یہ اندلس ایک وقت میں مسلمانوں کی سب سے بڑی طاقت اور حکومت تھی پوری دنیا میں شان وشوکت کی شہرت تھی اور وہاں تقریباً ساڑھے سات سو سال مسلمانوں کی حکومت رہی اور آج وہاں کی حالت یہ ہے کہ ایک مسلمان بھی نام لینے کو نظر نہیں آتا، مسلمانوں کے اوپر تباہی اس طرح آئی کہ نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کو بے گھر کیا گیا بلکہ مسلمانوں کا قتل عام ہوا، عزت وآبرو کو پامال کیا گیا ہزاروں مسلمانوں کو اپنا مذہب چھوڑنے پر مجبور کیا گیا، زندہ مسلمانوں کو آگ میں جلایا گیا، زندہ مسلمانوں کو زمین کے اندر دفن کیا گیا، یہی وجہ ہے کہ آج وہاں کوئی کلمہ پڑھنے والا نظر نہیں آتا۔

برما کا حال زار:

ملک برما میں مسلمانوں کو بے گھر کیا گیا مسلمانوں کو اپنا مذہب چھوڑنے پر مجبور کیا گیا اور اسی پر بس نہیں بلکہ اسی ملک برما میں مسلمانوں کا قتل عام ہوا عزت وآبرو کو پامال کیا گیا ہزاروں نوجوانوں کو قتل کر دیا گیا بیشمار عورتوں کو شہید کر دیا گیا معصوم بچوں کو ان کی ماں کی گود سے جدا کر دیا گیا، علماء کرام کو سخت سے سخت سزائیں دی گئیں جبکہ ملک برما میں مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد موجود تھی۔

ہندوستان اور مسلمان:

میرے محترم بزرگو!

آپ دور نہ جائیں خود اپنے ملک کو دیکھئے کہ آج ہمارے ساتھ کیا نہیں کیا جارہا ہے کون سے ایسے مظالم ہیں جن کو ہم برداشت نہیں کر رہے ہیں، حالانکہ اسی ملک کے اندر ہماری حکومت رہی ہے، اور آج ہماری حالت یہ ہے کہ آج ہم اطمینان کے ساتھ زندگی نہیں گزار سکتے ہیں، کہیں ہمارے قتل کی تدبیریں سوچی جاتی ہیں ملک سے نکالنے کیلئے منصوبے بنائے جاتے ہیں، کہیں غیر ملکی کہہ کر بدنام کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں آج کیوں ہماری حالت ایسی ہوگئی ہے کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

سوئی ہوئی قومیں جاگ اٹھیں بیدار مسلماں سوتا ہے
گہوارۂ قلب مومن میں اب جذبۂ ایماں سوتا ہے

عصر حاضر میں مسلمانوں کا حال بد:

امت مسلمہ کے دھڑکتے دلو!

آج پوری دنیا ہمارے لئے وحشت و بربریت کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے، حالانکہ ایک زمانہ تھا کہ ہمیں دنیا کی ہر چیز سونپی گئی تھی جس طرف قدم بڑھاتے تھے بڑھتے اور پھیلتے چلے جاتے تھے، باطل کی کوئی قوت وطاقت ہماری راہ میں حائل نہیں ہوسکتی تھی، علامہ اقبالؒ نے کیا ہی خوب کہا ہے۔

مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری
تھمتا نہ تھا کسی سے سیل رواں ہمارا

مسلمانوں کی تباہی کے اسباب:

اسلام کے پاسبانو!

اسلام نے ہمیں بہت بڑا مقام عطا فرمایا ہے، مگر افسوس ہم نے اس کی قدر نہ کی اور اپنے اصل مقام سے ہٹ گئے، مسلمانو سمجھو اور ہوشیار ہوجاؤ ورنہ لاپرواہی اور بے توجہی کا یہی عالم رہا تو یاد رکھئے کہ ایک وقت ایسا آئیگا کہ ہماری باعظمت اور سربلند تاریخ مکروہ تاریخ میں منتقل ہوکر دنیا کی تمام تاریخوں کے سامنے سرنگوں نظر آئیگی، آج ہمیں سمجھنا چاہئے اور غور وفکر کرنا چاہیے کہ ہماری طرف تباہی اور بربادی کے ہاتھ بڑھ رہے ہیں جور وجفا ظلم وستم کے پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں شکنجوں

میں دبانے کی کوشش کی جارہی ہیں آخران کی وجہ کیا ہے اور ایسا کیوں ہورہا ہے، خوب سمجھ لو اگر اس کا جواب ہوسکتا ہے تو یہی ہوسکتا ہے کہ آج مسلمان مسلمان نہ رہے، آج ہم اپنے مسلمان ہونے کا جھوٹا دعوی کرتے ہیں، قوانین اسلام سے منھ موڑ کر اسلام کے اصولوں کو توڑ کر پھر اپنے آپ کو مسلمان پیش کرتے ہیں۔

مسلمانو! حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اللہ کی شریعت سے روگردانی کرلی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن مقدس کو ترک کردیا، نماز ہم نہیں پڑھتے، روزہ ہم نہیں رکھتے، قارون کی طرح مال اکٹھا کرکے ہم رکھتے ہیں، زکوۃ ہم نہیں دیتے، حرام ہم کھاتے ہیں، سود ہم لیتے ہیں، قمار بازی اور جوئے بازی ہمارا شیوہ ہے، شراب نوشی ہم کرتے ہیں، ناچ گانا بجانا ہمارا مشغلہ ہے، اتحاد واتفاق ہم میں نہیں، اخوت وخودداری سے ہم دور ہیں، گویا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام کی کوئی بھی علامت ہم میں نہیں ہے نہ ہماری زندگی اسلامی زندگی ہے نہ ہمارا طریقہ اسلامی طریقہ ہے۔

خلاصۂ کلام:

برادرانِ اسلام!

ہمارے لئے دنیوی اور اخروی صلاح وفلاح دونوں ہی ضروری ہیں جس کا طریقہ یہ ہے کہ اس معبود حق کی پرستش کریں جو ہمارا رب اور خالق ہے اور تاجدار مدینہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفے صلی اللہ علیہ سلم کی پیروی کریں جو ہم لوگوں کے

واسطے نبی آخر الزماں بنا کر مبعوث فرمائے گئے ہیں، صحابہؑ کرام اور اکابرین عظام کے نقش قدم پر چلیں جن کی آنکھوں میں جھلکتی ہوئی تصویر عبادت تھی جن کی آنکھوں میں تڑپتی ہوئی ایمان کی حرارت تھی جن کے ہونٹوں پر مچلتی ہوئی قرآن کی تلاوت تھی جن کا دل بادۂ عرفاں کا چھلکتا ہوا ساغر تھا۔

مسلمانو! آؤ متحد اور متفق ہو جاؤ اور ایک جھنڈے کے نیچے چلے آؤ اور اپنے معاشرہ کی ان برائیوں کو مٹاؤ ورنہ تمہاری تباہی کی کوئی حد نہ ہوگی اور تمہیں سر بلند کرنے والی کوئی طاقت دنیا میں نہیں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ شعور بیداری اور اپنے زوال کا احساس اور اس کے ازالہ کی فکر نصیب فرمائے۔

وَمَا عَلَینا الا البلاغ

حضرات صوفیاء
اور ان کا
نظام باطن

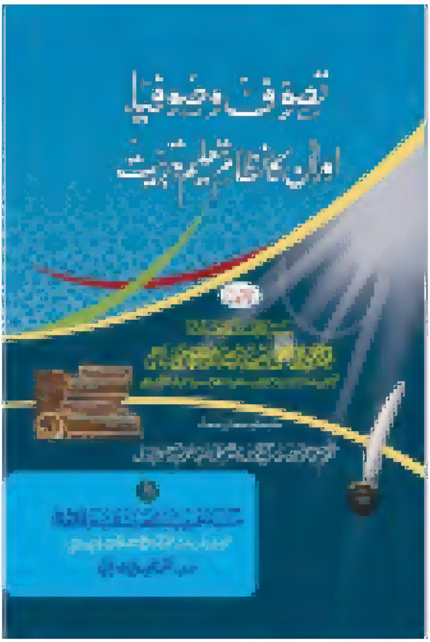
تصوف و صوفیا
اور ان کا نظام تعلیم و تربیت

شب براءت کی فضیلت واہمیت

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم!

اما بعد! فقد قال النبی صلی الله علیه وسلم. ان الله تبارک تعالی ینزل لیلة النصف من شعبان إلی سماء الدنیا فیغفر لاکثر من عدد شعر غنم کلب (روہ الترمذی ص:۱۵۶)

(ترجمہ) رسول کریم صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ پندرھویں شعبان کوآسمان دنیا پر اترتے ہیں اور قبیلہ بنوقلب کی بکری کے بالوں سے زیادہ گنہگاروں کی بخشش فرماتے ہیں۔

وقال علیه الصلوة والسلام شعبان شهری و رمضان شهر الله۔

یعنی۔شعبان میرا مہینہ ہےاور رمضان اللہ کا مہینہ ہے۔

آغاز کلام:

حضرات محترم!

ابھی میں نے ایک مختصر حدیث پڑھی ہے مجھ کوشعبان المعظم کے بارے میں اس مختصر ترین مگر جامع ترین حدیث کے روشنی میں آپ حضرات سے گفتگو

کرنی ہے کوئی مہینہ بذات خود اچھا یا برا نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کی اچھائی اور برائی کا اصل تعلق نسبت سے ہے اگر ہم شعبان کی فضیلت و برکت کے بارے میں غور کریں تو صرف یہی کافی ہے کہ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنا مہینہ فرمایا ہے اللہ اکبر کتنا بلند مقام ہے اس معظم و مبارک مہینہ کا کہ نبیوں کا سردار، رسولوں کا امام، خیر الانام، نبی خاتم، رسول امی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اپنا مہینہ کہہ رہے ہیں۔ اپنی نسبت سے سرفراز کر رہے ہیں۔ اور جسکی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قائم ہو جائے۔ وہ باعثِ احترام ہے، لائق ادب ہے، سبب برکت ہے، موجب رحمت ہے۔

اللہ کے رسول کی نظر میں شعبان کا احترام:

بزرگو اور بھائیو!

اللہ کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینہ میں کثرت سے روزہ رکھتے تھے۔ اہتمام فرماتے تھے۔ اس مہینے کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو شعبان سے زیادہ کسی اور مہینہ میں کثرت سے روزہ رکھتے نہیں دیکھا آپ اس مہینہ ہی سے رمضان المبارک کی تیاری کرنے لگتے تھے۔ جس طرح فوج جنگ سے پہلے مشق کرنے لگتی ہے اسی طرح رسول خدا رمضان المبارک کی اہمیت وعظمت کے پیش نظر شعبان ہی سے تیاری کرنے لگتے تھے۔ کثرت سے روزہ

رکھتے، عبادت کرتے، ذکر وفکر میں مشغول رہتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کان رسول الله یتحفظ من شعبان ما لایتحفظ من غیره (رواہ ابوداؤد) یعنی اللہ کے حبیب ومحبوب صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کا جتنا اہتمام فرماتے تھے کسی اور مہینہ کا اتنا اہتمام نہیں فرماتے تھے۔

شب براءت کی اہمیت وفضیلت:

بزرگانِ ملت!

اسی مبارک مہینہ میں ایک رات آتی ہے جس کو شب برأت کہتے ہیں۔ برأت کے معنی چھٹکارا کے آتے ہیں، شب برأت کا مطلب ہے نجات کی رات اسلئے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ اپنے گنہگار بندوں کی نجات فرماتے ہیں۔ جہنم کے عذاب سے چھٹکارا دیتے ہیں۔ بخشش و مغفرت فرماتے ہیں۔ اور یہ چودھویں شعبان کی رات ہے۔ یعنی چودھویں اور پندرھویں شعبان کی درمیانی رات کو شب برأت کہتے ہیں۔ اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: هَل تَدرِینَ مَا فی هذه اللیلة کیا تم جانتی ہو کہ اس رات میں کیا ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اے اللہ کے رسول اس رات میں کیا ہوتا ہے؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسی رات میں اس سال پیدا ہونے والے ہر بچہ کا نام لکھا جاتا ہے۔ اسی رات میں اس سال مرنے والے ہر شخص کا نام لکھا جاتا ہے۔ اسی رات میں بندوں کے

اعمال اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کئے جاتے ہیں۔ اور اسی رات میں بندوں کا سالانہ رزق اتارا جاتا ہے۔

شب براءت بجٹ کی رات ہے:

برادران اسلام!

شب برأت بجٹ کی رات ہے جس طرح حکومتیں ہر سال بجٹ پیش کرتی ہیں ملک کے باشندوں کے مسائل ومعاملات پیش کرتی ہیں اور اس کی روشنی میں ایک سال حکومت عمل کرتی ہے، بالکل یہی معاملہ شہنشاہوں کے شہنشاہ حاکموں کے حاکم دربار عالیشان سے عالم انسانیت کے لئے بجٹ کا اعلان ہوتا ہے، بتایئے اتنی اہم رات ہے۔ مغفرت ورحمت کی عطا وبخشش کی سہولتوں کا اعلان ہوتا ہے اور یہ اتنا عام ہوتا ہے کہ اس رات جو چاہے اپنی مغفرت کرالے۔ بخشش کرالے۔

شب براءت میں کچھ غیر مغفور ہوتے ہیں:

بس متکبر، چغلخور، کینہ پرور، ظالم، شرابی، والدین کی نافرمانی کرنے والے، جادوگر، قاتل وغیرہ کے ساتھ کوئی رعایت نہیں ہوتی، ان کی بخشش نہیں ہوتی۔ اور اس رات اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں۔ اور قبیلہ بنو کلب کی بکری کے بالوں کے برابر گنہگاروں کی بخشش فرماتے ہیں۔ (رواہ ترمذی)

شب براءت میں قبرستان جانا حضور سے ثابت ہے:

بزرگانِ ملت!

اس مبارک رات میں اللہ کے حبیب ومحبوب صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے قبرستان بقیع غرقد تشریف لے گئے تھے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک طویل ومشہور حدیث سے ثابت ہے اسلئے شب برأت میں جس طرح ممکن ہو تلاوت وعبادت، اذکار ونوافل کا اہتمام کرنا چاہئے۔ نصف شب برأت میں قبرستان جا کر مُردوں کے لئے ایصال ثواب کرنا بھی مستحب ہے، قبرستان جا کر آخرت کی یاد تازہ کیا کریں۔ اپنی فانی زندگی پر غور کریں۔ موت کو یاد کریں۔ اپنے مردہ بھائیوں کے درمیان پہونچ کر اللہ کی یاد، آخرت کی یاد، موت کی یاد آئے گی۔ دل میں اللہ کا خوف پیدا ہوگا۔ اللہ کا ڈر پیدا ہوگا۔ اللہ کی خشیت پیدا ہوگی۔ دنیا کی لذتوں، رعنائیوں، زیبائیوں سے بچنے کی فکر پیدا ہوگی۔

شب براءت کی ناقدری:

بزرگو اور دوستو!

مگر ہمارا طرز عمل اس مبارک رات میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل خلاف ہوتا ہے۔ ہم نے شب برأت کو مسرت وشادمانی، طرب ونشاط، خوشی وانبساط، کیف وسرور، چین وسکون، راحت واطمینان، آرام وآرائش، امن

وامان، کھانے پکانے، حلوے بنانے، آتش بازی کرنے، پٹاخہ چھوڑنے کی رات بنالیا ہے۔جس رات میں ہماری مصروفیات اللہ کی عبادت ہونی چاہئے تھی ۔اللہ کا ذکر ہونا چاہئے تھا۔اللہ کی اطاعت و بندگی ہونی چاہئے تھی۔لیکن ہم نے اس کو بے فکری کی رات بنالیا ہے۔اللہ کی مغفرت ہم کو بلاتی ہے۔اللہ کی رحمت ہم کو بلاتی ہے۔اللہ کی بخشش ہم کو بلاتی ہے،لیکن ہم شیطان کو خوش کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ پٹاخے بازی کررہے ہیں چراغاں کررہے ہیں۔حلوے بنارہے ہیں۔جن کی کوئی اصل اور کوئی ثبوت قرآن و حدیث سے نہیں ہے۔ شریعت اسلامیہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

شب براءت میں حلوہ بنانے کی بنیاد:

مسلمانو!

اس دن حلوا بنانے والے یہ دلیل دیتے ہیں کہ حضرت اویس قرنیؓ اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اتنا غرق تھے کہ جب ان کو معلوم ہوا کہ آقاء مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک غزوہ اُحد میں شہید ہوگئے ہیں، تو انھوں نے اپنے دانت توڑ لئے تھے۔جب دانت نہیں رہے تو سخت چیز کھانا دشوار تھا۔اسلئے اُنھوں نے حلوہ کھایا تھا۔حلوہ بنانا اور کھانا انہیں کی سنت ہے۔ اولاتو اس کا ثبوت ہی نہیں اور اگر ایسا ہے بھی تو پھر حضرت اویس قرنی کی سنت ادا کرنے والے محبت رسول اور عشق رسول کا ثبوت دیتے ہوئے پہلے اپنا دانت

توڑیں پھر حلوہ کھائیں۔ اللہ اکبر یہ کیا کہ جس سنت میں نفس کا فائدہ ہے اس کو اختیار کرتے ہیں۔ اور اس کے بہانہ سے قسم قسم کا حلوہ بناتے ہیں۔ اور جو اصلی محبت کی دلیل ہے اسکو یعنی دانت توڑنا اس کو کوئی اختیار نہیں کرتا۔ یہ کیسی محبت ہے، کیسا تعلق ہے، کیسا عشق ہے؟ یہ تو نفس پرستی ہے، جب دانت توڑنے کی بات آتی ہے تو اویس قرنیؓ یاد نہیں آتے۔ اور جب کھانے کی بات آتی ہے تو محبت جوش میں آتی ہے۔ عقیدت جوش مارتی ہے، خوب حلوہ بنتا ہے، شیرینیاں تقسیم ہوتی ہیں، ہم نے شب برأت کو چھٹکارے کی رات کے بجائے مصیبت وعذاب میں مبتلا ہونے والی رات بنا لیا ہے اللہ ہم کو عقل دے، سمجھ دے۔ عبادت کی توفیق دے۔ تلاوت قرآن کی توفیق دے۔

شب براءت اور ہمارا حال:

برادران اسلام!

شب برأت میں ہمارا یہ غیر اسلامی عمل ہماری بے حسی کی دلیل نہیں تو پھر کیا ہے ہم نے بغیر کسی دلیل اور ثبوت کے چند باتوں کو دین بنالیا۔ اس پر عمل کرنے لگے۔ اپنے نفس کی خواہشات کو دین کا نام دے دیا۔ یہ کتنی بدبختی کی دلیل ہے۔ حق تو یہ ہے کہ ان خرافات اور نفس پرستی سے ہم کو بچنا چاہئے۔ اور اس مبارک رات کی برکت ونعمت کے حصول کی فکر کرنی چاہئے۔ اللہ والوں کا یہی طریقہ تھا کہ اس رات میں عبادت ونوافل میں مشغول رہتے تھے۔

شب براءت میں حضرت حسن بصری کا حال:

حضرت امام حسن بصریؒ کی اس شب میں یہ کیفیت ہوتی تھی کہ گھر سے نکلتے تھے تو ان کا چہرہ اس طرح نظر آتا تھا جیسے کوئی مردہ قبر سے نکل کر آیا ہو۔ لوگوں نے آپ سے اس کا سبب معلوم کیا تو فرمایا کہ میرا عمل قبول ہوگا یا نہیں یعنی اس رات سال بھر کے اعمال نامے لکھ دیئے جاتے ہیں نہ جانے میرے ساتھ کیا معاملہ ہوا اسلئے متفکر نظر آرہا ہوں۔

شب براءت فرشتوں کی عید ہے:

بزرگو اور بھائیو!

چونکہ شب قدر اور شب برأت میں بندوں کے اعمال اللہ کے دربار میں پیش ہوتے ہیں اسلئے اللہ والوں کا یہ حال ہوتا تھا کہ کہیں ہمارے منہ پر نہ مار دیا جائے، بدبختوں میں نہ شمار کیا جائے ایک ہم ہیں کہ ہم اس رات کو جشن کی طرح مناتے ہیں۔ وقت ضائع کر دیتے ہیں نہ تلاوت کی توفیق ہوتی ہے نہ عبادت کی سعادت نصیب ہوتی ہے حضرت امام حسن بصریؒ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس صحابہ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص اس شب میں پڑھتا ہے اللہ تعالے اس پر ستر بار نگاہیں ڈالتا ہے اور ہر نظر میں ستر حاجتیں پوری کرتا ہے اور شب برأت کی ایک فضیلت یہ ہے کہ یہ فرشتوں کی عید ہے جس طرح دنیا میں ہماری عیدیں

عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ ہیں اسی طرح کی عید میں شب برأت اور شب قدر ہیں اور ان دونوں راتوں میں سے ایک رات کو پوشیدہ رکھا گیا ہے اور ایک رات کو ظاہر کیا گیا۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا ملفوظ:

برادران اسلام!

قطب الاقطاب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ شب برأت کو اس لئے ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ رات قرضہ اور حکم رضاء وقبولیت اور قرب و بعد، سعادت وشقاوت، کرامت و پرہیزگاری کی رات ہے، اس رات میں کوئی نیک بخت بنایا جاتا ہے، کوئی مردود قرار پاتا ہے۔ کسی کو نیک کاموں کی جزاء دے کر کامران کر دیا جاتا ہے تو دوسرے کو بُرے کاموں کے بدلے میں ذلیل وخوار کر دیا جاتا ہے۔ اس لئے ہم کو چاہئے کہ اس رات اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے اور اپنے گناہوں کو بخشوانے کی فکر کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اس رات کا ادب واحترام کرنے اور اس میں عبادت وتلاوت کرنے کی توفیق دے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

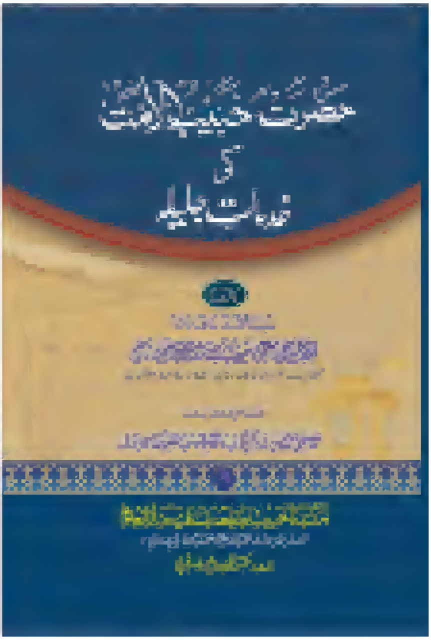
حضرت حبیب الامت
کی
خدمات جلیلہ

تعارف
تصنیفات و تالیفات
حبیب الامت

روزہ کی رحمتیں وبرکتیں

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين محمد واٰله واصحابه اجمعين. ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين .

اما بعد! فقد قال الله تبارک وتعالیٰ اعوذ بالله من الشيطان الرجيم. بسم الله الرحمن الرحيم. يا ايها الذين اٰمنو كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم لعلكم تتقون.

وقال النبی صلى الله عليه وسلم من صام رمضان ايماناً واحتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه ومن قام رمضان ايماناً واحتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه. (بخاری مسلم)

وايضاً قال عليه الصلاة والسلام : لِكُلِّ شَیٔ زَكوةٌ وَزَكوٰةُ الجَسَدِ الصّومُ والصِّيامُ نِصُفُ الصَّبرِ. (ابن ماجہ)

آغاز گفتگو:

حضرات سامعین!

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات اور دستور بندگی ہے اس دین کامل کو

ارحم الراحمین نے اپنی رضاء وخوشنودی سے نوازا ہے۔اور سارے انسانوں کے لئے دین اسلام کو قیامت تک کے لئے قانون بنا دیا ہے۔ اسلام سے ہٹ کر کسی دوسرے دین کواختیار کرنا اور اپنے من مانے طریقہ پر زندگی کے شب وروز گزارنا ضلالت وگمراہی ہے۔اللہ رب العزت فرماتا ہے: ''وَمَن يَبْتَغِ غير الاسلام دينا فَلَن يُقْبَلَ منه'' اور جس نے اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کی پیروی کی تو اس سے قبول نہیں کیا جاوے گا۔ اسلئے اب تمام انسانوں پر واجب ہے کہ اسلام کو اپنا اصول زندگی مان کر اس کے احکام ومسائل اور معارف وفضائل، فرائض وواجبات، سنن ونوافل، حلال وحرام، حسن وقبح، جائز وناجائز کا علم حاصل کریں۔اور کم از کم اس حد تک معلومات حاصل کرلیں کہ اسلامی شریعت کے مطابق اپنی زندگی گزار سکیں۔

قصر اسلام کی پانچ بنیادی ارکان:

بزرگو!

قصر اسلام کی مستحکم وغیر متزلزل عمارت پانچ بنیادی ارکان پر قائم ہے۔ کلمۂ توحید، نماز، زکوۃ، روزہ، حج۔جیسا کہ حدیث پاک میں ارشاد نبوی ہے: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بنى الاسلام على خمس شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله. واقام الصلاة وإيتاء الزكوة والحج وصوم رمضان (متفق علیہ)

ان پانچوں میں کلمہ تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت قصرِ اسلام میں

داخل ہونے کا اجازت نامہ ہے، ویزا ہے۔ پاس ہے۔ پروانہ ہے کہ اس کے بغیر کوئی انسان مسلمان ہو ہی نہیں سکتا۔ اور جب بندہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور خاتم النبیین محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کا اقرار زبان سے کر لیتا ہے۔ اور دل میں اُس یقین کو جما لیتا ہے۔ تو پھر وہ اسلام کے مستحکم قلعہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ کی پناہ میں آ جاتا ہے ایسے حصار میں پہونچ جاتا ہے جس میں وہ تمام خطرات سے، تمام دشمنوں سے محفوظ و مامون ہو جاتا ہے اسلئے کہ وہ اللہ رب العزت کی دستگیری میں پہونچ کر اس آیت کا مصداق بن گیا ہے۔ **الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیهم ولا هم یحزنون۔** سنو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

ایمان کے بعد اعمال کی حیثیت:

برادران اسلام!

یہ تو فطری اور عقلی بات ہے کہ کسی بھی شخص کو کسی ملک کی شہریت اسی صورت میں دی جاتی ہے، جب اسکے سلسلے میں پوری انکوائری کر لی جاتی ہے۔ یہ معلوم کر لیا جاتا ہے کہ یہ ملک اور قوم کا وفادار ہے۔ ملک کے دستور و قانون کو ماننے والا ہے۔ اس کے لئے اس کو آزمایا جاتا ہے۔ پرکھا جاتا ہے۔ اسی طرح اسلام میں داخل ہونے والے کے ایمان کو عبادات کے ذریعہ جانچا جائے گا۔

مصائب و مشکلات میں ڈال کر پرکھا جائے گا۔ اور جب وہ اس امتحان میں مکمل طور پر کامیاب ہو گا یا اس حد تک کامیاب ہو گا کہ پرکھنے والا مطمئن ہو جائے

تو پھراس کومومن کامل ہونے کی بشارت مل جائے گی۔رحمت ونصرت،خیروبرکت کے دروازے اس پرکھول دیئے جائیں گے۔لہٰذا کلمۂ توحید کے بعدامتحان کا دور شروع ہوتا ہے۔سب سے پہلے نماز کا مطالبہ ہوتا ہے۔پھر سال میں ایک ماہ روزہ رکھنے کا حکم دیا جاتا ہے۔اوراگرایک خاص مقدار کے مطابق مال ودولت بھی حاصل کرلیتا ہےاوراس کا جائز طریقے پر مالک ہوجاتا ہےتواس سے زکوٰۃ کا مطالبہ ہوتا ہے۔اوراگر دولت بھی ہے وسائل سفر بھی ہیں،راستہ بھی پُرامن ہے کوئی رکاوٹ وغیرہ نہیں ہےتو پھرحج کا حکم دیا جاتا ہے۔یہ چاروں امورفرائض اسلام ہیں جن کو ارکان اربعہ کہا جاتا ہے۔یہی چاروں رکن اسلام کی بنیاد ہیں ان میں سے کسی کا انکار کفر ہے۔اوران میں سے کسی کا ترک کرنا فسق اوراسلام کومنہدم کرنا ہے۔

روزہ کا حاصل:

مسلمانو!

روزہ کوایک امتیازی شان حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روزہ کوامت مسلمہ سے پہلے دوسری تمام امتوں پربھی فرض کیا تھا۔اورروزہ کوفرض کرنے کی بنیادی وجہ یہ بتائی کہ تم متقی وپرہیز گار بن جاؤ۔جہاں روزہ کے بیشمارفضائل ہیں۔وہیں اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ روزہ سے دل میں اللہ کا خوف پیدا ہوتا ہے۔ اورتمام انبیاءومرسلین کے بھیجے،تمام آسمانی کتابوں اورصحیفوں کونازل کرنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ اللہ کے بندوں میں اللہ کا خوف پیدا ہوجائے اوروہ صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے بن جائیں۔اللہ کی الوہیت وحدانیت،عظمت وقدرت کا یقین

دل میں جم جائے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں بار بار مسلمانوں کو مخاطب کر کے تقوی کی تلقین فرمائی گئی ہے، متقیوں کے لئے ہدایت وسعادت، فلاح وصلاح کی بشارت سنائی گئی ہے۔ ان کو جنت ومغفرت کی خوشخبری سے نوازا گیا ہے۔ قرآن کریم کی سب سے پہلی آیت سورۂ بقرہ کے شروع میں صاف کہہ دیا گیا ہے۔ **ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین** یہ وہ کتاب عظیم ہے جس کی حقانیت میں کوئی شبہ ہے ہی نہیں ہدایت ہے متقیوں کے لئے یعنی قرآن کریم سے نفع وہی لوگ اٹھائیں گے جن کے دلوں میں اللہ کا خوف ہوگا۔ اور اللہ کا خوف پیدا ہوگا تبھی جب نفسانی شہوانی خواہشات ٹوٹیں گی۔ اور شہوت کو توڑنے والی چیز روزہ ہے۔ اور جب شہوت پرستی کا زور ٹوٹے گا خدا پرستی کا نور پیدا ہوگا۔

قرآن کن کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہے؟

برادران اسلام!

یہ تو صاف طور پر واضح ہے کہ قرآن کریم متقیوں کو ہدایت کی راہ پر لگائے گا۔ جس کے دل میں اللہ کا خوف نہیں قرآن سے اس کو نفع نہیں ہوگا۔ اسلئے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ اس کو بے خوف ہو کر من چاہے طریقہ پر پڑھنا اور یہ سوچنا ہدایت وسعادت کے دروازے ہم پر کھل جائیں گے، حماقت ہے بلکہ قرآن کو اس جذبہ کے ساتھ پڑھا جائے کہ یہ اللہ رب العزت کا نازل کردہ قانون ہے۔ اس قادر مطلق کا کلام ہے جس کے قبضۂ قدرت میں سب کچھ ہے، جس کو چاہے ہدایت دے، جس کو چاہے گمراہ کرے۔ جس کو چاہے عزت سے نوازے، جس کو چاہے

ذلت سے دوچار کرے۔تو پھر قرآن کا اثر اس کے ظاہر و باطن پر نمایاں ہوگا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہی شان وشوکت تھی۔کہ جب اللہ کے کلام کی تلاوت کرتے تھے تو مارے خوف کے ان کے دل لرزنے لگتے تھے۔ان پر گریہ طاری ہو جاتا تھا۔ لہٰذا قرآن کریم کی تلاوت ان کے ایمان میں زیادتی ونورانیت کا باعث تھی۔

وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُه زَادَ تْهُمْ إِيْمَانًا یعنی جب اللہ کا کلام ان پر پڑھا جاتا ہے ان کے ایمان میں زیادتی پیدا ہو جاتی ہے۔

روزہ کی حکمت:

عزیزان گرامی!

اور روزہ کس طرح شہوت کو توڑتا ہے کس طرح ہوا و ہوس کو ختم کرتا ہے۔تو بخاری و مسلم کی حدیث ہے:عن عبد اللــه بن مسعود قال قال رسول اللــه صلى الله عليه وسلم يا معشر الشباب من استطاع منكم البائة فليتزوج فإنه أغض للبصر واحصن للفرج ومن لم يَسْتَطِع فعليه بالصوم فانه له وجاء (متفق علیہ)

ترجمہ:حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔اے نوجوانو کی جماعت تم میں سے جس کو قدرت ہو نکاح کرنے کی تو وہ نکاح کرے۔اس لئے کہ نکاح آنکھوں کو زیادہ جھکانے والا ہے۔اور شرمگاہ کو زیادہ محفوظ رکھنے والا ہے۔اور جس کو نکاح کرنے کی استطاعت

وقدرت نہ ہو تو اس کو روزہ رکھنا چاہئے، اسلئے کہ روزہ خواہشات نفس کو توڑتا ہے۔

روزہ کے ثمرات وبرکات:

محبان اسلام!

روزہ کی عظمت اور شان وشوکت کا اندازہ اس حدیث سے لگائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے۔ ابن آدم کا ہر عمل اس کیلئے ہے اور روزہ میرے لئے ہے میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ ذرا غور کیجئے جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ بذات خود عطا فرمائیں گے اس کی کیا شان ہوگی۔ کتنا زبردست انعام ہوگا اور کتنا عظیم المرتبت ہوگا۔

نیز اللہ کے حبیب ومحبوب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَــن صَـامَ رَمَـضَـانَ إِيـمَـانًـا وَاحْتِسَـابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَا نَا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنْبِهِ . (بخاری ومسلم)

ترجمہ: جس نے رمضان کا روزہ رکھا ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے تو اس کے تمام پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے، اور جس نے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رمضان کا قیام کیا (یعنی تراویح وتہجد پڑھا) تو اس کے تمام پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

روزہ کے آداب:

لیکن بخشش اس صورت میں ہوگی جبکہ رمضان کے روزے اس کی شرائط

وآداب کے ساتھ رکھے جائیں۔ روزے کی روح یہ ہے کہ بندہ مومن روزہ کی حالت میں فسق وفجور گالم گلوچ جھوٹ فساد سے محفوظ رہے۔ اللہ کے رسول حبیب کبریا احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَن لم يدَعْ قَولَ الزُورِ والعمل به فليس لله حاجةٌ فِي أن يدع طعاماً وَشَرَابًا (بخاری ومسلم)۔

یعنی جس نے روزہ رکھنے کے باوجود جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا ترک نہیں کیا تو اللہ کو اس کے بھوک اور پیاس چھوڑنے میں کوئی رغبت نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ روزہ رکھوانے کی غرض وغایت انسان کو متقی وپرہیز گار صالح ونیکوکار بنانا ہے۔ اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جبکہ روزہ دار تمام خرافات ومنکرات سے خود کو محفوظ رکھے۔

خلاصۂ کلام:

محترم حضرات!

روزہ ایسی عبادت ہے جو پاکیزگی وطہارت، صلاح وتقویٰ زہد وورع کا خوگر بناتی ہے روزہ سے جس طرح باطن کی اصلاح ہوتی ہے۔ اسی طرح جسمانی فوائد بھی بے شمار ہیں۔ روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ رکھو صحت مند رہو گے!

اللہ تعالے سے دعاء ہے کہ ہمیں رمضان مبارک کی قدر ومنزلت اہمیت وفضیلت سمجھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

وما علينا الا البلاغ

اسلام اور شراب نوشی

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین محمد واٰلہ وأصحابہ أجمعین. یا أیھا الذین اٰمنوا إنما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ فاجتنبوہ لعلکم تفلِحُونَ انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر و یصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ فھل انتم منتھون (سورۃ المائدۃ)۔

اے ایمان والو!

بیشک شراب اور جوا اور بت اور جوے فال کی تیر گندگی ہیں شیطان کے کام ہیں، لہٰذا تم اس سے بچو ہو سکتا ہے کہ تم فلاح پاؤ یقیناً شیطان چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان عداوت اور فحاشی پیدا کرے شراب اور جوئے کے ذریعہ اور تم کو اللہ کے ذکر اور نماز سے روکے تو تم اس کام سے باز آؤ۔

وقال النبی صلی اللہ عَلیہِ وَسَلَّمَ "الخَمر جَمَّاعُ الإِثْم"۔

آغاز سخن:

حضرات علماء کرام اور معزز سامعین!

آج سے چودہ سو سال قبل چھٹی صدی عیسوی میں اسلام ایک ایسے معاشرہ اور سماج میں اعلان توحید و ایمان اور پیغام سعادت و ہدایت کے ساتھ آیا جس معاشرہ کی دینی، روحانی، اخلاقی، سماجی، تمدنی حالت انتہائی خستہ تھی، انسانیت کی جگہ درندگی، آدمیت کی جگہ حیوانیت اور شرافت کی جگہ رذالت نے لے لی تھی، اس معاشرہ کا انسان ننگِ انسانیت تھا، شرک و کفر کی مسموم ہوائیں چل رہی تھیں، جہالت وضلالت کی تاریکی پھیلی تھی، تن فروشی کا کاروبار تھا، مُردار خوری کا رواج تھا، نفرت و عداوت کا ماحول تھا۔ قتل و فساد عام تھا، دنیا کی کونسی قباحت و رذالت ہے جو اس معاشرہ کے افراد میں نہ تھی، خدائے واحد کے بدلے معبودان باطل کے سامنے معزز پیشانیاں ٹیکی جاتی تھیں، حیّ و قیوم کے بدلے بے جان پتھروں اور درختوں کی پرستش ہوتی اور من جملہ خرابیوں، برائیوں کے شراب نوشی عام تھی، پوری قوم شراب میں غرق تھی، جوے میں مبتلا تھی، ہر گھر میں شراب کا استعمال ہوتا تھا، ہر فرد جوا کھیلتا تھا۔ شراب کی کثرت نے سماج کو بدبودار بنا دیا تھا، نشہ کی بدمستی، قتل و قتال، جنگ وجدال کا باعث ہوتی تھی، قمار بازی معاشرتی اختلاف وخلفشار گھر بار اور اہل وعیال کو برباد کرنے کا سبب تھی، عام آدمی ہو کہ خاص سب ام الخبائث کے شوقین تھے۔

ایسے معاشرہ میں اسلام انقلاب بنکر آیا:

حضرات محترم!

ایسے معاشرہ میں اسلام ایک انقلاب عظیم برپا کرنے کے لئے آیا تھا، ایک نئے سماج اور نئے معاشرہ کی تشکیل کے لئے آیا تھا، جاہلی معاشرہ کی جگہ اسلامی معاشرہ بنانے کیلئے آیا تھا۔ شرک وکفر کو ختم کر کے توحید ایمان کی فضاء قائم کرنے آیا تھا، اخلاقی انحطاط کی شکار مرعوب قوم کے اخلاق کو سدھارنے کے لئے آیا تھا، ہزاروں معبودان باطل کی جگہ خدائے واحد کی الوہیت ووحدانیت کا پیغام لیکر آیا تھا اور مردہ تن میں ایمانی زندگی کی روح پھونکنے کے لئے آیا تھا انسان کو انسان کے بنانے کے لئے آیا تھا اور اس کی شرافت وفضیلت کو بحال کرنے کیلئے آیا تھا۔

اسلام نے کفر کے ریگستان میں توحید کا چمن لگایا:

معزز سامعین!

اسلام نے کفر وشرک کے ریگستان میں ایمان وتوحید کا چمن لگانے اور ضلالت و جہالت، اوہام وخرافات، بدعات ورسومات کی تاریکی میں رشد وہدایت کا نور پھیلانے کے ساتھ ساتھ انسانی معاشرہ کی اخلاقی خرابیوں کو بھی سدھارنے کی فکر کی عرب سماج کی سب سے بڑی لعنت شراب نوشی تھی، قمار

بازی تھی، شراب جس نے معاشرہ کو کھوکھلا کر دیا تھا، شراب جس نے انسان کو حیوان بنا دیا تھا، شراب جس نے لڑائیوں کو جنم دیا تھا۔شراب جس نے گھروں کو برباد کیا تھا۔شراب جس نے شرافت کا لباس اُتار لیا تھا، شراب جس نے عریانیت کو رواج دیا تھا۔شراب جس نے فحاشی کو فروغ دیا تھا۔شراب جو شیطان کا سب سے مؤثر ذریعہ اور ہتھیار تھا، شراب جو گناہوں کی جڑ تھی، اسلام نے اس لعنت سے انسان کو بچانے کی تحریک چھیڑ دی تھی۔

شراب سے نجات کی حکمت:

برادران ملت!

ہم سب جانتے ہیں دیکھتے ہیں کہ نشہ کی لت ایسی لت ہے جو پڑ جاتی تو چھڑائے نہیں چھوٹتی، نشہ کی طلب جب شدید ہوتی ہے تو نشہ کا عادی بے قابو ہو جاتا ہے اس کی عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے، وقتی سرور کا ذریعہ روگِ جان بن جاتا ہے، جزو بدن بنکر خون میں شامل ہو جاتا ہے، اس لئے نشہ کا چھڑانا آسان نہیں، لیکن ذرا اسلام کی حکمت و مزاج شناسی اور انسانی طبیعت کی رعایت دیکھئے کہ کس طرح وہ مزاج سازی کرتا ہے شعور اور احساس گناہ بھی پیدا کرتا ہے۔

شراب کی قباحتوں اور اس کے مفاسد کا ادراک کرتا ہے، خدا سے قریب کر کے عبادت میں لگا کر عقیدۂ توحید سے سرفراز کر کے، ایمان کے نور سے مزین کر کے، انسان کو اس کے بلند مقام سے آگاہ کر کے، یہ مزاج بنا دیتا ہے کہ

خود شراب کے شیدائی بنتِ انگور کے عاشق، شراب نوشی کے جسمانی، روحانی، اخلاقی گرواٹ محسوس کرتے ہیں اور دربار نبوت میں آ کر سوال کرتے ہیں۔ دیکھئے قرآن کریم اس مزاج کو بیان کرتا ہے:

یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھا اثم کبیر و منافع للناس واثمھا اکبر من نفعھما (سورہ بقرہ)۔

لوگ آپ سے شراب اور قمار کی نسبت دریافت کرتے ہیں، آپ فرما دیجئے ان دونوں میں گناہ کی بڑی بڑی باتیں بھی ہیں اور لوگوں کے لئے منافع بھی ہیں اور ان دونوں کا گناہ ان کے نفع سے بڑھا ہوا ہے۔

شراب نوشی کے نقصانات:

برادران اسلام!

یہ عقل وشعور کی بیداری اور انسانی فضیلت و برتری کے احساس کا نتیجہ تھا یہ ایسا انقلاب تھا جس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ مگر اسلام نے یہ انقلاب برپا کر دیا تھا، اسلئے کہ انسانی فطرت کو جانتا ہے اسلام اسکا پیغام فطرت سے ہم آہنگ ہے اور اس کی تعلیم حکمت وموعظت سے عبارت ہے، ذرا حکیمانہ انداز اور مدبّرانہ اسلوب اصلاح دیکھئے منع نہیں کیا جا رہا ہے، روکا نہیں جا رہا ہے، لیکن شراب کے مفاسد کو جوے کے مفاسد کو اثمھما اکبر کہہ کر بتا دیا گیا اور یہ سچ ہے کہ شراب کے جوے کے وقتی محدود منافع بھی ہیں، شراب پینے والا وقتی طور پر غم دنیا سے بے نیاز ہو کر اپنے کو بادشاہ وقت گمان کرنے لگتا

ہے، سرور وانبساط کی لذت سے آشنا ہو کر جسمانی تکان کو بھول جاتا ہے، لیکن شراب اس سے عقل وخرد کو چھین لیتی ہے جو حقیقت میں انسانی فضیلت کا معیار اور انسانی امتیاز کا نشان ہے، عقل کی بدولت ہی تو معرفت حق اور خود شناسی کا ذریعہ ہے اور شراب اس کو عقل سے بیگانہ کردیتی ہے۔ پھر شرابی یہ بھول جاتا ہے کہ وہ انسان ہے۔ بیوی اور بہن کی پہچان بھول جاتا ہے اور دوست ودشمن کی تمیز نہیں رہتی۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بدمستی میں بہن سے منہ کالا کرلیتا ہے، بیوی کو طلاق دیدیتا ہے، بچوں کو مارتا پیٹتا ہے، سامان کو توڑتا بیچتا ہے، ننگا ہو کر ناچتا ہے، نالوں میں پڑا رہتا ہے، گدھے کو دادا کہتا ہے اور دادا کو گدھا بناتا ہے، عورتوں کو چھیڑتا ہے اور مار کھاتا ہے، گھروں میں گھستا ہے پیٹا جاتا ہے۔ ذلیل ہوتا ہے مسکراتا ہے، وہ کیا نہ کرجائے۔ ایک شرابی نے رسوا بھی کیا اور بے آبرو بھی ایسے ہی جوا کا حال ہے۔ جواری چوری کرتا ہے، گھر کا سامان فروخت کرتا ہے، بیوی کا زیور بیچتا ہے، بچوں کی روزی داؤ پر لگادیتا ہے، گھروں میں فاقہ کرادیتا ہے، معاشرہ میں فساد پھیلادیتا ہے، اور معمولی نفع یہ ہے کہ دس ہارنے والوں میں ایک جیتنے اور بازی لیجانے والا ہوتا ہے، ۱/۱۰ کا تناسب ہوتا ہے۔

شراب نوشی کے مفاسد:

برادران ملت!

شراب کے مفاسد سنئے! شراب جسم کو کھوکھلا کردیتی ہے، پھیپھڑے میں سوراخ کردیتی ہے، آنتوں میں سوزش پیدا کردیتی ہے؟ چہرے کی رونق چھین لیتی

ہے، ایک جرمن ڈاکٹر کہتا ہے جو شراب کا عادی ہوتا ہے وہ چالیس سال میں ہی ساٹھ سال کا معلوم ہوتا ہے۔ ڈاکٹروں کی تحقیق یہ ہے کہ شراب نہ جزو بدن بنتی ہے اور نہ اس سے خون پیدا ہوتا ہے، شراب سِل، دِق کا مریض بنا دیتی ہے، آج یورپ میں شراب پانی کی طرح پی جاتی ہے، جس کے بھیانک نتائج سے یورپ کے دانشوران پریشان ہیں، بیماریاں بڑھ گئی ہیں، حادثات کی کثرت ہوگئی، گھریلو جھگڑے عام ہوگئے ہیں۔ قتل کی واردات میں اضافہ ہوگیا ہے، لاکھوں نوجوان شراب اور دیگر مسکرات کے عادی بن کر ناکارہ ہوگئے ہیں، کتنے جنون و پاگل پن کے شکار ہیں بہت پہلے ایک جرمن ڈاکٹر نے پچیس سالہ تحقیق کے بعد یہ فیصلہ سنایا کہ شراب شائستہ قوموں کو برباد کر دیتی ہے۔ کیمسٹری کا ماہر بروٹلو کہتا ہے کہ شراب انسانی زندگی کے لئے زہرِ قاتل ہے اور صحت و عقل کی دشمن ہے۔ یہ ایک ماہر ڈاکٹر کی رائے اور تبصرہ ہے اور آج ایک دو نہیں ہزاروں ڈاکٹر محقق شراب اور منشیات کے مفاسد پر اپنی رائے ظاہر کر چکے ہیں یورپ و امریکہ خاص کر فرانس و برطانیہ جہاں شراب تو مل جائے گی مگر ہوٹلوں میں پانی نہیں ملے گا، پانی پینے کا تصور بھی نہیں ہے، شراب اور ہیروئن، چرس وغیرہ کی کثرت سے جرائم و حوادثات کے مرکز بن گئے ہیں۔

انسانوں پر اسلام کا احسان:

میرے بزرگو اور دوستو!

اسلام کا کتنا عظیم احسان ہے کہ اس نے ہر قسم کے نشہ کی معمولی و کثیر

مقدار کو حرام کر دیا کیونکہ یہ نسل انسانی کو برباد کرتی ہے وہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے وہ انسان جو سب سے خوبصورت اور معزز ہے وہ انسان جس کے لئے شمس وقمر اور بحر و بر کو مسخر کر دیا گیا وہ انسان جس کے سر پر تاج خلافت رکھا گیا، وہ انسان جو مسجود ملائک بنایا گیا، وہ انسان جو عبادت و بندگی کے لئے پیدا کیا گیا، کیا اتنا یہ حقیر ہے کہ شراب کیوجہ سے اپنے امتیازات و فضائل کو گنواں دے اور حیوان بن جائے، نہیں نہیں ہرگز نہیں۔

انسانوں کی مزاج سازی:

اسی لئے تو مزاج سازی، ذہن سازی اور شعور کو بیدار کرنے کے بعد پہلے نماز میں شراب پی کر جانے سے منع کیا گیا کہ یہ مقام بندگی ہے، نماز معراجِ مومن ہے، نماز مفتاح جنت ہے، نماز افضل العبادات ہے، نماز خالق ومخلوق کی ملاقات ہے اس میں ہوش وحواس باقی رکھو عقل وخرد قائم رکھو کہیں بے ادبی کا ارتکاب نہ کر بیٹھو۔ حکم آیا:

یا أیها الذین امنو لا تقربوا الصلوة وانتم سکاری۔

اے ایمان والو تم نشہ کی حالت میں نماز کے قریب بھی مت جاؤ۔

(سورۂ نساء)

یہ حرمت کا پہلا مرحلہ تھا پھر کچھ عرصہ کے بعد جب ایمان میں اور پختگی پیدا ہوگئی انسانیت اور کامل ہوگئی عبدیت اور نکھر گئی تو صاف اعلان کر دیا گیا کہ:

یا ایھا الذین امنوا انما الخمر والمیسر و الأنصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون (سورہ مائدہ)۔

اے ایمان والو یقیناً شراب جوا اور بت اور نشان زدہ تیر یہ سب گندگی ہیں یہ شیطانی کام ہیں اس سے بچو ہوسکتا ہے کہ تم کامیاب ہوجاؤ گے۔

جب مزاج بن گیا پھر کیا ہوا؟

ذرا مخاطبین قرآن اور تربیت یافتگان شاہ امم کی اطاعت وفرماں برداری تو دیکھئے فدا کاران اسلام کی خود سپردگی وتابعداری تو ملاحظہ کیجئے کہ ادھر شراب کی حرمت کا اعلان ہوتا ہے دوسری طرف ندائے حق سنتے ہی گھروں سے شراب کے مٹکے توڑ کر پھینکے جا رہے ہیں۔ شراب کی بھی سجائی بزم طرب میں جاموں کو ہونٹوں سے الگ کیا جا رہا ہے، یہ تھی اطاعت کی اعلیٰ مثال۔

آج کے مسلمانوں کا حال زار:

برادران ملت!

مگر آہ! آج اسی اطاعت شعار اسلاف کے خلاف ہم مسلمانوں میں شراب نوشی پھیل رہی ہے شراب کی پاؤ چیں استعمال ہو رہی ہیں، امتِ مسلمہ کا نوجوان طبقہ وقتی سرور اور عارضی لذت کے لئے شراب پیتا ہے اب تو یہ وبا اتنی عام ہے کہ قریب البلوغ بچے بھی فیشن کے طور پر شراب پیتے ہیں، تاڑی پیتے

ہیں، زہریلی شراب پیتے ہیں اور مرتے ہیں بیمار ہوتے ہیں اور ٹی بی، تپ دق اور کینسر میں مبتلا ہوتے ہیں، جسم کو کھوکھلا اور روح کو مردہ کرر ہے ہیں، آنکھوں کو اندھا اور دل کو کمزور بنا رہے ہیں، چلتے ہیں تو ڈگمگاتے ہیں، کھڑے ہیں تو تھر تھراتے ہیں، بیٹھتے ہیں تو کپکپاتے ہیں، بولتے ہیں تو ہکلاتے ہیں، بے رونق چہرے لئے بیمار بدن لئے، یہ اُمت کے نوجوان ننگ انسانیت بھی ہیں ننگ اسلاف بھی، وہ ماں باپ کے لئے عذابِ جان ہیں، معاشرہ کے ناسور ہیں، قوم مسلم کو ذلیل کرنے والے اسلام کو بدنام کرنے والے ایک نشہ کے باعث ہزاروں جرائم کے موجد، گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔

صحابہ کی تابعداری:

برادرانِ اسلام!

قربان جایئے اسلام کے اس احسان پر قربان جایئے کہ رسول خدا کی تربیت و اصلاح پر قربان جایئے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی اطاعت شعاری اور تابعداری پر کہ صدیوں سے شراب کے عاشق تھے، قمار کے شوقین تھے لیکن ایمان نے ان کی زندگی کا رُخ موڑ دیا، شراب کے شیدائی خود شراب کی حرمت کا مطالعہ کرر ہے تھے شراب کے عادی اپنے ہاتھوں سے مٹکے توڑ رہے تھے۔ اور کف افسوس ملئے اس امت کی بربادی پر کہ اس کے نوجوانوں نے ام الخبائث کو گلے میں اُتار لیا، اور اپنے کو برباد کر لیا جس شراب کو آقائے دو

جہاں نے الخمر جماع الاثم کہا کہ شراب گناہوں کی جامع ہے مسلمان اس کے عادی ہو گئے ہیں اور جس شراب کو ہمارے اسلاف نے گھروں سے نکالا تھا اسی شراب اور جوئے کو مسلمان اپنے گھروں میں لا رہے ہیں۔

محسن اعظم کی وصیت:

محسن اعظمؐ نے تو اپنے محبوب صحابی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی تھی۔ لَا تَشْرَبَنَّ خَمْرا فانه راس کل فَاحِشَةٍ (رواہ احمد) کہ ہرگز شراب مت پینا کیونکہ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے، یہ دشمن دنیا بھی ہے، دشمن دین بھی۔ دشمن جان بھی، دشمن مال بھی، یہ شیطان کا حربہ ہے، شراب پلا کر شیطان تمہارے درمیان عداوت کراتا ہے، دشمنی کراتا ہے، فساد کراتا ہے، فتنہ پھیلاتا ہے اور اللہ کے ذکر سے روکتا ہے، نماز سے روکتا ہے، جیسا کہ آیت حرمت شراب کی آیت میں اللہ نے فرمایا ہے اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ إِنه لَكُمْ عَد و مبین کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ شب معراج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شراب اور دودھ پیش کیا گیا تو آپ نے دودھ کو اختیار فرمایا اس پر جبرئیل امین نے فرمایا تھا اے رسول خدا آپ نے فطرت کو اختیا کیا۔ اگر شراب کو چن لیتے تو آپ کی اُمت فساد وعداوت میں گرفتار ہو جاتی اور آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ امت نے اس شئ حرام کو اختیار کر لیا ہے اور فساد وعداوت میں گرفتار ہے۔

خلاصۂ کلام:

سامعین کرام!

شراب کی تمام قسمیں اور جوئے کی تمام صورتیں قطعاً حرام ہیں نہ شراب جائز ہے اور نہ الکحل جائز ہے، نہ ہیروئن جائز ہے، نہ چرس جائز ہے، نہ تاڑی جائز ہے، نہ ٹھرا جائز، نہ لاٹری جائز ہے، نہ پانسہ جائز ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء کیجئے کہ الٰہ العالمین ہم کو ام الخبائث سے بچائے، بنت انگور سے بچائے اور شیطان کے جال سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين